بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۳۰ (30)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون: ۷۲۳۲۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ

۳۰

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون: ۷۲۲۲۵۴۱)

www.drhasanrizvi.com

السید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمۂ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ"

میں نے "پاک محرم ایجوکیشن، نمائش" کا شائع کردہ **"تیس واں پارہ، "عَمَّ"** کو بغور پڑھا ہے، اب اَلْحَمْدُلِلّٰه! ترمیم و اصلاح کے مراحل سے گزر کر تمام غلطیوں سے مبرا ہو گیا ہے۔

دورانِ طباعت اگر زبر، زیر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ وغیرہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اس کا متنِ کتابت کی صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی عمران صدیقی

مدرس دارالقرآن (نفس) بعیبہ، کراچی
علی عمران صدیقی

www.drhasanrizvi.com

فہرست پارہ ۳۰

شمار	عناوین	صفحہ
۱	سورۃ النبا کے فضائل	۶۱۶۶
۲	،، ،، سب سے بڑی خبر	۶۱۶۷
۳	تفسیر اہل بیتؑ	۶۱۶۸
۴	ہر شخص اپنے اعمال دیکھ لے گا	۶۱۷۳
۵	روزِ قیامت اِس امت کے لوگوں کا حشر نشر (الحدیث)	۶۱۸۱
۶	تفسیر اہل بیتؑ	۶۱۹۲
۷	،، اہلِ سنّت	،،
۸	مومن کی موت کا تذکرہ (احادیث)	۶۱۹۴
۹	سورۃ النازعات کے فضائل	۶۱۹۶
۱۰	،، ،، تشریحات	۶۱۹۷
۱۱	نفخِ صور کی تشریحات	۶۲۰۲
۱۲	حضرت موسیٰؑ کو پیغام	۶۲۰۶
۱۳	انسان کی تعریف (از امیرالمومنینؑ)	۶۲۱۷
۱۴	سورۃ عبس کے فضائل	۶۲۲۲
۱۵	،، ،، شانِ نزول	۶۲۲۳
	تفسیر اہل بیتؑ	،،

شمار	عناوین	صفحہ
۱۶	قرآن کے تمام علوم کے عالم	۶۲۳۶
۱۷	حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا:	۶۲۳۸
۱۸	روزِ قیامت مومنوں اور کافروں کے چہرے	۶۲۳۹
۱۹	سورۃ التکویر کے فضائل	۶۲۴۰
۲۰	،، ،،	۶۲۴۱
۲۱	قیامت کی وحشت	۶۲۴۴
۲۲	بلا قصور قتل۔ تفسیر اہلِ بیتؑ	۶۲۴۷
۲۳	قرآن کو چھوڑ کر کدھر بھٹکے جا رہے ہو	۶۲۵۸
۲۴	سورۃ الانفطار کے فضائل	۶۲۶۲
۲۵	،، ،،	۶۲۶۳
۲۶	اعمال کی گواہی کا خدا نے پکا انتظام کر رکھا ہے	۶۲۶۸
۲۷	کراماً کاتبین کی تشریح	۶۲۶۹
۲۸	ہر مومن کے دل میں ایک سفید نقطہ ہوتا ہے	۶۲۷۱
۲۹	سورۃ المطففین کے فضائل	۶۲۷۳
۳۰	،، ،، شانِ نزول	۶۲۷۵
۳۱	حضرت امیرالمومنینؑ کی نصیحتیں	۶۲۷۷

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۳۲	مومنین بھی کافروں کا مذاق اڑاتے تھے	۶۲۸۷
۳۳	سورۃ انشقاق کے فضائل	۶۲۸۸
۳۴	" " تشریحات	۶۲۸۹
۳۵	عقل اور معرفت کے مطابق ثواب ملے گا	۶۲۹۱
۳۶	سورۃ البروج کے فضائل	۶۲۹۸
۳۷	" "	۶۲۹۹
۳۸	بروج بارہ ہیں	۶۲۹۹
۳۹	شاہد و مشہود سے مراد	
۴۰	سورۃ الطارق کے فضائل	۶۳۰۵
۴۱	" " کی تشریحات	۶۳۰۶
۴۲	امام جعفر صادقؑ نے دہریے سے سوال کیے	۶۳۰۸
۴۳	سورۃ الاعلیٰ کے فضائل	۶۳۱۱
۴۴	" "	۶۳۱۲
۴۵	قد افلح من زکّٰھا کی تشریح	۶۳۱۶
۴۶	جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا	"
۴۷	نماز کے بارے میں فرمایا	۶۳۱۷
۴۸	حبِ دنیا کی تشریح	۶۳۱۹
۴۹	سورۃ الغاشیۃ کے فضائل	۶۳۲۰
۵۰	" "	۶۳۲۱
۵۱	شیعوں کا حساب معصومینؑ لیں گے	۶۳۲۸

شمار	عناوین	صفحہ
۵۳	سورۃ الفجر کے فضائل	۶۳۲۹
۵۴	" " کی تشریح	۶۳۳۰
۵۵	یتیموں کے احترام کا ذکر	۶۳۳۴
۵۶	مومن کی روح نکلنے کا سماں	۶۳۴۲
۵۷	سورۃ البلد کے فضائل	۶۳۴۳
۵۸	" " تشریحات	۶۳۴۴
۵۹	وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ کی تفسیریں	۶۳۴۵
۶۰	جناب امیر المومنینؑ نے مال کے بارے میں فرمایا	۶۳۴۷
۶۱	صبر کی تین قسمیں	۶۳۵۴
۶۲	اصحاب میمنۃ	۶۳۵۵
۶۳	" مشئمۃ	"
۶۵	سورۃ الشمس کے فضائل	۶۳۵۶
۶۶	" " کی تشریح	۶۳۵۷
۶۷	طبیعت میں اعتدال نفس کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ (فلسفۂ حیات)	۶۳۶۱
۶۸	الہام کی تشریح	۶۳۶۲
۶۹	سورۃ اللیل کے فضائل	۶۳۶۵
۷۰	" " شانِ نزول	۶۳۶۶
۷۱	سب سے افضل کونسا ہے؟	۶۳۶۸
۷۲	اللہ اُس سے ضرور خوش ہوگا	۶۳۷۴
۷۳	سورۃ الضحیٰ کے فضائل	۶۳۷۵
۷۴	" "	۶۳۷۶

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۷۵	تمھیں اسقدر عطا کروں گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے	۶۳۷۸
۷۶	مقامِ محمود کیا ہے ؟	"
۷۷	یتیموں کے بارے میں احادیثِ معصومینؑ	۶۳۸۰
۷۸	سائل کو نہ جھڑکو : کی تشریح	۶۳۸۳
۷۹	اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو کی تشریح	۶۳۸۴
۸۰	سورۃ الم نشرح کے فضائل	۶۳۸۵
۸۱	" " " شانِ نزول	۶۳۸۶
۸۲	شرحِ صدر کے معنی	۶۳۸۶
۸۳	رسولِ خدا کے بوجھ کو ہلکا کر دیا بوجھ کی تشریح	۶۳۸۹
۸۴	ہم نے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔ کی تشریح	۶۳۸۹
۸۵	سورۃ التین کے فضائل	۶۳۹۲
۸۶	سورۃ التین کی تشریح	۶۳۹۳
۸۷	احسنِ تقویم کی تشریح	۶۳۹۵
۸۸	اسفلَ سافلین کی تشریح	۶۳۹۶
۸۹	سورۃ کا پیغام	۶۳۹۸
۹۱	سورۃ العلق کے فضائل	۶۳۹۹
۹۲	" " تفسیرِ اہلبیتؑ	۶۴۰۱
۹۳	تفسیرِ اہلِ سنت :	۶۴۰۲

شمار	عناوین	صفحہ
۹۴	العلق کی تشریحات	۶۴۰۲
۹۵	قلم کے فوائد	۶۴۰۳
۹۶	ابوجہل کی سرکشی	
۹۷	چوتھی سجدۂ واجب آیت	۶۴۰۹
۹۸	سورۃ البینۃ کے فضائل	۶۴۱۹
۹۹	" "	۶۴۲۰
۱۰۰	سب سے بُرے لوگ	۶۴۲۴
۱۰۱	سب سے اچھے لوگ	۶۴۲۷
۱۰۲	سورۃ الزلزال کے فضائل	۶۴۲۸
۱۰۲	سورۃ "	۶۴۲۹
۱۰۳	تجسیم اعمال کا ثبوت جنگل میں اذان کہو	۶۴۳۱ ۶۴۳۳
۱۰۴	مومن سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔	۶۴۳۳
۱۰۵	عربی بدو کی ہدایت	۶۴۳۴
۱۰۶	چھوٹے گناہوں سے بچو	۶۴۳۵
۱۰۷	چھوٹی نیکی کو کمتر نہ سمجھو	"
۱۰۸	سورۃ العادیات کے فضائل	۶۴۳۶
۱۰۹	" "	۶۴۳۷
۱۱۰	شانِ نزول	۶۴۳۸
۱۱۱	انسان ناشکرا ہے	۶۴۴۰
۱۱۲	انسان کے اندر دو صلاحیتیں ہیں	۶۴۴۴

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۱۳	سورۃ القارعۃ کے فضائل	۶۴۴۵
۱۱۴	سورۃ " "	۶۴۴۷
۱۱۵	الفاظ کی تشریحات	"
۱۱۶	بھڑکتی دہکتی آگ	۶۴۵۱
۱۱۷	فضائل سورۃ الشکاثر	۶۴۵۲
۱۱۸	" "	۶۴۵۳
۱۱۹	فخر و مباہات اور تکبر کا سرچشمہ	۶۴۵۴
۱۲۰	درہم و دینار کے شوقین بندو!	۶۴۵۵
۱۲۱	یقین کی تشریحات "	۶۴۵۷
۱۲۲	قیامت کے دن کس نعمت کا سوال کیا جائے گا	۶۴۵۸
۱۲۳	فضائل سورۃ العصر	۶۴۶۰
۱۲۴	" "	۶۴۶۱
۱۲۵	خسارے والے لوگ۔ ایمان کے معنی عمل صالح امر بالمعروف نہی عن المنکر۔ صبر کی تلقین	۶۴۶۲
۱۲۶	سورۃ ھمزۃ کی فضیلت	۶۴۶۹
۱۲۷	" " کی تشریحات	۶۴۷۰
۱۲۸	مال جمع کرنے کی حرص۔ (احادیث)	
۱۲۹	سورۃ الفیل کی فضیلت	۶۴۷۵
۱۳۰	شانِ نزول۔ واقعہ اصحاب فیل	۶۴۷۶
۱۳۱	سورۃ قریش کے فضائل	۶۴۷۷
۱۳۲	" "	۶۴۷۹
۱۳۳	قریش کے معنی۔ نمک حرامی اصل بات	۶۴۸۰
۱۳۴	فضائل سورۃ ماعون	۶۴۸۱
۱۳۵	شانِ نزول " "	۶۴۸۳

شمار	عناوین	صفحہ
۱۳۶	سورۃ الکوثر کے فضائل	۶۴۹۱
۱۳۷	" " کوثر کے معنی	۶۴۹۲
۱۳۸	نحر کے معنی رفع یدین	۶۴۹۴
۱۳۹	سورۃ الکافرون کے فضائل	۶۴۹۷
۱۴۰	" " تشریحات۔	۶۴۹۹
۱۴۱	سورۃ نصر کے فضائل	۶۵۰۱
۱۴۲	" "	۶۵۰۲
۱۴۳	فتح مکہ کا واقعہ	۶۵۰۳
۱۴۴	فضائل سورۃ اللھب	۶۵۰۶
۱۴۵	" "	۶۵۰۷
۱۴۶	ابولہب کی حرکتیں۔ شانِ نزول	۶۵۰۸
۱۴۷	سورۃ الاخلاص کے فضائل	۶۵۱۲
۱۴۸	سورۃ الاخلاص	۶۵۱۶
۱۴۹	شانِ نزول	۶۵۱۷
۱۵۰	سورۃ کی تفصیلات	۶۵۱۸
۱۵۱	حضرت امام حسینؓ نے صمد کے پانچ معنی بتائے۔	۶۵۱۹
۱۵۱	سورۃ الفلق کے فضائل	۶۵۲۰
۱۵۲	" "	۶۵۲۵
۱۵۳	تفصیلات	۶۵۲۶
۱۵۴	سورۃ الناس کے فضائل	۶۵۲۸
۱۵۵	" "	۶۵۲۹
۱۵۶	تشریحات۔ شیطانی ٹولہ	۶۵۳۰
		۶۵۳۲

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ النَّبَا "مکّی"

فضائل و خصوصیّات

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص سورۃ النّبا "عمّ یتسائلون" پڑھے گا، اُسے خداوندِ عالم قیامت میں جنّت کے ٹھنڈے اور خوشگوار مشروبات سے سیراب کرے گا۔"

(مجمع البیان جلد ۱۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

"جو شخص روز سورۃ عمّ یتسائلون (سورۃ النبا) سمجھ کر پڑھے گا، اُس کا ایک سال مکمّل نہیں ہوگا کہ وہ خانۂ کعبہ کی زیارت سے مشرّف ہوگا۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص سورۃ النّبا کو پڑھے گا اور یاد کرلے گا تو قیامت کے دن اُس کا حساب اتنی جلدی مکمّل ہوگا جتنی دیر میں ایک نماز پڑھی جاتی ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۴)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۴۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢

(۱) یہ لوگ (آخر) کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال جواب اور بحث مباحثہ کر رہے ہیں (۲) اُس بہت بڑی خبر (قیامت) کے بارے میں،

★ "سب سے بڑی خبر" سے مراد قیامت اور آخرت کی خبر ہے، جسے اہلِ مکہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سنتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ چاند ستارے سب بجھ جائیں؟ جمے جمائے پہاڑ ہوا میں اُڑ جائیں؟ دنیا کا سارا جما جمایا نظام درہم برہم ہو جائے؟ یہ رسولؐ صاحب جو کل تک بالکل ٹھیک آدمی تھے، آج اِن کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی اُلٹی سلٹی باتیں سنا رہے ہیں؟ یہ جنت

www.drhasanrizvi.com

جہنم پہلے کہاں تھیں جن کا آج ہمارے سامنے حال سنایا جارہا ہے۔ اب یہ ایکدم کہاں سے نکل آئیں؟

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

"نَبَأ" کے معنی (ایسی) خبر جو اہمیت رکھتی ہے، اور جس میں بہت بڑا فائدہ بھی ہے۔ اور انسان کو اُس کا علم بھی ہو۔

* (مفردات امام راغب) *

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں"، یہ کفّار کی طرف اشارہ ہے۔ یا ممکن ہے کہ اشارہ اُس طرف ہو کہ کفّار مسلمانوں سے حیات بعد الموت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ کفّار و مسلمین سب رسولؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں

* (تفسیر نمونہ) *

تفسیرِ اہلِ بیت علیہم السّلام

★ حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ علیہ السّلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کوئی خبر مجھ سے اعظم نہیں۔ میری ولایت کو پچھلی (گذشتہ) اُمتوں پر پیش کیا گیا تھا۔"

* (بروایت فرزندِ رسولؐ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ۔ تفسیر انوار النجف) *

★ فرزندِ رسولِ خدا سیّد الشّہداء حضرت امام حسین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ "جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علی علیہ السّلام سے فرمایا: "اے علیؑ! تم اللہ کی حجّت (دلیل) ہو، تم اللہ تک پہنچنے کا دروازہ ہو، اے علیؑ! تم ہی اللہ کا راستہ ہو، اے علیؑ! تم نبأ عظیم (خبرِ عظیم) ہو، اے علیؑ! تم ہی صراطِ مستقیم ہو، تم ہی مثل الاعلیٰ (زندگی کا بہت اعلیٰ مثالی نمونہ) ہو، اے علیؑ! تم امام المسلمین ہو، امیر المومنین ہو، خیر الوصیّین ہو، سیّد الصّدیقین ہو، اے علیؑ! تم فاروقِ اعظم اور صدّیقِ اکبر ہو، میرے خلیفہ ہو، میرے دین کے قاضی ہو،

www.drhasanrizvi.com

اے علیؑ ! تم ہی میرے وعدوں کے پورا کرنے والے ہو ، اے علیؑ ! تم میرے بعد مظلوم اور متروک ہو گے اے علیؑ ! اکثریت تمہارا ساتھ چھوڑ دے گی ۔ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ : تمہارا گروہ میرا گروہ ہے ، اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے ۔ (اور اللہ کا گروہ سب پر غالب آئے گا) اے علیؑ ! تمہارے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے ۔ (جو مغلوب ہو کر رہے گا)

* (تفسیر برہان ، تفسیر انوار النجف) *

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ : " جناب رسولِ خدا ؐ نبأ عظیم (سب سے بڑی خبر) اس لیے نہیں ہیں کہ اُن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہیں ہے ۔ اس لیے نبأِ عظیم سے مراد حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔ (یہ تاویل ہے)

(تفسیر انوار النجف)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صخر بن حرب نے پوچھا کہ : آپؐ کے بعد یہ معاملہ کس کے سپرد ہو گا ۔ ؟ آپؐ نے فرمایا : " میرے بعد اس کا وارث وہ ہو گا جس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی ۔ " پھر آپؐ پر یہی آیت مجیدہ نازل ہوئی کہ : " یہ لوگ کس چیز کے متعلق سوال کرتے ہیں ؟ ہاں بیشک نبأ عظیم کے متعلق پوچھتے ہیں پس بعض لوگ علیؑ کی ولایت اور خلافت کی تصدیق کریں گے اور بعض انکار کر دیں گے ۔ " اور اگلی آیت میں لفظ " کَلَّا " اُن کے نظریے کی رد کے لیے ہے ۔ یعنی ان لوگوں نے غلط سوچا ہے ۔ بیشک عنقریب اُن لوگوں کو اُن (علیؑ) کی خلافت اور امامت کا علم ہو جائے گا ' جب قبر میں اُن لوگوں سے پوچھا جائے گا اور جہاں بھی کوئی مرے گا ' زمین کے مشرق میں مرے گا یا مغرب میں ، خشکی میں مرے گا یا تری میں قبر میں منکر نکیر اُس سے حضرت علیؑ کی خلافت و امامت کا سوال کریں گے ۔ وہ پوچھیں گے : تیرا رب کون ہے ؟ تیرا دین کیا ہے ؟ تیرا نبیؐ کون ہے ؟ اور تیرا امام کون ہے ؟ (تفسیر برہان ۔ انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ مشہور اہلِ سنّت کے عالم حافظ محمّد بن موسیٰ نے علماءِ اہلِ سنّت کے کئی حوالوں سے لکھا کہ:
"عظیم خبر" سے مراد حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام کی ولایت بھی ہے۔ اِس کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا۔ کوئی شخص مشرق و مغرب میں نہیں مرتا مگر اُس سے حضرت امام علیؑ کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، فرشتے ہر مرنے والے سے پوچھتے ہیں (۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا نبی کون ہے؟ (۳) تیرا امام کون ہے۔
★ (رسالہ الاعتقاد از ابوبکر محمّد بن موسیٰ۔ احقاق الحق جلد ۳، تفسیر نمونہ، انوار النجف) ★

★ جنگِ صفین میں حضرت علیؑ کا ایک دشمن یہی آیت پڑھتا ہوا آیا (عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ) راوی کہتا ہے کہ میں نے اُس کے مقابلے کا ارادہ کیا تو حضرت امام علیؑ نے مجھے روک دیا اور خود آگے بڑھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ: کیا تو اُس نبا عظیم کو جانتا ہے جس میں تم لوگوں کو اختلاف ہے"؟
اُس نے نفی میں جواب دیا۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، وہ نبا عظیم میں ہوں جس میں تم لوگوں کو اختلاف ہے اور جس کی ولایت میں تم نے جھگڑا کیا ہے، پس اقرار کرنے کے بعد تم لوگ میری ولایت سے منحرف ہوگئے، اور اپنی بغاوت کی وجہ سے تم لوگ ہلاک ہوتے ہو، حالاں کہ میری ہی تلوار کی بدولت تم لوگوں کو نجات ملی تھی، غدیر کے روز تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا تھا اور پھر قیامت کے دن بھی جان لوگے۔" اِس کے بعد آپؑ نے تلوار کو حرکت دی اور اُس کا سر قلم کر دیا۔
★ (تفسیر برہان جلد ۴ ص ۴۲۰ حدیث ۹، تفسیر انوار النجف) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"نبا عظیم (عظیم خبر) سے مراد ولایت (علیؑ) ہے۔" ★ (تفسیر برہان جلد ۴ ص ۴۱۹ حدیث ۲) ★
★ عظیم خبر" سے اوّلین مراد قیامت ہے جو اِس کا وسیع مفہوم ہے اور اسی خبر کی مصداق حضرت علیؑ کی ولایت بھی ہے۔ کیوں کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ ★ (تفسیر نمونہ) ★

www.drhasanrizvi.com

الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ جس کے متعلق وہ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔

كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۝۴ (مگر جو اُن کا خیال ہے وہ) ہرگز (ٹھیک) نہیں۔ یہ بات اُن کو بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔

ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۝۵ پھر (سن لو کہ اُن کا خیال) ہرگز (صحیح) نہیں۔ یہ عنقریب اُن کو معلوم ہو جائے گا (کہ قیامت کیا چیز ہوتی ہے۔)

★ عربوں میں حیات بعد الموت کے بارے میں سخت اختلاف تھا۔

(۱) اُن میں سے کوئی تو یہودی عیسائیوں سے متاثر تھا اور کہتا تھا کہ دوسری زندگی صرف روحانی ہے۔

(۲) اکثر آخرت کی زندگی کے منکر تھے اور کہتے تھے: "مَا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝" (سورۃ الجاثیہ آیت ۳۲ پارہ ۲۵)

یعنی: "ہم کو تو کچھ پتہ نہیں کہ قیامت کیا ہوتی ہے ہم تو بس آخرت کا ایک ہلکا سا گمان رکھتے ہیں، یقین نہیں ہے کہ قیامت آئے گی۔"

www.drhasanrizvi.com

(۲) کوئی صاف صاف دہریہ تھا اور کہتا تھا: " اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ " "جو کچھ بھی ہے بس یہ ہماری دنیا ہی کی زندگی ہے (اور کچھ نہیں) ہم ہرگز مرنے کے بعد دوبارہ نہ اُٹھائے جائیں گے۔" (سورۃ الانعام آیت ۲۹ پارہ ۷)

(۳) کچھ کہتے تھے کہ: " مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ " "کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا، حالاں کہ وہ پرانی و بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔" (سورۃ یٰسین آیت ۷۸ پارہ ۲۳)

غرض آخرت کے بارے میں عربوں میں اختلاف تھا، اکثر لوگ صرف گمان و قیاس کے تیر تکے چلاتے تھے، اُن کے پاس کوئی واضح یقینی علم نہ تھا۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) ★

★ غرض بعض کے نزدیک وہ خبر جس میں لوگ ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں:

(۱) وہ قیامت کا برپا ہونا ہے (۲) مرکر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ (۳) قرآن مجید مراد ہے جس کی حقانیت پر لوگ بحث کرتے ہیں۔ (۴) حضرت امام علی علیہ السلام مراد ہیں، جن کی ولایت کبریٰ پر لوگ اختلاف کرتے ہیں۔

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، تفسیر المیزان) ★

آیت ۵ " ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ " پھر ہرگز نہیں، یہ بات اُن کو عنقریب معلوم ہو جائے گی۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں نے ابتداءِ دنیا سے آج تک لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا مگر لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ اب قریب ہے کہ جہنم کا ہولناک منظر اُن کے سامنے آجائے، اُس وقت اچھی طرح سے جان لیں گے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ پھر اُن کے سارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ انسان کی اصلاح کے لیے سب سے اہم چیز یہ عقیدہ ہے کہ اُس کو ایک دن اپنے تمام اعمال کا

www.drhasanrizvi.com

حساب دینا ہوگا، خدا کی عدالت میں پیش ہونا ہوگا، وہاں نہ کوئی ظلم ہوگا نہ زیادتی۔ نہ کوئی غلطی ہوگی، نہ انکار کی گنجائش ہوگی۔ وہاں عذابِ الٰہی سے بچنے کی کوئی ترکیب نہ چلے گی۔ خدا کے عذاب سے بچنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان دنیا کی زندگی میں ہر قسم کے گناہ اور ظلم کو چھوڑ دے۔ بس یہی عذابِ الٰہیہ کا تصور انسان کے دل کو گناہ سے ہٹا دیتا ہے اور سوئی ہوئی روحوں کو جگا دیتا ہے۔ اُس کے اندر احساسِ ذمہ داری اور احساسِ جوابدہی، فرض شناسی کو جگاتا ہے۔ تقویٰ کی روح کو بیدار کر دیتا ہے۔ خدا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جہاں بھی فساد برپا ہوتا ہے اُس کا سبب (۱) نگرانی اور نگہبانی کی کمزوری ہوتا ہے (۲) دوسرے نظامِ عدالت کا کمزور ہونا ہوتا ہے۔ اگر تیز نگاہ رکھنے والے مجرموں کے اعمال کی نگرانی کرنے لگیں اور نظامِ عدالت مضبوط ہو جائے، یعنی جرم کرنے والے کو پورا پورا یقین ہو کہ سزا مل کر ہی رہے گی، تو پھر جرائم بہت زیادہ کم ہو جاتے ہیں، ظلم و سرکشی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

* اب جس کا عقیدہ یہ ہو کہ: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝" یعنی: "جو شخص ایک ذرّے کے وزن برابر نیک عمل کریگا وہ اُس کو دیکھے گا، اور جو ایک ذرّے کے وزن کے برابر بُرا عمل کرے گا وہ اُس کو دیکھے گا۔"

(سورۃ الزلزال آیت ۷-۸ پارہ ۳۰)

تو وہ اپنے اعمال ضرور درست کرے گا۔

* ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل سے گذر رہے تھے تو ایک جنگلی عرب حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: "میں آپؐ کی مجلس میں حاضر نہیں ہو سکتا مجھے کوئی کام کی بات بتا دیجئے۔" آپؐ نے یہی دو آیتیں پڑھیں۔ وہ حیران ہو گیا، کچھ دیر غور کرتا رہا پھر بولا کہ ایک دفعہ اور پڑھیئے۔ حضورؐ نے پھر یہ آیات پڑھیں وہ سن کر کھڑا ہو گیا آپؐ کے ہاتھ چومے اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں سب کچھ سمجھ گیا۔ اب مجھے کسی اور نصیحت کی

www.drhasanrizvi.com

ضرورت نہیں۔ صحابہ کرامؓ ہنسنے لگے کہ لیجیے، دو آیتوں ہی میں اِس نے سب کچھ سمجھ لیا؟
حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "واقعتاً یہ شخص ٹھیک کہتا ہے، یہ سب کچھ سمجھ چکا ہے۔"

★ (احیاء العلوم) ★

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ (۶) (اب یہ کہ قیامت کا ہونا کیسے ممکن ہے)
مِهٰدًا ۙ (۶) تو) کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟
وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ (۷) (۷) اور پہاڑوں کو بڑی بڑی کیلوں
کی طرح (زمین میں) نہیں گاڑ دیا؟

★ اربابِ لغت اور عربی ادب کے ماہرین نے زمین کو فرش فرمانے کی بڑی تعریف کی ہے۔ زمین اہلِ زمین کے لیے فرش اِس لیے ہے کہ انسان زمین پر اپنا گھر آرام سے بنا سکتا ہے، زراعت کر سکتا ہے، زمین میں انسان کی تمام ضرورتیں مہیا کر دی گئی ہے۔ انسان زمین میں دفن ہو کر آرام کرتا ہے، زمین انسان کے جسم اور اس سے پیدا ہونے والے جراثیم کو ختم کر دیتی ہے۔ اور زمین سورج کے گرد اِس طرح گھومتی ہے کہ دن رات بنتے ہیں، زمین سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں، پانی کا ذخیرہ کرلیتی ہے اور پھر چشموں، نالوں، دریاؤں کی شکل میں فراہم کرتی ہے، زمین انسان کا آرام دہ بستر اور اُس کی اولاد کے رہنے بسنے کی جگہ ہے۔ زمین کی نعمت کا احساس اُس وقت زیادہ ہو جاتا ہے جب معمولی سا زلزلہ زمین کو اُلٹ پلٹ دیتا ہے۔

★ (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر) ★

★ پہاڑوں کی بڑی بڑی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں ایک دوسرے سے ملی جُڑی رہتی ہیں اور اس طرح

www.drhasanrizvi.com

زمین کو زلزلوں سے بچاتی ہیں، اور زمین کے اوپر کی سطح کو اندر سے پگھلنے سے بچاتی ہیں، زبردست طوفانوں کے مقابلے پر پہاڑ دیوار ثابت ہوتے ہیں، قیمتی معدنیات کا مرکز ہیں، زمین کے گرد جو ہوا کا چکر ہے پہاڑ سائیکل کے دندانے دار چکر کی شکل میں پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ اسی لیے ماہرین کہتے ہیں کہ اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوتے تو ہوا کا طبقہ زمین کی حرکت سے بہت زیادہ ہلتا رہتا جس سے بڑے بڑے طوفان ہر وقت پیدا ہوتے رہتے اور یہ زمین ہوا کی مسلسل رگڑ سے اس قدر گرم ہو جاتی کہ آگ کا گولہ بن جاتی۔

* (تفسیر نمونہ) *

* جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "جب زمین کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا، اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے، چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا تو اللہ نے اس کی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیے، جنھیں دور دراز جنگلوں اور گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے زمین کی حرکت میں اعتدال پیدا کر دیا۔ چناں چہ اس کی سطح کے مختلف حصّوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصّوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر پہاڑوں کے سوار ہو جانے کی وجہ سے زمین کی تھرتھراہٹ جاتی رہی۔

*(نہج البلاغۃ از خطبہ ۹۹ ابن شباح) *

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ اور ہم نے تمھیں (مرد اور عورت کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا،

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ نیز یہ کہ تمھاری نیند کو سکون و آرام کا ذریعہ بنایا۔

نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا * انسان کو کارآمد بنائے رکھنے کے لیے اللہ نے نیند پیدا کی ہے جس کی

www.drhasanrizvi.com

وجہ سے وہ چند گھنٹوں کے بعد سوتا ہے اور تازہ دم ہو جاتا ہے۔ یہ خدا کی عجیب و غریب نشانی ہے، اور حیات بعد الموت کا بھی ثبوت ہے، اور روز مرّہ کا تجربہ بھی۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

★ ماہرین کا اتفاق ہے کہ نیند صحتِ انسانی کے لیے ضروری ہے۔ اسی لیے تمام ڈاکٹر نیند کی عادت کو اعتدال پر لانا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو لوگ معتدل نیند سوتے ہیں وہ فکری اور جسمانی کام کے قابل ہو جاتے ہیں، اور خوشگواری محسوس کرتے ہیں۔ کسی انسان کو بے چین کر دینے والی چیز بیخوابی سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ بیخوابی سے انسان مجبورِ محض بن جاتا ہے، اُس کی قوتِ برداشت اور ذہنی صلاحیتیں جواب دے جاتی ہیں، اور اُس کو بہت امراض آ پکڑتے ہیں۔

غرض نیند انسان کے اندر ایک زبردست قسم کی تبدیلی پیدا کرتی ہے، اور ہماری زندگی میں معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ خدا کی قدرت اور حکمت کا ایک کمال یہ ہے کہ تھکا ماندہ انسان سو کر اُٹھتا ہے تو ہشاش بشاش ہوتا ہے، ساری تھکان دور ہو جاتی ہے، گویا مر کر دوبارہ زندہ ہو گیا۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ ہم نیند کے ذریعہ موت کو سمجھ سکتے ہیں، اور کر اُٹھنے سے حشر نشر کو سمجھ سکتے ہیں۔

★ (مؤلف) ★

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ اور رات کو لباس (کی طرح چھپانے والا) بنایا۔

★ جیسے آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنے بدن کو چھپا لیتا ہے۔ پھر یہ کہ رات کا اندھیرا انسان کی پردہ داری بھی کرتا ہے۔ حسّی طور پر بھی رات کو کپڑا اوڑھنا پڑتا ہے۔ خنکی اور ٹھنڈک کی وجہ سے۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

پھر رات کا اندھیرا اور سیاہی ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپا لیتی ہے جس طرح لباس جسم کو چھپا لیتا ہے (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ اور دن کو روزی کمانے کا ذریعہ بنایا۔

★ مطلب یہ ہے کہ رات کو ہم نے اِس لیئے تاریک بنایا ہے کہ تم روشنی کی شعاعوں سے محفوظ رہ کر گہری مزیدار نیند سو سکو اور سکون حاصل کر سکو۔ اور دن کو اس لیے روشن بنایا کہ تم آسانی سے روزی کما سکو۔ زمین پر باقاعدگی سے یہ رات دن کا آنا جانا، اُلٹ پھیر، اور بھی بہت سے عظیم فائدے رکھتا ہے۔ اِس نظام سے صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا کی تخلیق اتفاقاً نہیں ہوئی ہے بلکہ اِس کے پیچھے ایک منصوبہ، پروگرام اور حکمت کام کر رہی ہے۔ کیوں کہ تمھارے وجود کی ساخت میں اپنے سکون و راحت کے لیے رات کی طلبگار تھی، اِس لیے ہم نے اندھیری رات سونے کے لیے بنائی۔ پھر تمھاری فطری ضروریات اپنی معیشت کے لیے روشنی کی طالب تھیں۔ وہ ہم نے دن میں مہیا کر دیں، تمھاری ضرورتوں کے عین مطابق یہ سارے انتظامات گواہی دے رہے ہیں کہ یہ ساری تخلیقات کسی علیم و حکیم کا کارنامہ ہے، کوئی اتفاق یا حادثہ نہیں ہے۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا ﴿١٢﴾ اور تم پر سات مضبوط آسمان بنائے۔

شِدَادًا ﴿١٢﴾

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾ ۔ (۱۳) اور ایک بہت گرم اور روشن چراغ (سورج) بنایا۔

آیت ۱۲ ★ آسمان کو مضبوط اِس لیے کہا گیا ہے کہ سیاروں، ستاروں کی سرحدیں اس قدر مستحکم ہیں کہ

www.drhasanrizvi.com

اُن میں ذرّہ برابر تغیّر و تبدّل نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ستارے سیّارے آپس میں ٹکرا جاتے اور نظامِ عالم فنا ہو جاتا۔ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

★ ماہرین نے حساب لگایا ہے کہ اطرافِ زمین پر ہوا لپٹی ہوئی ہے، اُس کی چوڑائی ایک سو کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ یہ دبیز غلاف ایک پولاڈین کی چھت کے دس میٹر کی چوڑائی کے برابر ہے۔ یہ بھی "سات مضبوط آسمان" کی جدید تفسیر ہے۔

"سَبْعًا شِدَادًا" ★ (تفسیر نمونہ) ★

آیت ۱۳: "وَهَّاجًا" کے معنی گرم اور نہایت روشن۔ ★ (مفردات امام راغب) ★

★ سورج کا قطر زمین کے قطر سے ۱۰۹ گنا زیادہ ہے۔ ★ سورج کا حجم زمین کے حجم سے ۳۳ ہزار گنا زیادہ ہے۔ ★ سورج کا درجۂ حرارت ایک کروڑ بہ لاکھ ڈگری سنٹی گریڈ ہے

★ سورج زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل دور ہے، پھر بھی اُس کی روشنی اتنی تیز ہے کہ برہنہ آنکھ اُس کو برداشت نہیں کر سکتی؛ پھر اللہ کی یہ حکمت دیکھیئے کہ اُس نے زمین کو سورج سے اتنے فاصلے پر رکھا ہے کہ نہ تو گرمی بہت زیادہ ناقابلِ برداشت ہے، اور نہ بے حد سردی ہے۔ اِسی وجہ سے انسان، حیوان، نباتات کا وجود ہوا۔ پھر سورج کی قوّت اور انرجی سے فصلیں پک رہی ہیں، ہمیں غذا مل رہی ہے؛ سمندر گرم ہو کر بارشیں برسا رہے ہیں؛ سورج وہ بھٹی ہے جو اربوں سالوں سے حرارت فراہم کر رہا ہے۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

وَهَّاج، وَهَج کے مادّے سے ہے جس کے معنی روشنی اور گرمی کے ہوتے ہیں جو آگ سے نکلتی ہے۔

★ (مفردات امام راغب) ★

★ سورج کی روشنی انسان کو روشنی بھی دیتی ہے اور حرارت بھی۔ جس سے نباتات اُگتی ہیں، زندگی پھولتی پھلتی ہے، انسان و حیوان کی زندگی پر براہِ راست اثر پڑتا ہے، بادل بنتے ہیں، ہوائیں چلتی ہیں، بارشیں

www.drhasanrizvi.com

برستی ہیں، زمینوں کی آبیاری ہوتی ہے، جراثیم مرتے ہیں، بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں، انسان کو بے پناہ انرجی و طاقت ملتی ہے، میوے، اناج پکتے ہیں، سورج سے ہمیں جو روشنی اور حرارت ملتی ہے اُس کا آج کل کے ریٹ کے حساب سے ایک گھنٹے کا بل ایک ارب سات سو ملین ڈالر ہوگا، جبکہ ہمیں یہ دولت اللہ تعالیٰ کی جانب سے مفت مل رہی ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾

(۱۴) اور ہم نے نچوڑ نچوڑ کر پانی برسانے والے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا،

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۙ﴿۱۵﴾

تاکہ اُس کے ذریعہ سے اناج کے دانے، سبزیاں، اُگائیں۔

وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ؕ﴿۱۶﴾

(۱۶) اور گھنے سرسبز و شاداب باغ اُگائیں

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا ۙ﴿۱۷﴾

(۱۷) (اور یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ) حقیقتاً فیصلے کے دن (کا) ایک وقت مقرّر ہے۔

فیصلے کا دن مقرّر ہے

خداوندِ عالم نے اپنی عظیم الشان نشانیاں بیان فرما کر بتلا دیا کہ:

(۱) جو خدا اتنی زبردست قدرت اور حکمت والا ہے، کیا اُسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا اور حساب کتاب کے لیے اُٹھانا کوئی مشکل کام ہو سکتا ہے۔؟ (۲) کیا اُس کی حکمت کے یہ منافی نہ ہوگا کہ

www.drhasanrizvi.com

کائینات و تخلیقات کے اتنے بڑے کارخانے کو بے نتیجہ پڑا چھوڑ دے ؟ یقیناً اِن تمام تخلیقات کا کوئی نتیجہ، مقصد اور انجام ضرور ہونا چاہیئے۔ اُسی کو ہم آخرت کہتے ہیں جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے، اِسی طرح دنیا کے بعد آخرت کو ضرور آنا ہے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

★ جس خدا نے یہ ساری چیزیں تمھارے لیے پیدا کی ہیں، وہ اِس بات پر ضرور قادر ہے کہ اِس تمام نظامِ کائینات کو بدل کر رکھ دے۔ پھر تمھیں اِس بات پر تعجّب کیوں ہوتا ہے ؟ جو خدا ایک نظام بنا کر دکھا سکتا ہے، وہ اِس نظام کو ختم کر کے دوسرا نظام کیوں نہیں بنا سکتا ؟

* (فصل الخطاب) *

★ اِس قدر خدا کی قدرت و حکمت کی نشانیوں کو دکھانے کے بعد، اُن کے اثرات و شواہد سمجھانے کے بعد، قیامت کے منکروں کو بتایا جا رہا ہے کہ تم کائینات کی تخلیقات اور ہمارے منظّم نظام کو دیکھو ہمارے اِس سارے نظامِ کائینات میں تمھیں دو باتیں صاف صاف دکھائی دیں گی :

(۱) یہ ساری تخلیقاتِ عالم بغیر زبردست قدرت کے وجود میں نہیں آسکتیں۔

(۲) کائینات کی ہر چیز کے اندر ایک عظیم مقصد اور حکمت کام کر رہا ہے۔ کوئی چیز بے مقصد نہیں ہے۔

اب جو قدرت اسقدر زبردست ہے کہ اسقدر عظیم کائینات کو پیدا کر سکتی ہے، وہ اُن کو فنا کرنے پر بھی ضرور قادر ہے، اور پھر اُن کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی ضرور قادر ہے۔

دوسرے یہ کہ ایسے حکیم خالق نے ہمیں جو اپنی مخلوقات پر یہ تصرّفات دیے ہیں، وہ بے مقصد اور بے حکمت نہیں ہو سکتے۔ اُن کا ضرور کوئی مقصد ہونا چاہیئے، اور اِس دنیا کی زندگی کا ضرور کوئی نتیجہ نکلنا چاہیئے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بھلائیاں کرتے کرتے مر جائے، اور مٹّی میں مل کر ختم ہو جائے، اور

www.drhasanrizvi.com

دوسرا شخص بُرائیاں کرتے کرتے مرجائے اور پھر مٹی میں مل کر ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے۔ نہ بھلے کو بھلائی کا اجر ملے، اور نہ بُرے کو بُرائی کی سزا ملے۔ یہ بات عقل کے سو فیصد خلاف ہے، نہ ضمیر اس کو قبول کرسکتا ہے اور نہ فطرتِ انسانی۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (۱۸) جس دن صور پھونکا جائے گا

فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ تو تم سب کے سب فوج در فوج آجاؤ گے۔

---

* ہر اُمّت اپنے اپنے رسولؐ کے ساتھ میدانِ حشر میں آئی گی۔ یہ دوسرا نفخ (دھماکہ) ہوگا جس میں لوگ قبروں سے زندہ نکل نکل کر جمع ہوجائیں گے۔ اِس طرح کہ اللہ آسمان سے بارش برسائے جس سے مرے ہوئے انسان کھیتی کی طرح اُگ آئیں گے۔

* (بخاری شریف) *

روزِ قیامت اِس اُمّت کے لوگوں کا حشر نشر

معاذ ابنِ جبلؓ نے حضرت ابوایوبؓ انصاری کے گھر میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو آں حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اِسی حالت میں فرمایا "اے معاذ! تم نے بہت بڑا سوال کیا ہے، پھر فرمایا سنو! اے معاذ! قیامت کے دن میری اُمّت کے (بُرے) لوگ دس گروہوں اور شکلوں میں (قبروں سے) اُٹھیں گے (۱) کچھ کی شکلیں بندروں کی سی ہوں گی، وہ چغلخور ہوں گے۔

(۲) کچھ کی شکلیں خنزیر (سُوروں) کی سی ہوں گی، وہ حرام خور ہوں گے۔

(۳) کچھ اُلٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور منہ کے بل گھسٹتے ہوئے جائیں گے، وہ سود خور ہوں گے۔

www.drhasanrizvi.com

(۴) کچھ اندھے محشور ہوں گے ، یہ غلط فیصلے کرنے والے قاضی (جج، میجسٹریٹ) ہوں گے ۔
(۵ / ۶) کچھ بہرے، گونگے محشور ہوں گے ۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اعمال پر دنیا میں اِترایا کرتے تھے ، اور تکبّر کرتے تھے ۔
(۷) کچھ اپنی زبانوں کو چباتے ہوئے ہوں گے، یہ وہ قاضی اور علماء ہوں گے جن کے قول اور عمل میں تضاد تھا
(۸) کچھ کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے اور اُن کو آگ کے درختوں پر سولی پر لٹکایا جائے گا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے ساتھیوں، پڑوسیوں کو تکلیفیں دیا کرتے تھے، اور بادشاہوں (وزیروں) سے لوگوں کی شکایتیں لگایا کرتے تھے ۔
(۹) کچھ لوگوں کی بدبو مردار جانوروں سے بھی کہیں زیادہ ہوگی ۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں شہوت پرست تھے اور اپنے اموال سے حقوقِ واجبہ ادا نہ کرتے تھے ۔
(۱۰) کچھ ایسے ہوں گے جن کو قطران (تارکول - ڈامر) کے جُبّے پہنائے جائیں گے، جو اُن کے جسموں سے چپٹے ہوئے ہوں گے ۔ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو تکبّر کرتے تھے ۔

* (تفسیر انوار النجف) *

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾

(۱۹) اور آسمان کھول دیا جائے گا اور اُس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے

* "آسمان کھول دیا جائے گا" یعنی عالمِ بالا میں کوئی بندش باقی نہ رہے گی، کوئی رکاوٹ نہ رہے گی ؛ ہر طرف سے ہر ساوی آفت زمین پر ٹوٹ پڑے گی، ہر بلا کے آنے کے لیے تمام دروازے کھول دیے جائیں گے

www.drhasanrizvi.com

وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ (۲۰) اور پہاڑوں کو اتنا چلایا جائے گا کہ وہ سراب ریت بن جائیں گے۔

★ پہلے ہی صور کی آواز سے تمام پہاڑ غبار کی شکل میں اُڑ کر سراب کی شکل کے بن جائیں گے۔ اِس سے زلزلوں کی شدّت کا بھی اندازہ لگا لیجیے کہ جب پہاڑوں کا یہ حشر نشر ہوگا تو ہمارا کیا حال ہوگا۔؟
★ (تفسیر نمونہ) ★

★ جس طرح چمکتی ریت پر دور سے پانی کا گمان ہوتا ہے، ایسے ہی اُن پہاڑوں پر ریت کا گمان ہوگا۔ کیوں کہ شدید زلزلوں کی وجہ سے پہاڑ اُڑ اُڑ کر صرف ریت کے تودے رہ جائیں گے۔
★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ اندازہ فرمائیں کہ کیا شدّت کی زبردست کیفیّت ہوگی کہ پہاڑ اُس کو برداشت نہ کر سکیں گے اور ریت کے ٹیلے بن جائیں گے، تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حشر نشر ہوگا؟ الامان، الحفیظ
★ (مؤلّف) ★

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ (۲۱) حقیقت یہ ہے کہ جہنّم ظالموں کی گھات[1] میں ہے۔ (۲۲) جو سرکشوں کے لیے آخری ٹھکانا ہے۔

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ (۲۳) جس میں وہ مدّتوں پڑے رہیں گے۔

★ [1] "جہنّم گھات میں ہے" یعنی جہنّم کو بس صور پھونکے جانے کا انتظار ہے پھر دوزخی دوزخ کے

www.drhasanrizvi.com

حوالے کر دیے جائیں گے۔ یہ اُن کا آخری انجام ہوگا۔ جسے "مآب" آخری ٹھکانا کہا گیا ہے۔
* (فصل الخطاب) *

گھات اُس جگہ کو کہتے ہیں جو شکار کو پھانسنے کے لیے بنائی جاتی ہے، تاکہ شکار بے خبری کی حالت میں اچانک پھنس جائے۔ یہی حال خدا کے باغیوں کا ہے، جو بے خوف اور خدا کی سزاؤں سے بے پرواہ ہو کر دنیا میں خوب اچھل کود مچا رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اُنھیں کوئی پکڑ نہیں سکتا، لیکن جہنّم اُن کے پکڑنے کے لیے چھپی ہوئی تیار ہے جس میں مرتے ہی یکایک پھنس جائیں گے، اور پھر اُسی میں پھنسے کے پھنسے رہ جائیں گے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

آیت ۲۳ کی تشریح: "حُقب" زمانے کو کہتے ہیں۔ بعض ماہرین کے نزدیک ایک حُقب ۸۰ سال کا ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک ۷۰ سال کا ہوتا ہے۔ بعض نے لکھا کہ ۳۰۰ سال کا، بعض نے ۴۰ سال کا لکھا، اور بعض نے ۱۰۰۰ سال بتائے۔ * (تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"ہر حقب ۸۰ سال کا ہوگا ہے اور ہر سال ۳۶۰ دن کا ہوگا، اور ہر دن تمھاری گنتی کے مطابق ۱۰۰۰ سال کا ہوگا۔ * (تفسیر صافی) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"یہ آیت اُن گنہگار لوگوں کے بارے میں ہے جو آخر کار جہنّم سے نکل آئیں گے"
* (تفسیر عیاشی، تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

ترکِ نماز پر سزا

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ عَامِدًا اَوْ مُتَعَمِّدًا اُلْقِيَ فِي النَّارِ ثَمَانِيْنَ حَقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً" (جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ اسّی حقب دوزخ میں رہے گا، اور ایک حقب اسّی سال کا ہوتا ہے۔" * (از چہل حدیث فی حدیثِ قدسی) *

www.drhasanrizvi.com

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ (۲۴) وہ اُس میں کسی قسم کی ٹھنڈک یا پینے کی کوئی چیز نہیں چکھیں گے۔

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ سوائے گرم کھولتے ہوئے پانی کے اور زخموں کی دھوون کے،

جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ (۲۶) (یہ ہے) اُن کا پورا پورا حسبِ حال بدلہ،

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ (۲۷) (یہ اس لئے ہے کہ) حقیقتاً وہ لوگ کسی حساب کتاب کی کوئی توقع یا خوف نہیں رکھتے تھے۔

★ "غَسَّاق" کے معنی پیپ، خون، کچا خون (کچلہو)، ایسی رطوبتیں جو سخت بدبودار اور انتہائی سڑی ہوئی ہوں۔ ★ (مفردات امام راغب) ★

★ مطلب یہ ہے کہ نہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے اور نہ کوئی خوشگوار چیز پینے کو ملے گی بس گرم کھولتا ہوا پانی ملے گا جس کی گرمی سے منہ، زبان، ہونٹ بُری طرح جُھلس جایا کریں گے، اور آنتیں کٹ کٹ کر پیپ اور کچے خون کی شکل میں باہر نکل پڑیں گی، یا پھر پینے کے لیے وہی پیپ ملے گی جو دوزخیوں کے زخموں سے نکل کر بہے گی۔ خدا ہم سب کو اپنی سزاؤں سے محفوظ رکھے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

★ آیت ۲۷ کی تشریح | اصولی بات یہ ہے کہ اگر کسی کو بُرے کام کی سزا ملنے کا خوف ہوتا ہے یا نقصان کا

www.drhasanrizvi.com

خوف ہوتا ہے تو وہ فطرتاً ایسے کاموں کے انجام دینے سے ڈرتا ہے، اور جسے حساب کتاب کا خوف نہ ہو وہ ہر کام بیخوفی سے انجام دیتا ہے، اور برائی یا ظلم پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اب جو لوگ مطلقاً کسی حساب کتاب کا خوف نہیں رکھتے، وہ بڑے سے بڑے ظلم اور گناہ کرنے میں کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ ہی محسوس نہیں کرتے۔ اسی لیے بلافاصلہ ایسے لوگوں کے لیے فرمایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ "(وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا) "اُنھوں نے ہماری آیات کو مکمل طور پر جھٹلایا۔" بس اُن کی زندگی ہوا و ہوس کو پورا کرنا رہ گیا۔ ✱ (تفسیر نمونہ) ✱

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ اِس لیے اُنھوں نے ہماری باتوں، نشانیوں اور دلیلوں کو بڑی طرح جھٹلا دیا۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ تو ہم نے یہ کیا کہ اُن کی ہر ہر بات (تمام حرکتوں، بدمعاشیوں، ارادوں اور نیتوں تک) گن گن کر پوری طرح گھیر گھیر لکھ رکھا ہے۔

"وَكُلَّ شَيْءٍ" اِس آیت میں خداوندِ عالم نے اپنی اصل پالیسی کو یاد دلایا ہے جسے ظالموں، کافروں نے یکسر نظر انداز کر رکھا ہے کہ: "ہم نے ہر ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور اُس کو لکھ رکھا ہے۔" دوسری جگہ خداوندِ عالم نے یوں فرمایا: "وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝" یعنی: "جو کام بھی اُنھوں نے انجام دیا وہ اُن کے نامۂ اعمال میں لکھا جا چکا، ہر چھوٹا بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔" (سورۃ القمر آیت ۵۲-۵۳) پارہ ۲۷

✱ دوسری جگہ یوں فرمایا: "اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝" (سورۃ یونس آیت ۲۱ پارہ) ۔

یعنی: "جو کچھ بھی تم مکر و چالبازیاں کرتے ہو ہمارے رسول (کراماً کاتبین فرشتے) اُن کو لکھ لیتے ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ (۳۰) تو اب چکھو اس جہنّم کا مزہ
اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع ۱۰ اب ہم تمہارے لیے تمہاری سزا کے سوا
کوئی اور چیز نہیں بڑھائیں گے۔

* مطلب یہ ہے کہ جس طرح کافروں کا انکارِ حق دنیا میں برابر بڑھتا ہی چلا جاتا تھا، کبھی کم نہ ہوتا تھا، بالکل اسی طرح آخرت میں اُن پر خدا کا عذاب روز بروز بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ اور اس میں کبھی کمی نہ ہوگی۔
(الامان۔ الحفیظ)
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* عذاب بڑھاتے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عذاب دائمی ہوگا۔ قرآن نے اس کو یوں بھی فرمایا کہ:
"كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ"
یعنی: "جب اُن کے جسموں کی کھالیں جل گل جائیں گی تو ہم دوسری اُن کی جگہ بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ (اچھی طرح سے) چکھیں۔" (سورۃ النساء آیت ۵۶ پارہ ۵)

* اور دوسری جگہ فرمایا: "كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا" یعنی: "جب جہنّم کی آگ بجھنے لگے گی تو ہم اُسے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۷ پارہ ۱۵)

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ (لیکن یہ بھی) حقیقت ہے کہ "متقین" برائیوں سے بچنے والوں کے لیے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ (اُن کے لیے) باغات ہی باغات اور انگور کی بیلیں ہوں گی۔ (انگور کھانے کو ملیں گے)

www.drhasanrizvi.com

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ اور نوجوان ہمعمر لڑکیاں ہیں،

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ شراب سے بھرے اور چھلکتے جام ہیں،

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا ﴿۳۵﴾ وہ وہاں کسی قسم کی کوئی بیہودہ،

وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ بدمزہ، گندی اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً ﴿۳۶﴾ (۳۶) یہ صلہ ہوگا تمہارے پالنے والے

حِسَابًا ﴿۳۶﴾ مالک کی طرف کا، وہ بھی بطور عطاء و انعام، جو بہت کافی بھی ہوگا اور ان کے حسبِ حال بھی۔

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴿۳۷﴾ (۳۷) (اُس عظیم ذات کی طرف سے) جو آسمانوں

وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ اور زمین، اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ مالک ہے، اور جو حد سے زیادہ مہربان، فیض پہنچانے والا ہے، اور (ایسا زبردست ہے کہ) کسی کو اُس کے سامنے بولنے کی مجال نہیں۔

آیت ۳۱ میں "متقین" کا لفظ اُن لوگوں کے مقابلے پر آیا ہے جو کسی قسم کے حساب کتاب کی توقع نہیں رکھتے

www.drhasanrizvi.com

اور جو لوگ خدا کی آیتوں، دلیلوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اِس لیے یہاں "متّقین" کے معنی یہ ہوں گے۔
(۱) وہ لوگ جو روزِ حساب کو دل سے مانتے ہیں۔ (۲) اور وہ خدا کی کتابوں، دلیلوں اور رسولوں کو بھی سچّا سمجھتے ہیں، اور اُن کی عملاً اطاعت کرتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

★ اہلِ شقاوت کے تذکرے کے بعد تقابلی مطالعے کی خاطر، اب اہلِ سعادت کا ذکر کیا جا رہا ہے اِس طرح کہ اُن نعمتوں کو بھی بیان کیا جا رہا ہے جو آخرت میں اُن کو عطا فرمائی جائیں گی، اور یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ اہلِ سعادت کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ وہ رازِ "تقویٰ" ہے۔ یعنی خدا کے مقرّر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرنا، محرّماتِ الٰہی سے بچنا اور اِس طرح خدا کی ناراضگی اور سزاؤں سے خود کو بچا لینا۔

* (مؤلّف) *

★ آیت ۳۴ میں "دِهَاقًا" کے معنی (۱) بھرے ہوئے۔ (جام)
(۲) پے در پے ملنے والا جام (۳) صاف شفّاف چمکتے جام

* (لسان العرب) *

★ مطلب یہ ہوا کہ جنّتیوں کو شرابِ طہور کے جام لبالب بھرے ہوئے، پے در پے، صاف شفّاف چمکیلے پیالوں میں ملتے ہی رہیں گے۔ کیوں کہ وہ شراب بہترین لطف و سرور کا ذریعہ ہوگی۔ دنیا کی شراب (خمر) سے بالکل ہی مختلف ہوگی۔ اِسی لیے بلا فاصلہ فرمایا: "جنّتی لوگ کسی قسم کی لغو یا بیہودہ بات نہ سُنیں گے اور نہ جھوٹ بولیں گے۔"

دنیا کی شراب (خمر) عقل کو تباہ کرتی ہے، انسان کو بیہودہ گوئی اور غیر مناسب کاموں پر اُکساتی ہے، مگر جنّت کی شرابِ طہور انسان کی روح اور عقل کو بے پناہ کیف لذّت دے گی، نورِ عقل کو اور چمکا دیگی اور انتہائی صفائے باطن اور پاکیزگیٔ قلب و نظر عطا کرے گی۔ * (تفسیر نمونہ) *

آیت ۳۵ میں "کِذّابًا" کے معنی جھٹلانا۔ یعنی جنّت میں کوئی جنّتی ایک دوسرے کی بات کو جھوٹا نہ سمجھے گا۔
(مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

* اِس میں اشارہ ہوسکتا ہے کہ دنیا میں اُنھوں نے یہ اذیت اُٹھائی تھی کہ اُن کی باتوں کو جھوٹا کہا جاتا تھا۔ اب آج اُنھیں کوئی جھوٹا کہنے والا نہیں، وہ سب تو واصلِ جہنّم ہو چکے۔

* (فصل الخطاب) *

* جنّت کی بڑی نعمتوں میں ایک نعمت یہ بھی ہوگی کہ آدمی کے کان وہاں بیہودہ، تکلیف دہ باتوں کے سننے سے قطعاً محفوظ رہیں گے۔ وہاں نہ گالم گلوچ ہوگی، نہ بہتان طرازی، نہ الزام تراشیاں ہوں گی، اور نہ غیبتیں، نہ کوئی کسی کو جھٹلائے گا۔ اِس قسم کی تکلیف دہ کسی چیز کا وہاں نام و نشان تک نہ ہوگا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* جنّت کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت یہ ہوگی کہ وہاں جھوٹ، بیہودگی، تہمت، حق کی تکذیب وغیرہ کا نام و نشان تک نہ ہوگا جس سے کسی کی دل آزاری ہو، کس قدر دلکش ماحول ہوگا جس میں کوئی تکلیف پہنچانے والی چیز موجود نہ ہوگی۔ قرآن میں دوسری جگہ فرمایا: "لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا" (جنّتی وہاں سلام اور صلح آمیز باتوں کے سوا کوئی اور بات نہ سُنیں گے۔" (سورہ مریم آیت ۶۲ پارہ ۱۶)

* اس کے بعد آیت ۳۷ میں فرمایا: "جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا"

حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ نیکوں کی نیکیاں شمار کرے گا، پھر ہر ہر نیکی کے بدلے دس گنا سے لے کر سات سو تک (نیکیاں) خود اپنی طرف سے عطا فرمائے گا۔"
اِسی بات کو خدا نے اِس آیت میں فرمایا کہ: "تمھارے مالک کی طرف سے یہ عطیہ پورا پورا عطیہ ہوگا۔"

(تفسیر صافی بحوالہ امالی شیخ صدوق)

* جزا، جو دی جائے گی وہ صرف اتنی نہ ہوگی جتنا انسان نے نیک کام کیا ہوگا، اور جس کا وہ مستحق ہوگا، بلکہ اُس کے استحقاق سے کہیں زیادہ اُس کو انعام و اکرام سے بھی نوازا جائے گا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ آخری مطلب یہ ہے کہ: رتی رتی عمل کا حساب ہوگا، پھر اُس کا بدلہ ملے گا۔ پھر یہ اچھا بدلہ بھی محض خدا کی رحمت اور بخشش کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ پر کسی کا قرض یا جبر نہیں۔

آدمی اپنے نیک اعمال کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ اللہ کے عذاب سے تو شاید بچ سکتا ہے، اگرچہ یہ بھی مشکل ہے۔ رہی جنّت، تو وہ صرف خدا کے فضل وکرم، رحمت وبخشش ہی سے مل سکتی ہے۔ مگر یہ خدا کی شانِ رحمت کا کمال ہے کہ پھر بھی وہ جنّت کو ہمارے عمل کا بدلہ فرمارہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی ذرّہ نوازی اور عزّت افزائی ہے، ورنہ کہاں ہماری ناقص نیکیاں اور کہاں اللہ کی جنّت کی عظیم الشان پائیدار، حقیقی نعمتیں؟ "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾

(۳۸) جس دن روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے، کوئی بات تک نہیں کرسکے گا، سوا اُس کے جسے خدائے مہربان بولنے کی اجازت دے، اور جو ٹھیک ٹھیک بات کہے۔

★ "روح" سے مراد (۱) جاندار (۲) روح القدس جبرئیل ہیں۔ (۳) اور بعض مفسّرین کے نزدیک روحِ اعظم مراد ہے جس سے بیشمار روحیں پیدا ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ مطلب یہ ہے کہ میدانِ حشر میں ابتداء میں تو خداوندِ عالم کی ہیبت وجلالت اسقدر شدید ہوگی کہ

www.drhasanrizvi.com

کسی کو دم مارنے یا بولنے کی ہمت ہی نہ ہوگی۔ پھر دوسرے مرحلے میں فرمایا کہ صرف وہی بول سکے گا کہ جسے بولنے یا شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

* (مؤلف) *

تفسیرِ اہلِ بیتؑ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"روح" ایک فرشتہ ہے جو جبریلؑ اور میکائیلؑ سے افضل و برتر ہے۔ وہ جناب رسولِ خداؐ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور ہم ائمہؑ اہلِ بیتؑ کے بھی ساتھ رہتا ہے۔"

* (تفسیر علی ابنِ ابراہیم جلد ۲) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خدا کی قسم وہ ہم (ائمہؑ اہلِ بیتؑ) ہیں جن کو قیامت کے دن بولنے کی اجازت دی جائے گی، اور ہم ہی وہ ہیں جو بالکل ٹھیک ٹھیک بات کہیں گے۔"

پوچھا گیا: آپ کیا ٹھیک ٹھیک بات کہیں گے؟

فرمایا: "ہم پہلے اپنے پالنے والے مالک کی بزرگی بیان کریں گے، پھر اپنے نبیؐ پر درود پڑھیں گے پھر ہم اپنی پیروی کرنے والوں کی شفاعت کریں گے۔" اور ہماری شفاعت رد نہ کی جائے گی۔"

* (تفسیر صافی) *

نیاز اندر قیامت بے سروساماں نہ خواہی شد ∴ کہ از حبّ و تولائے علیؑ داری تو سامانی

اہلِ سنّت کی تفسیر اہلِ سنّت کی اکثریت کا خیال ہے کہ "روح" سے مراد جبرئیل ہیں کیوں کہ اُن کا مرتبہ اللہ کے پاس بہت بلند ہے، اس لیے اُن کا ذکر ملائکہ سے الگ کیا گیا ہے۔

بولنے سے مراد شفاعت کرنا ہے۔ مگر شفاعت کی دو شرطیں بیان کی گئی ہیں:۔

(۱) صرف اُس گنہگار کی شفاعت کی جا سکے گی جس کے حق میں خدا شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا

www.drhasanrizvi.com

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا بالکل ٹھیک بات کہے گا' بیجا طرفداری نہیں کرے گا صرف اُن لوگوں کے بارے میں شفاعت کرے گا جو کم سے کم دنیا میں کلمۂ توحید و رسالت کے قائل تھے، گنہگار تھے، کافر نہ تھے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

★ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "روح' خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو ملائکہ نہیں ہیں اُن کے سر، ہاتھ اور پاؤں ہیں"۔ اِس کے بعد جناب رسولِ خدا ص نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: "یہ ایک الگ لشکر ہے اور ملائکہ کے الگ لشکر ہیں۔

* (تفسیر درِ منثور جلد ۶) *

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

(۳۹) وہ دن سچّی حقیقت ہے لہٰذا اب جو چاہے اپنے پالنے والے مالک کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کرلے (یعنی پلٹنے کا سامان مہیّا کرلے)

★ اِس آیت سے انسان کا صاحبِ اختیار ہونا واضح طور پر ثابت ہے۔

★ خداوندِ عالم نے یہ بتا کر کہ قیامت کا دن ٹھوس حقیقت ہے، پھر اپنی ہدایات عطا فرما کر ہدایت کے تمام دروازے ہمارے لیے کھول دیے۔ اب صرف ایک چیز باقی رہ جاتی ہے' اور وہ ہے انسان کا اپنا دوٹوک فیصلہ۔ وہ یہ کہ انسان خدا کی ہدایتوں، تعلیمات سے فائدہ اُٹھائے اِس طرح کہ خدا کو، اُس کے پیغامبروں اور اُن کے پیغامات کو دل سے مانے اور خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرلے۔ اِس طرح اُس نے اپنے مالک کی طرف جانے والا' یعنی خدا کو راضی کرنے والا راستہ اختیار کرلیا

www.drhasanrizvi.com

یہی وہ راستہ ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ :

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا :

" جب مومنِ باعمل کے پاس موت کا فرشتہ آتا ہے تو وہ مومن کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہے :

" یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

* (سورۃ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰ - پارہ ۳۰) *

یعنی : " اے نفسِ مطمئنہ ! اپنے پالنے والے مالک کی طرف پلٹ آ (اس حالت میں کہ) تو اُس سے راضی ہے اور تیرا مالک تجھ سے راضی ہے پس تو میرے غلاموں میں شامل ہوجا ' اور میری جنّت میں داخل ہوجا ۔"

* * *

چناں چہ موت کے فرشتے سے یہ آیت سُن کر مومن کی روح انتہائی مسرّت کے عالم میں اپنے مالک کی طرف پرواز کرجاتی ہے ۔ * (بحارالانوار) *

خلاصۃ الکلام :

یہ ہے کہ : قیامت کے بدلے کا دن آنا لازمی ہے ۔ اب جو کوئی اپنی بہتری چاہے ' نیک اعمال انجام دے کر اُس وقت کی تیاری کر رکھے ۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

★ ذٰلِكَ : قیامت کی آمد کا اعلان کرنے کے بعد کفّار کو دعوت دی کہ " میں نے مجبور نہیں کیا ' بلکہ تمھیں بااختیار بنا دیا ۔ اب یہ سمجھ لینے کے بعد جو بھی اپنے پروردگار کی طرف بازگشت چاہتا ہے تو وہ نیک اعمال بجالائے ۔

* (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

إِنَّآ أَنذَرْنَٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوْمَ يَنظُرُ ٱلْمَرْءُ
مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ ٱلْكَافِرُ يَٰلَيْتَنِى
كُنتُ تُرَٰبًا ﴿٤٠﴾ ع ۲ ۲

(۴۰) (لو اَب) ہم نے تمھیں اپنی سزا سے ڈرا کر خبردار کر دیا ہے، جو بالکل قریب آلگی ہے۔ جس دن ہر آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے، اور حق کا منکر کافر چیخے گا کہ "کاش میں مٹی ہوتا" (یعنی مر کر ہمیشہ کے لیے مٹی ہو جاتا اور دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا۔)

★ جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ قریب آگیا ہے۔ یہ عنقریب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا۔ بات یہ ہے کہ وقت کا احساس انسان کو صرف دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے کیوں کہ دنیا میں ہر انسان زمان و مکان کی قید میں ہوتا ہے، مرنے کے بعد جب صرف روح باقی رہ جائے گی تو وقت کا احساس باقی نہ رہے گا۔ اسی لئے روزِ قیامت جب مردے قبروں سے اُٹھیں گے تو یوں محسوس کریں گے کہ ہم ابھی ابھی سوئے تھے اور کسی نے فوراً ہی جگا دیا حالاں کہ وہ ہزاروں سال بعد زندہ ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر کبیر، تفہیم، محمدی ایمان)

؎ "سزا کافی نہ تھی اک زندگی کی ∴ دوبارہ یاد فرمایا گیا ہوں"

★ ہر شخص کے اپنی زندگی کے تمام اعمال اپنی اصلی شکل میں ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ جائیں گے اور کفِ افسوس ملتے رہیں گے، یہی کہتے رہیں گے کہ کاش ہم انسان نہ ہوتے، مٹی ہوتے، کوئی بے روح مخلوق ہوتے، وہ یہی کہتے رہیں گے "یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (وائے ہو ہم پر اور ہماری حسرتوں پر کہ ہم نے خدا کی اطاعت میں کوتاہی کی۔ (سورۃ الزمر ۳۹، پ ۲۴)
(یہ کافر کہیں گے، مومن نہیں کہیں گے۔)

★ (تفسیر نمونہ) ★

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ النَّازِعَاتِ "مکّی"

روح کھینچنے والے فرشتوں کی ذکر سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خواص

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" جو شخص سورۃ نازعات کو سمجھ کر پڑھے گا' قیامت کے دن نہ اُس کو روکا جائے گا اور نہ اُس سے حساب لیا جائے گا۔ اُس کا حساب بس اتنا مختصر ہوگا کہ جتنی دیر میں ایک فرض نماز پڑھی جاتی ہے اور پھر اُسے جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔" ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: " جو شخص سورۃ نازعات کو پڑھے گا وہ سیراب مرے گا' سیراب رہے گا' سیراب جنّت میں داخل ہوگا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز امام ؑ نے فرمایا کہ: " جو شخص دشمنوں کو سامنے دیکھ کر یہ سورۃ پڑھے گا تو دشمن اُس کو نہ دیکھ سکے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کے پاس جا رہا ہو اور یہ سورۃ پڑھ لے تو وہ دشمن سے نجات پائے گا اور اللہ کی اجازت سے وہ محفوظ رہے گا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: " جو شخص سورۃ نازعات کو پڑھے گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور اللہ قیامت کے دن ٹھنڈے جام سے اُس کو سیراب کرے گا' اگر دشمنوں کے سامنے پڑھے گا تو دشمن ٹل جائیں گے۔

(خواص القرآن)

★ روایت ہے کہ اگر چشمے سے پانی نہ نکلے تو تین دن اُس چشمے پر یہ سورۃ سات دفعہ روزانہ پڑھی جائے تو پانی جاری ہو جائے گا۔ اگر گمشدہ دفینہ پر یہ سورۃ پڑھی جائے تو وہ باذنِ خدا معلوم ہو جائے گا۔

★ (مصباح کفعمی۔ فوائد القرآن۔ تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُھا ۴۶ — رُکُوْعَانِ ۲

روح کھینچنے والے فرشتوں کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی، مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ قسم ہے اُن (فرشتوں) کی جو (جسم کے اندر) ڈوب ڈوب کر (روح) کھینچتے ہیں،

★ یہ قسمیں اس بات پر کھائی جارہی ہیں کہ قیامت ضرور بالضرور آئے گی اور تمام مرے ہوئے انسان ضرور بالضرور زندہ کیے جائیں گے تاکہ حساب کتاب لیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ قسمیں کن ہستیوں کی کھائی جارہی ہیں؟

(۱) صحابہ اور تابعین کی بڑی جماعت اور اکثر مفسرین نے کہا کہ اُن ہستیوں سے مراد فرشتے ہیں۔

★ (بقول حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن مسعودؓ، سعید ابن جبیر، ابو صالح، ابو الضحیٰ، سدی از تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

★ اِن اصحاب کا فرماتا ہے کہ : ڈوب کر کھینچنے والوں اور آہستگی سے نکال لے جانے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کی روح اور جان کو اُس کے جسم کی گہرائیوں میں ڈوب کر اُس کی رگ رگ سے کھینچ لیتے ہیں۔

وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وہ بھی بڑے آرام، آسانی اور آہستگی سے

وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ اور جو (ہر جگہ) بڑی تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ اور قسم ہے (اُن فرشتوں کی جو خدا کے حکم کو بجا لانے میں) دوڑ دوڑ کر ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ اور کائنات کے تمام کاموں کا انتظام بندوبست کرنے والے ہیں۔

وقف لازم

★ "تیزی سے تیرتے پھرنے" والوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو خدا کے حکم پر تیزی سے دوڑتے بھاگتے رہتے ہیں۔

★ اور یہی مطلب سبقت کرنے والوں کا ہے۔ (بقول حضرت امام علیؑ) مجاہد، ابوصالح حسن بصری از تفسیر کبیر)

★ معاملات کے چلانے والوں سے مراد بھی فرشتے ہیں۔ (بقول حضرت امام علیؑ) مجاہد، عطا، ابوصالح، حسن بصری قتادہ، سدی)

www.drhasanrizvi.com

سوال یہ ہے کہ خدا نے روزِ قیامت کے برپا ہونے پر فرشتوں کی قسم کیوں کھائی ؟ جبکہ فرشتے بھی ہمیں دکھائی نہیں دیتے ؟

جواب یہ ہے کہ اہلِ عرب فرشتوں کے وجود کے منکر نہ تھے۔ وہ یہ مانتے تھے کہ مرتے وقت فرشتے ہی روح نکال کر لے جاتے ہیں، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ فرشتے آسمانوں پر آناً فاناً ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں اور خدا کا دیا ہوا ہر کام فوراً انجام دے سکتے ہیں، اور حکمِ الٰہی کے تابع فرمان ہیں، اور خدا انہی کے ذریعے کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔

اِس لئے اُن روح نکالنے والے فرشتوں کی قسم کھا کر بتایا جا رہا ہے کہ جو فرشتے اللہ کے حکم پر تمھاری روح نکال سکتے ہیں، وہی فرشتے خدا کے حکم پر تمھاری روح تمھارے جسموں میں واپس لوٹا کیوں نہیں سکتے ؟ اور جب خدا کے حکم پر وہ ساری کائنات کا نظام چلا رہے ہیں، وہ اُسی خدا کے حکم پر ساری کائنات کو درہم برہم کیوں نہیں کر سکتے ؟ وہ خدا کے حکم پر ایک دوسری دنیا بھی بنا سکتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

اِن آیات میں پانچ موضوعات کی قسم کھائی گئی ہے اور اِن قسموں کا مقصد قیامت کی حقانیت کو ثابت فرمانا ہے۔

" نازعات " نزع کے مادّے سے ہے۔ اِس کے معنی کسی چیز کو اُس کی جگہ سے اُکھاڑنا، یا کھینچنا ہوتا ہے۔ جیسے کمان کو تیر چلانے کے لیے کھینچنا۔ (مفردات امام راغب)

" غرق " کے معنی پانی میں ڈوب جانے کے بھی ہیں، اور کسی کام کو اُس کی ممکن حد تک انجام دینے کے بھی ہیں۔ * (لسان العرب، مجمع البیان۔ تفسیر کشّاف، مجمع البحرین) *

" سبح " یعنی تیرنا۔ فرشتے روح نکالنے کے لیے انسان کے بدن میں تیرتے پھرتے ہیں۔ جیسے غوّاص (غوطہ خور) سمندر میں غوطہ لگاتے اور تیرتے پھرتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

"سٰبِحٰت" سے مراد (۱) وہ فرشتے ہیں جو مومنوں کی روح قبض کر کے اُن کو آزاد کر دیتے ہیں۔ پس وہ فرشتے اِس تیزی سے چلتے ہیں جس طرح تیرنے والا تیرتا ہے۔

(۲) دوسرا مطلب تیزی سے اُترنے والے فرشتے ہیں۔

(۳) تیزی سے جانے والے ستارے ہیں۔ اور (۴) غازیوں کی وہ سواریاں ہیں جو تیزی سے میدانِ جہاد کی طرف جاتی ہیں۔

* (تفسیر الزلزلہ) *

"سٰبِحٰتِ" سبح کے مادّے سے ہے جس کے معنی پانی یا ہوا میں تیز حرکت کرنے کے ہیں۔ خدا کی بے عیبی کے اعلان کرنے کو تسبیح اس لیے کہتے ہیں کہ تسبیح پڑھنے والا خدا کی طرف تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔

"نٰشِطٰتِ" "نَشَطَ" سے ہے جس کے معنی گرہ کھولنا اور ہر قسم کی ایسی حرکت جو آسانی سے انجام پائے۔

"سٰبِقٰتِ" "سَبَقَتْ" کے مادّے سے ہے یعنی آگے نکل جانا۔

"مُدَبِّرٰتِ"۔ تدبیر کے مادّے سے ہے یعنی انجام کے بارے میں سوچنا، اور تدبیر کرنا۔

* (مفردات امام راغب) *

* یہ سب موت کے فرشتوں کی صفات ہیں۔ خدا اُن فرشتوں کی قسم اِس لیے کھا رہا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی، اِس لیے کہ موت بھی چھوٹی قیامت ہے۔

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ" یعنی: "جو مر گیا اُس کی قیامت قائم ہوگئی" (الحدیث)

اِس لیے موت کے فرشتے قیامت کے قائم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

* (تفسیر صافی) *

www.drhasanrizvi.com

غرض اِن سے مراد فرشتے ہیں۔ اب کیوں کہ عربوں کے محاورے میں فرشتوں کے لیے مؤنّث کی ضمیریں بولی جاتی تھیں، اِس لیے مؤنّث کی ضمیریں استعمال کی گئی ہیں جبکہ دوسری جگہ قرآن نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ فرشتوں کو عورت سمجھنا اور اُن کو خدا کی بیٹیاں سمجھنا غلط ہے۔

* (فصل الخطاب) *

"سٰبِقٰتِ"

آیت ۴: دوڑ کر بڑھنے والے فرشتے، وہ ہیں جو اللہ کی وحی اور پیغامات کو دوڑ دوڑ کر انبیاءؑ کرام اور اولیاءؑ کرام تک پہنچاتے ہیں۔ اور دوڑ دوڑ کر شیطانوں کو بھگاتے ہیں۔ اور مومنوں کی روحوں کو دوڑ دوڑ کر جنّت کی طرف لے جاتے ہیں، اور یہ سب فرشتے بڑی تیزی سے اپنا کام کرتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر) *

* فرشتوں کے پر ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ: "اُن کے ایک ایک، دو دو، تین تین اور چار چار یا ان سے بھی زیادہ۔" تو وہ تیزی سے اُڑ اُڑ کر کام کرتے ہیں۔ دوڑ دوڑ کر نہیں، پیروں سے دوڑا جاتا ہے اور پروں سے اُڑا جاتا ہے۔ *

آیت ۵: "مُدَبِّرٰتِ" یعنی تدبیر کرنے والوں سے مراد (۱) وہ ملائکہ ہیں جو خدا کی طرف سے سال بھر کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ (۲) چار فرشتے خاص طور پر مراد ہیں، جو مختلف امور انجام دینے والے فرشتوں کے سربراہ ہیں۔ مثلاً جبرئیلؑ، ہواؤں پر مؤکّل ہیں اور اُن کے ماتحت کافی فرشتے ہیں۔

۲۔ میکائیلؑ، سبزیوں اور بارشوں پر مامور ہیں، جن کے ماتحت بہت سے فرشتے کام کرتے ہیں۔

۳۔ عزرائیلؑ (ملک الموت) جو روح قبض کرتے ہیں۔ ان کے ماتحت بھی بہت سے فرشتے ہیں۔

۴۔ اسرافیلؑ، جو صور پھونکنے پر مامور ہیں، اور روزی بھی تقسیم کرتے ہیں، اُن کے ماتحت بھی فرشتے ہیں۔

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ: "اللہ کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے اپنی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے جس چیز کی چاہے قسم کھائے، مگر انسانوں کو سوائے خدا کی ذات کے کسی اور کی قسم نہیں کھانی چاہیے پس شرعی قسم وہی ہوتی ہے جو اللہ کے نام کی کھائی جائے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ ﴿۶﴾ کہ قیامت کے دن کا زبردست زلزلے کا جھٹکا ہلا ہلا مارے گا،

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۭ ﴿۷﴾ اور اُس کے پیچھے ایک اور سخت ہنگامے اور مصیبت والا جھٹکا پڑے گا۔

قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ ﴿۸﴾ اُس دن کچھ دل تو خوف سے کانپ کانپ رہے ہوں گے۔

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ اُن کی نگاہیں جھکی اور سہمی ہوئی ہوں گی۔

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ (۱۰) یہ وہ احمق ہوں گے جو کہتے ہیں کہ:

فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ کیا واقعی ہم پلٹا کر پہلی صورت میں واپس لائے جائیں گے؟

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۭ ﴿۱۱﴾ کیا جب ہم پرانی کھوکھلی ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟ (تو پھر زندہ کر کے دوبارہ لائے جائیں گے؟)

آیت ۶ : میں نفخۂ اولیٰ کا بیان ہے جسے نفخۂ فنا، یعنی فنا کر دینے والا دھماکہ کہتے ہیں۔ اسی نفخہ (دھماکے) پر ساری کائنات عالم کانپ کانپ اُٹھے گی۔ اور ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ * (تفسیر کبیر) *

وقف لازم

www.drhasanrizvi.com

آیت ۶ کی تشریح پہلے جھٹکے سے مراد وہ جھٹکا ہے جو ہر چیز کو تباہ کر دے گا۔ دوسرے جھٹکے پر سارے مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکل آئیں گے۔ اسی بات کو دوسری جگہ خداوندِ عالم نے یوں فرمایا:

"وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر آیت ۶۸ پارہ ۲۴)

یعنی: "اور جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب مر کر گر جائیں گے، سوائے اُن کے جن کو اللہ (زندہ رکھنا) چاہے، پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا، تو یکایک سب اُٹھ اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔" (القرآن)

★ یہ دوسرا نفخہ (دھماکہ) ہوگا جس سے سب لوگ زندہ ہو کر قبروں سے نکل آئیں گے۔ یہ دوسرا نفخہ پہلے نفخے سے بہت سال بعد ہوگا، اس کو "رادفۃ" اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ پہلے دھماکے کے بعد ہوگا۔ یعنی: نفخۂ اُولیٰ کا ردیف ہوگا۔

★ (تفسیر کبیر) ★

★ آیت ۸ میں فرمایا کہ: "کچھ دل ہوں گے جو اُس دن خوف سے کانپ کانپ رہے ہوں گے۔" "کچھ دل" سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کفّار، فجّار، ظالمین، منافقین اور مشرکین پر ہول طاری ہوگا۔ مومنین صالحین اُس خوف سے محفوظ رہیں گے۔ سورۃ الانبیاء میں خداوندِ عالم نے فرمایا:

"لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۳ پارہ ۱۷)

یعنی: "وہ انتہائی سخت گھبراہٹ کا وقت اُن (مومنین) کو ذرا پریشان و ملول نہ کرے گا، اور (کیونکہ) ملائکہ بڑھ بڑھ کر اُن سے ملاقات کر رہے ہوں گے (یہ کہتے ہوئے) کہ یہ تمہارا ہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
" خداوندِ عالم نے اپنی عزّت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں کسی شخص کو نہ دو خوف دوں گا اور نہ دو امن۔ یعنی جو دنیا میں مجھ سے ڈرے گا اُس کو آخرت میں ہرگز نہ ڈراؤں گا، مگر جو دنیا میں میرے خوف سے بیفکر (امن میں) رہا ہوگا اُس کو آخرت میں ڈرائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔"
★ (الکافی) ★

★ آیت ۹: اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ (اُن کی نگاہیں جھکی ہوئی سہمی ہوئی ہوں گی)
★ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اضطراب اور گھبراہٹ سے دل دھڑکتے ہوں گے اور ذلّت و ندامت کے سبب سے آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ آیت ۱۰ میں "حَافِرَةِ" کے معنی "پہلی حالت" یہ منکرین کا قول ہے، جو یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم پہلی جیسی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے؟ یعنی کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے جیسے پہلے تھے؟
★ (تفسیر کبیر) ★

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ پھر کہتے ہیں کہ "اگر کہیں ایسا ہو گیا (تو ہماری) وہ واپسی تو بہت نقصان والی ہو گی۔"

★ مطلب یہ ہے کہ کافر کہتے تھے کہ اگر ایسا ہوا جیسا کہ محمدؐ کہتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تو وہ دوسری زندگی ہمارے لیے تو سخت نقصان دہ ہوگی۔ ★ (تفسیر کبیر) ★
★ کافر یہ سب باتیں صرف مزاحاً کہا کرتے تھے۔ اصل مطلب یہ تھا کہ مسلمان یہ ساری باتیں کہتے ہیں، ایسا کچھ ہونا ہوانا نہیں ہے۔ جب دوسری زندگی ہے ہی نہیں تو وہاں کا نقصان کوئی معنی نہیں رکھتا۔
ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن ۔ دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے۔

وقفِ لازم

www.drhasanrizvi.com

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ حالاں کہ (وہ واپسی تو اتنی آسان سی بات ہے کہ) بس ایک زوردار ڈانٹ پڑے گی۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ تو یکایک یہ سب کے سب ایک کھلے ہوئے میدان میں کھڑے ہوں گے۔

آیت ۱۳ میں "زجرۃ" سے مراد دوسری مرتبہ صور پھونکا جانا ہے

آیت ۱۴ میں "ساھرۃ" ایک مقام کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ملک شام میں واقع ہے۔
* (تفسیر قمی) *

★ مطلب یہ ہے کہ کفار قیامت کا برپا کرنا کوئی بڑا مشکل کام سمجھ رہے ہیں، حالاں کہ خداوندِ عالم کی بس ایک معمولی سی ڈانٹ یا جھڑکی سے فوراً تمام اگلے پچھلے کھڑے دکھائی دیں گے۔
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

★ آیت ۱۴ میں "ساھرۃ" تمام زمین کو ساھرۃ فرمایا، اس لیے کہ عربی میں جنگل کو ساہرۃ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ جنگل میں مسافر خوف سے رات بھر سوتے نہیں، بلکہ جاگتے رہتے ہیں۔ کیوں کہ قیامت کے دن خداوندِ عالم کے عدل و جلال کی ہیبت اور دہشت ہر طرف پھیلی ہوگی، اس لیے کسی کو نیند نہ آئے گی۔ اسی لیے میدانِ حشر کو "ساھرۃ" یعنی جگانے والا جنگل فرمایا ہے۔ (مفردات امام راغب)

★ "ساھرۃ" سے مراد زمین کی سطح۔ یعنی میدان ہے۔ زمین کی سطح کو "ساھرۃ" اس لیے کہتے ہیں کہ تمام جاندار اسی زمین پر سوتے جاگتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میدانوں، صحراؤں میں خوف کی وجہ سے نیند اُڑ جاتی ہے اور انسان جاگتا رہتا ہے۔ اس لیے زمین کو "ساھرۃ" فرمایا۔ (فتح القدیر)

www.drhasanrizvi.com

وقف لازم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ (قیامت کے انکار کا انجام سمجھنے کے لیے) کیا تمھیں موسیٰؑ کے قصّے کی خبر پہنچی ہے ؟

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ (۱۶) جب اُن کے پالنے والے مالک نے اُنھیں "طُوٰی" کی مقدّس وادی میں پکارا تھا۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ (۱۷) کہ فرعون کی طرف جاؤ واقعًا اُس نے بڑی بغاوت اور سرکشی کر رکھی ہے۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ (۱۸) اُس سے پوچھو کہ کیا تجھے پاکیزگی کا راستہ اختیار کرنا منظور ہے ؟

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ (۱۹) اور کیا میں تجھے تیرے پالنے والے مالک کا راستہ دکھاؤں ؟ تاکہ تو اُس سے ڈرے" ؟

★ آیت ۱۵ میں قیامت کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ سنایا جا رہا ہے تاکہ لوگ آنکھیں کھول کر دیکھ لیں کہ خدا، رسولؑ اور آخرت کو نہ ماننے کا انجام کتنا بُرا ہوتا ہے، اور خدا کے رسولوں سے ٹکرانے کا حشر کیسا ہوتا ہے۔ ؟ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

★ آیت ۱۷ میں فرعون کی سرکشی سے مراد غلامی اور اطاعت کی حدوں سے نکل جانا ہے۔ خدا کے مقابلے پر اعلانِ بغاوت

www.drhasanrizvi.com

کرنا ہے۔ فرعون کا یہ کہنا کہ "میں تمہارا سب سے بڑا پالنے والا مالک ہوں" اُس کی سرکشی اور بغاوت تھا۔ اور اُس کی خدا کی مخلوق کے سامنے سرکشی یہ تھی کہ اُس نے اپنی مملکت کے باشندوں کو مختلف گروہوں اور طبقوں میں بانٹ دیا تھا۔ کمزور طبقوں پر سخت ظلم ڈھاتا تھا، اور اپنی پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔

* (تفسیر کبیر - تفہیم - مجمع البیان) *

آیت ۱۸ میں "تَزَکّٰی" پاکیزگی سے مراد (۱) اخلاق، عقیدے اور عمل کی پاکیزگی یعنی قبولِ اسلام۔

* (بقول ابنِ زید - ابنِ جریر) *

آیت ۱۹ میں فرمایا کہ "میں تیرے مالک کی طرف رہنمائی کروں تاکہ مالک کا خوف تیرے دل میں پیدا ہو"۔

* مطلب یہ ہے کہ جب تو اپنے پالنے والے مالک خدا کو پہچان لے گا تو لازماً تیرے دل میں اُس کی عظمت کا رعب طاری ہوگا، اُس کی سزاؤں اور ناراضگی کا خوف پیدا ہوگا، جس کی وجہ تیرا تکبر ٹوٹ جائے گا اور احساسِ ذمہ داری پیدا ہوگا، پھر تیرے رویّے صحیح ہو جائیں گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کی معرفت خوف اور اُس کی ناراضگی سے بچنے کے تصوّر کے بغیر کسی قسم کی پاکیزگی کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

* (تفسیر کبیر - تفہیم) *

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ پھر موسیٰؑ نے اُس کو ہماری ایک بڑی نشانی بھی دکھائی،

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ مگر اُس نے بُری طرح جھٹلا دیا اور کہنا نہ مانا

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ پھر پلٹ کر چالبازیاں، مکاریاں اور بدمعاشیاں بھی کرنے لگا۔

www.drhasanrizvi.com

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ پھر اُس نے لوگ جمع کیے اور پکارا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ اور بولا کہ میں ہی تمھارا سب سے بڑا پالنے والا مالک ہوں۔

آیت ۲۱ : کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے پاس پہنچ کر اللہ کا پیغام پہنچایا، اور اُس پر حجت تمام کرنے کے لیے اپنے عصا کو اژدہا بنتے دکھایا۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۲۳ : فرعون ملعون بھلا حضرت موسیٰؑ کی بات ماننے والا کہاں تھا؟ اِس فکر میں چلّا کر لوگوں کو جمع کرے پھر جادوگروں کو تلاش کر کے بلوائے، اور حضرت موسیٰؑ کے لائے ہوئے معجزات کا مقابلہ کرے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* اصل میں فرعون مذہبی معنی میں خود کو خدا نہیں کہتا تھا، بلکہ سیاسی معنی میں خود کو الٰہ (خدا) رب الاعلیٰ کہتا تھا۔ اُس کا مطلب یہ تھا کہ میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہوں، میرے سوا کسی کو حکم چلانے کا حق نہیں ہے۔ میرے اوپر کوئی بالاتر طاقت نہیں ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* جہاں تک مذہبی خدا کا تعلق ہے تو وہ خود دوسرے خداؤں کی پرستش کرتا تھا۔ قرآن میں ہے کہ

" وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ " یعنی: "اور اُس کی قوم کے سرداروں نے فرعون سے کہا کہ کیا آپ نے موسیٰؑ اور اُن کی قوم کو یہ آزادی دے دی ہے کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں اور آپ کو اور آپ کے معبودوں (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔" (سورۃ الاعراف آیت ۱۲۷ پارہ ۹)

* فرعون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ سب سے بڑا رب (مالک) تو میں ہوں موسیٰ کس کا بھیجا ہوا آگیا؟

(شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

(۲۵) تو اللہ نے اُسے آخرت اور دنیا کی سزا میں بُری طرح پکڑ لیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ع ۱

(۲۶) حقیقت یہ ہے کہ اِس میں بڑا سبق اور عبرت ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے یا کم سے کم اپنے بُرے انجام ہی سے ڈرے۔

آیت ۲۵ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے فرعون کو اتنی سختی سے پکڑا کہ اُسے دنیا میں آئندہ آنے والے سرکشوں، اور بدمعاشوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا، پھر قیامت کا عذاب اِس کے علاوہ ہے جو اُسے وہاں اچھی طرح ملے گا۔
* (تفسیر کبیر) *

* "الاولیٰ" آخرت کے مقابلے پر آیا ہے، اِس کے معنی دنیا ہوتے ہیں۔ یعنی آخرت سے پہلے۔
* (لغات القرآن نعانی جلد ۱) *

* "نَکَال" کے معنی عذاب کے ہیں۔ * (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی) *

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرعون کی اِن دونوں باتوں کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گذرا تھا۔ * (الخصال۔ تفسیر مجمع البیان) *

یعنی: ایک دفعہ اُس نے اعلان کیا تھا: "مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ" "کہ میں اپنے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں سمجھتا۔" (القصص ع ۲۵ آیت ۳۸ پ) اور اب دوسری دفعہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" "میں تمہارا سب سے بڑا و بلند پروردگار ہوں۔" (آیت ۲۴) اِن دونوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ دریائے نیل میں غرقابی دونوں اعلانوں کی اکٹھی سزا تھی۔ یہ کفارِ مکہ کے لیے باعثِ عبرت ہے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲۶: میں عبرت کا سبق دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعات میں بہت سی باتیں سوچنے سمجھنے اور سبق لینے کی ہیں۔ بشرطیکہ آدمی کے دل میں کچھ خوفِ خدا اور آخرت کا احساس ہو۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ درمیان میں مثالاً بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہی قیامت کے آنے اور آخرت کا بیان شروع ہو جائے گا۔ * (موقف) *

* اِن چند مختصر سطروں میں خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰؑ کا تمام واقعہ کا خلاصہ، جنابِ موسیٰؑ کے مقاصد دعوتِ فکر کی کیفیت، ردِّ عمل کی کیفیت، فرعون کی سازشوں کی کیفیت، اُس کے بے بنیاد دعوے اور انجام سب کچھ بیان فرما دیا۔

* (تفسیر نمونہ) *

* غرض اِس آیت میں ہمارے نبی ختمی مرتبت ؐ کے لیے تسلّی کا پیغام ہے اور کفّار کے لیے تنبیہ ہے کہ اگر اُنھوں نے پچھلے منکروں کے واقعات پر غور نہ کیا اور اُن سے سبق نہ سیکھا، تو پھر اُن کا انجام بھی فرعون والا انجام ہوگا۔ ــ ــ ــ ــ سہ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

(تفسیر کبیر)

ءَ اَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾

(۲۷) اب رہا یہ سوال کہ خدا تمھیں دوبارہ کیسے پیدا کر سکے گا تو) کیا تم لوگوں کا پیدا کرنا زیادہ سخت کام ہے یا (اتنے بڑے آسمان کا) پیدا کرنا؟ اُس کو بھی تو آخر خدا ہی نے بنایا ہے۔

رَفَعَ سَمۡکَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾

اُس نے اُس کی چھت کو بھی اونچا کیا ہے اور اُس میں توازن بھی قائم کیا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ (۲۹) اور اُس کی رات کو سیاہ اور ڈھانکنے والی بنایا ہے اور اُس کے دن کو نمودار، روشن اور ظاہر ہونے والا بنا کر نکالا ہے۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ (۳۰) اور اُس کے بعد زمین کو اُسی نے تو بچھایا،

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ (۳۱) اور اُس کے اندر سے اُس کا پانی نکالا اور چرنے کے قابل چارہ اور نباتات بھی نکال دیے۔

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ (۳۲) اور اُس میں پہاڑ گاڑ گاڑ کر جما دیے۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ (۳۳) یہ سب تمھارے لیے اور تمھارے جانوروں کے لیے زندگی کا سامان ہے۔

آیت ۲۷ میں فرمایا کہ: کیا تم لوگوں کا پیدا کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا آسمان کا "؟

* یہ دلیل قرآن میں بار بار دی گئی ہے۔ مثلاً فرمایا: "لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝" یعنی: "یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے؟ مگر اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔" (سورۃ المؤمن آیت ۵۷ پارہ ۲۴)

غرض یہ کفار کو خطاب ہے اور اس کا مقصد اُن کو سمجھانا ہے کہ جو اللہ اتنے بڑے آسمانوں، کروڑوں سیاروں، کہکشاؤں کو پیدا کر سکتا ہے بھلا اُس اللہ کے لیے تمھارا دوبارہ پیدا کر دینا کونسا مشکل کام ہے۔ (تفسیر کبیر)

آیت ۲۸ میں "سمکھا" کی وضاحت: امام رازی نے لکھا کہ اگر کسی چیز کی بلندی کو اوپر سے نیچے کی طرف دیکھیں

www.drhasanrizvi.com

اور اندازہ لگائیں تو اُس کو عربی میں "عُنُق" کہتے ہیں، اور اگر کسی چیز کی بلندی کو نیچے سے اوپر کی طرف دیکھیں اور اندازہ لگائیں تو اُس کو "سَمٰك" کہتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر جلد ۳۱) *

آیت ۲۹ میں "اَخْرَجَ ضُحٰهَا" یعنی صبح کی روشنی کو نکالا۔ اِس کو چاشت کا وقت کہتے ہیں۔ یہ سب سے اچھا سہانا وقت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے سورج کی شعاعوں کے ذریعہ دن کو روشن کر دیا۔ * (تفسیر کبیر) *

آیت ۳۰ کی تشریح: قرآن مجید میں جہاں یہ احساس دلانا مقصود ہوا ہے کہ خدا نے ہمیں کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں، وہاں زمین کا ذکر آسمانوں سے پہلے کیا گیا ہے، اور جہاں خدا نے اپنی قدرت کے کمالات کو نمایاں کرنا چاہا ہے، وہاں آسمانوں کی تخلیق کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور زمین کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔

* (تفہیم) *

* "دَحٰى" کے معنی بچھانے کے ہیں۔ مگر امام راغب نے لکھا کہ اصل معنی کسی چیز کو اُس کی مقرّرہ جگہ سے ہٹا دینا بھی اس کے معنی ہوتے ہیں۔ اگر یہ معنی مانے جائیں تو شاید اِس میں اشارہ ہو اُس جدید تحقیق کی طرف کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرمِ سماوی کا ایک حصّہ تھی جو اُس سے الگ ہو کر ٹھنڈا ہو گیا اور آباد ہو گیا۔ واللہ اعلم * (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۳۲: پہاڑ زمین کو قائم رکھے ہوئے ہیں، کانپنے، لرزنے، ہلنے نہیں دیتے۔ اس طرح زمین کو زلزلوں اور اضطراب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

* خداوندِ عالم نے پہاڑوں کا جال بچھا کر پوری زمین کو دبا رکھا ہے، اور جھٹکوں سے بچا لیا ہے اسی لیے فرمایا: "اور پہاڑوں کو زمین میں ثابت اور محکم کیا۔"

خداوندِ عالم نے زمین پر بیشمار نعمتیں پیدا کیں، تاکہ انسان (۱) اُن نعمتوں سے فائدہ اُٹھائے (۲) خدا کا شکر ادا کرے (۳) خدا سے غافل نہ رہے (۴) خدا کی اطاعت کرے (۵) قیامت کے آنے کو سمجھے۔

* (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۳ میں فرمایا: مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ یعنی: "تمھارے اور تمھارے چوپاؤں کے لیے سامانِ زندگی ہے"۔

★ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ سارے انتظامات نہ کرتے تو تمھارا اور تمھارے جانوروں کا کام کیسے چلتا؟ ہم نے یہ ساری چیزیں تمھاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بنائی ہیں، اب تمھیں چاہیئے تھا کہ اپنے پالنے والے مالک کا شکریہ ادا کرتے رہو اور یہ بات سمجھو کہ جو مالک ایسا قادرِ مطلق اور حکیم برحق ہے، جو ایسے زبردست انتظامات کرسکتا ہے، کیا وہ تمھاری پرانی ہڈیوں میں دوبارہ روح نہیں پھونک سکتا؟

لازم ہے کہ انسان خدا کی قدرت کی اسقدر نشانیاں اور دلیلیں دیکھ کر خدا کی قدرت کا اقرار کرے اور یہ مان لے کہ جب قیامت آئے گی تو اُس کا سب کیا کرایا اُس کے سامنے آجائے گا۔ اگر وہ یہ مان کر محتاط زندگی گذارے گا تو قیامت کے دن اُسے پچھتانا نہیں پڑے گا۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ غرض اِن آیات میں دو طرح سے قیامت اور دوسری زندگی کو ثابت فرمایا ہے۔

(۱) پہلا استدلال یہ ہے کہ جو خدا اسقدر وسیع و عریض کائینات کو بنا بھی سکتا ہے اور چلا بھی سکتا ہے اور کائینات میں حیرت انگیز توازن بھی قائم کرسکتا ہے، تمام انسانوں کی ضروریات زمین سے پیدا کرسکتا ہے اُس کے لیے کیا مشکل ہے کہ اِن ساری تخلیقات کو فنا کرکے دوبارہ بنادے۔

(۲) دوسرے یہ کہ تمام آثارِ کائینات میں حکمت کارفرما ہے جس سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ یہ تمام تخلیقات بے مقصد اور بے معنی نہیں ہوسکتیں۔ اور انسان جیسی عظیم مخلوق کو بے مقصد پیدا کرکے، زمین میں اُس کی تمام ضروریات پوری کرکے، وسیع اختیارات دے کر اُسے ہر طرح کا اچھا یا بُرا کام کرنے کا موقع بھی دے دیا جائے، پھر یہ سب کے سب کام بے مقصد ہوں۔ نہ اُس کا کوئی محاسبہ ہو، نہ کوئی اجر ہو نہ سزا ہو۔ ؎ ایں گماں است و محال است و جنوں

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) ★

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ (۳۴) غرض جب وہ عظیم ہنگامہ قیامت کی آفت آئے گی،

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ (۳۵) تو اُس دن آدمی اپنا سب کیا کرایا یاد کرے گا۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ (۳۶) اور ہر دیکھنے والے کے سامنے جہنّم کھول کر رکھ دی جائے گی۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ اب جس کسی نے بھی (خدا کے احکامات سے) سرکشی کی تھی؛

وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ اور (آخرت کی زندگی سے) دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی،

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ تو جہنّم اُس کا مستقل ٹھکانا ہوگی۔

آیت ۳۴ میں "طامة الکبریٰ" بہت بڑی آفت" سے مراد دابّۃ الارض کا نکلنا ہے۔
* (تفسیر صافی بحوالہ الاکمال) *

* "الطامّة" طَمَّ یَطِمُّ "کے معنی بلند ہو جانا۔ چھا جانا۔ کیوں کہ مصیبت بھی انسان کے حواس پر چھا جاتی ہے، اِسی لیے قیامت کو بھی طامة "حواس پر چھا جانے والی" فرمایا۔ (مفردات راغب)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۵ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ آج اُسے اپنے تمام اعمال کا حساب کتاب دینا ہے تو اُسے اپنی تمام حرکتیں یاد آنے لگیں گی جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ بہت سے لوگوں کو دنیا میں ہی یہ تجربہ ہوا ہے کہ جب وہ کسی سخت خطرہ سے دوچار ہوئے یا مریض ہوئے تو موت اُن کو بالکل قریب سے نظر آنے لگی اور اچانک زندگی کے تمام کاموں کی فلم اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

آیت ۳۷: حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص" خدا سے "سرکشی کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایسے کام کرتا ہے جن کی اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

آیت ۳۸: کا مطلب یہ ہے کہ کافر اور غافل آدمی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور آخرت کے لیے کوئی تیاری نہیں کرتا۔

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ:

* "فرزندِ رسولؐ! مجھے موت کے آنے سے بڑا ڈر لگتا ہے۔"

* فرمایا: "اس لیے کہ تم دنیا کے لیے تو بہت کچھ کرتے ہو، دنیا کو خوب سجاتے ہو، مگر دوسری زندگی کے لیے تم نے کچھ نہ کیا، اب تم اپنے اس آرام دہ محل (دنیا کی آرام و راحت کی زندگی) سے نکل کر ایک سخت تکلیف دہ مقام پر جانے سے لازماً ڈرو گے۔" ــــ (معارف دار) ــــــــ

تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ۔۔ ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

ــــــــــــــــــــــــ * (اقبالؔ) *

* اسی لیے ضروری ہے کہ انسان دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کی فکر زیادہ کرے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے ایسے اعمال بجا لاتا رہے جو اللہ کی خوشنودی کا سبب بن جائیں اور جس چیز کی وجہ سے موت سے خوفزدہ ہو اُسے اپنے پاس سے نکال کر دور کر دے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ (۴۰) اور جو اپنے پالنے والے مالک کے
وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ (۴۰) سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا تھا
اور خود کو نفس کی بُری خواہشوں سے روکے
رکھتا تھا،
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۭ (۴۱) تو یقیناً جنّت اُس کا مستقل ٹھکانا ہوگی۔

زیادہ خطرناک چیزیں

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:
جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بہت زیادہ خطرناک چیزیں جن کا مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے وہ دو ہیں: (۱) خواہشاتِ نفس کی (اندھی) پیروی کرنا۔
(۲) لمبی لمبی آرزوئیں اور تمنّائیں باندھنا۔
کیوں کہ ہوا و ہوس کی پیروی کرنا تمہیں حق سے روک دے گی، اور لمبی لمبی آرزوئیں تمہیں آخرت کو بھلا دیں گی۔" ★ (از نہج البلاغۃ) ★

★ خواہشات کی پرستش انسان کی عقل پر غفلت کے پردے ڈال دیتی ہے، اُس کے بُرے اعمال کو اُس کی نگاہ میں بنا سجا کر پیش کرتی ہے، اچھے بُرے کی تمیز کو ختم کر دیتی ہے۔ یہی اچھے بُرے کی تمیز خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اگر یہ تمیز نہ ہو تو انسان اور جانور میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جنّت، پریشانیوں اور صبر و استقامت میں چُھپی ہوئی ہے، جو شخص پریشانیوں کا مقابلہ کرتا ہے اور غلط خواہشات کو ترک کرنے پر صبر کرتا ہے، وہ جنّت میں داخل ہوگا، اور جہنّم غیر شرعی لذّتوں اور خواہشات

www.drhasanrizvi.com

میں گہری اور چھپی ہوئی ہے۔ جو شخص اپنے نفس کو بیجا حرام لذتوں اور خواہشوں کے مقابلے پر آزاد چھوڑ دے گا وہ جہنّم میں داخل ہوگا۔

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "اپنے نفس کو ہوا و ہوس (بُری خواہشات) کے ساتھ آزاد نہ چھوڑو، اِس لیے کہ ایسا کرنا نفس کی موت ہے، نفس کو خواہشات کے مقابلے پر آزاد چھوڑ دینا نفس کی بیماری ہے، اور نفس کو غیرِ شرعی حرام خواہشات سے روکنا ہی نفس کی دوا ہے

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* جناب امیر المومنین علیہ السّلام کرّم اللہ وجہہٗ نے فرمایا: "اے انسان!"

وَدَوَائُكَ فِيْكَ وَمَا تَشْعُرُ ـــــ وَدَاءُكَ مِنْكَ وَلَا تُبْصِرُ

اور تیرا علاج تجھ ہی میں ہے جس کا تجھ کو شعور نہیں اور تیرا مرض بھی تیری ہی وجہ سے پیدا ہوا ہے مگر تجھ کو نظر نہیں آتا

وَاَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِيْ ـــــ بِاَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ

اور تو خود کتابِ مبین کھلی ہوئی کتاب ہے جس کے حروف سے پوشیدہ اُمور کا ظہور ہوتا ہے

وَتَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ـــــ وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

اور تو اپنے آپ کو چھوٹا سا ایک جرم (جرثومہ) خیال کرتا ہے، حالانکہ تیرے اندر عالمِ اکبر سمایا ہوا ہے۔

خوفِ خدا سے ترکِ گناہ کا ثواب جنّت ہے: * (القرآن ص ۱۹ ابو منصور مترجم) *

بُرے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا ∴ نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابن الحسین (زین العابدین) علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

"ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ سمندر میں کشتی پر سفر کر رہا تھا کہ کشتی ڈوب گئی، شوہر ڈوب گیا مگر اُس کی زوجہ ایک تختے کے سہارے سے جزیرے تک جا پہنچی۔ وہاں ایک ڈاکو نے اُس کو اکیلا دیکھا تو بدکاری کی طرف

www.drhasanrizvi.com

راغب ہوا۔ عورت نیک تھی، اُس نے ہر چند بدکاری کا دفاع کیا، مگر ڈاکو کسی طرح نہ مانا، عورت نے ایک آہِ سرد کھینچی اور ساتھ ہی اُس کا جسم گناہ کے تصوّر اور خوفِ خدا سے کانپنے لگا۔ ڈاکو نے جب اُس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھنے لگا: کیا وجہ ہے کہ تو اِس قدر کانپ رہی ہے جبکہ یہاں ہمیں دیکھنے والا بھی کوئی نہیں ہے؟

عورت نے کہا کہ میں آسمانوں کے خالق و مالک سے ڈرتی ہیں، اُسی ذات کی قسم، میں نے کبھی ایسا بڑا جرم نہیں کیا۔" یہ سن کر ڈاکو کے دل میں بھی خدا کا خوف پیدا ہو گیا اور اپنے بُرے ارادے سے توبہ کر لی۔ اور اپنے گھر کی طرف چلدیا۔ راستے میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی، جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عابد تھا۔ دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ گرمی سخت ہونے کی وجہ سے راغب نے کہا اے نوجوان! ہم دونوں اپنے مالک سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اوپر بادل کا سایہ فرما دے۔ نوجوان ڈاکو نے کہا کہ میں تو سخت گنہگار انسان ہوں خدا سے کچھ مانگنے کی ہمّت نہیں رکھتا۔ راہب نے کہا: اچھا میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہدینا۔ راہب نے دعا مانگی ڈاکو نے آمین کہی۔ ساتھ ہی بادل نمودار ہوا اور دونوں پر سایہ کر لیا۔ کافی سفر طے کرنے کے بعد جب راہب نے اپنا راستہ بدلا، ڈاکو اپنے راستے پر چل پڑا تو وہ بادل اُس نوجوان ڈاکو کے سر پر سایہ فگن ہوا اور راہب کو چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر راہب حیران رہ گیا اور اُس نوجوان ڈاکو سے پکار کر پوچھا: بتا تو نے کون سی ایسی نیکی انجام دی ہے جو میری ساری عبادتوں سے بڑھ گئی۔ اُس نے راہب سے اپنا سارا قصّہ بیان کر دیا۔ تو راہب یہ سن کر کہنے لگا کہ تو نے یہ عمل ایسا کیا ہے جس نے تیرے گناہان وکبیرہ وصغیرہ سارے معاف فرما دیئے اب تو سنبھل کر رہنا۔ (یعنی گناہوں سے بچتا رہنا۔)

* (تفسیر انوار النجف، روح الحیات علامہ مجلسی۔ حیات القلوب جلد ۱)

* اِس سے مراد ایسا شخص ہے جو اللہ کی معصیت پر قدرت رکھتا ہو اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہو، پھر وہ اللہ کے خوف سے اُس کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو گناہ سے بچائے رکھے۔ اُس کا بدلہ اللہ کے ہاں جنّت ہے۔ (تفسیر صافی بحوالہ قمّی)

www.drhasanrizvi.com

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"جس شخص نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھتا ہے، اور جو کچھ وہ بولتا ہے اُس کو سُنتا ہے، اور جو نیکی یا بدی وہ کرتا ہے اُسے بھی جانتا ہے، تو انسان کا یہی جان لینا اُس کو بُرائیوں سے روکے گا" ایسے ہی شخص کے لیے خداوندِ عالم نے یہ فرمایا ہے کہ: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ "(آیت ۴۰ - ۴۱)
یعنی: اور جو شخص اپنے پالنے والے مالک کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے آپ کو بیجا خواہشات سے روکا، پس یقیناً جنّت ہی اُس کا ٹھکانہ اور مقام ہوگا۔"
(الکافی)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ (۴۲) آپؐ سے یہ لوگ قیامت کے متعلق
اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ پوچھتے رہتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آئے گی؟

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ آپؐ کے کاموں میں اُس کا وقت
بتانا کہاں ہے؟

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اُس وقت کے علم کی انتہا، تو بس
اللہ پر ختم ہو جاتی ہے۔

آیت ۴۲ میں ہے کہ کفّار جو جناب رسولِ خداؐ سے بار بار یہ سوال کیا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ آکیوں نہیں جاتی؟ اُن کا اصل مقصد سوال کرنا نہیں تھا بلکہ مذاق اُڑانا ہوتا تھا۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۴۲ کا مطلب یہ ہے کہ: اے رسولؐ! قیامت کے آنے کا جو وقت ہے اُس کا آپؐ کو علم نہیں دیا گیا ہے اس لیے آپؐ کا اِس کو بیان کرنے سے کیا تعلق؟ اُس کا یقینی علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ (تفسیر کبیر)

آیت ۴۳ کا مطلب یہ ہے کہ: اے رسولؐ! آپؐ کا کام صرف ڈرانا، سمجھانا ہے نہ کہ غیب کی خبریں سنانا، اُسی میں قیامت کا علم بھی ہے جو اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ (تفسیر کبیر)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾

(۴۵) آپؐ تو صرف اُس سے خبردار کرنے والے یا بُرے انجام کے آنے سے پہلے بُرے انجام سے ڈرانے والے ہیں، وہ بھی ہر اُس شخص کو جو اُس (خدا یا قیامت) سے ڈرے

---

* مطلب یہ ہے کہ رسولوں کے پیغامات اور اُن کی تبلیغات سے اصل فائدہ صرف اور صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی عظمت کا رعب اور خدا کی سزاؤں کا خوف اور مکمل تباہی سے بچنے کے لیے فکرِ نجات ہوتی ہے۔ اب جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہی نہ ہو، وہ دین کے پیغام سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔
* (تفسیر کبیر) *

* غرض مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! آپؐ کا بس یہ کام ہے کہ قیامت کے آنے کی خبریں سنا دیجیے، لوگوں کو بُرے کاموں کے بُرے انجام سے ڈرا دیجیے۔ اب اس کے بعد جس شخص کے دل میں اپنی تباہی کا کچھ احساس یا خوف ہوگا، وہ آخرت کی حقیقی دائمی تباہی اور اللہ کی سزاؤں سے ڈرے گا اور خدا کی ملاقات کی تیاری کرے گا۔ یعنی نیک اعمال بجا لائے گا۔ گویا اِس طرح آپؐ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف اُنہی لوگوں کے کام آئے گا جو آپؐ کے پیغام سے نفع اُٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ رہے نااہل لوگ، تو وہ آخرت کے انجام سے غافل رہ کر دنیا کی لذتوں میں مست و مگن، بس آپؐ سے مذاق کے طور پر قیامت آنے کا سوال کرتے ہیں۔
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

www.drhasanrizvi.com

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾

(۴۶) (غرض) جس دن یہ لوگ اُسے دیکھ لیں گے، تو ایسا محسوس ہوگا جیسے وہ دنیا میں صرف ایک شام یا ایک صبح رہے تھے۔(۴۶)

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو اُٹھا کر فرمایا: "میرا آنا اور قیامت کا آنا اِس طرح ہے۔" پھر آپؐ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔
* (تفسیر کبیر امام رازی جلد ۹، مجمع البیان، قرطبی فی ظلال) *

* قیامت کی انتہا، خدا کی طرف ہے۔ یعنی خدا ہی جانتا ہے کہ قیامت کب برپا ہوگی۔
قرآن میں فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ" (سورۃ ۳۱ لقمان آیت ۳۴ پارہ ۲۱)
یعنی: قیامت کے واقع ہونے کے وقت کا علم صرف خدا کے پاس ہے۔"

* دوسری جگہ فرمایا: "وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ" یعنی: "جب قیامت برپا ہوگی تو مجرم لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم نے دنیا میں ایک گھنٹے سے زیادہ قیام نہیں کیا۔" (سورۃ ۳۰ الروم آیت ۵۵ پارہ ۲۱)

* اِس سے معلوم ہوا کہ قیامت ہمیں دنیا میں دور معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے احساسات کی بات ہے قیامت حقیقتاً بہت قریب ہے۔ یہ وہ احساس ہے جو انسان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے اور خوابِ غفلت سے جگا دیتا ہے، انسان کو دنیا کے دھوکے سے بچا لیتا ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

؎ یہ گھڑی محشر کی ہے، تُو عرصۂ محشر میں ہے ∴ پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

سُورۃُ عَبَسَ مکّی

ترش رو ہونے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیّات

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اِس سورت کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) وہ اپنی قبر سے ہنستا ہوا نکلے گا۔ * (تفسیر مجمع البیان) *

* اور جو شخص اِس سورت کو ہرن کی کھال پر لکھ کر لٹکائے، تو جس طرف رخ کرے گا خیر و خوبی پائے گا۔
* (تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:
"اگر کوئی مسافر دورانِ سفر اِس سورت کو پڑھے تو اُس سفر میں کامیابی حاصل ہوگی۔"

* نیز امام علیہ السّلام نے فرمایا: "جو شخص سورۃ عَبَسَ اور سورۃ التکویر کی تلاوت کرتا ہے، وہ جنّت میں اِس سورت کے سائے میں رہے گا اور اُس کو کرامت اور وہی عزّت حاصل ہوگی جو جنّت میں اِس سورۃ کو حاصل ہوگی۔"

* (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

ترش رُو ہونے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

اٰیاتُھا ۴۲ | رُکُوعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ① وہ (بنی اُمیّہ کا ایک شخص) ترش رُو ہوا اور اُس نے منہ پھیر لیا۔

اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② اِس بات پر کہ اُس کے پاس وہ نابینا (صحابی عبداللہ ابنِ مکتوم) آگیا،

شانِ نزول ۱ ۔ مطابق تفسیر اہلِ بیتؑ — فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت ہے کہ یہ آیتیں بنی اُمیّہ کے ایک شخص کے بارے میں اُتریں جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں موجود تھا۔ عبداللہ ابنِ مکتوم (جو جناب رسولِ خدا کے مؤذن تھے اور نابینا تھے) تشریف لے آئے

www.drhasanrizvi.com

جب بنی اُمیّہ کے اُس شخص نے یہ دیکھا کہ جناب رسولِ خدا اُن کا بڑا احترام کر رہے ہیں، تو اُس نے اپنے کپڑوں کو اِس لیے سمیٹا کہ کہیں اُس نابینا صحابی سے مس نہ ہو جائیں، پھر اُس نے تیوری چڑھائی اور غصّہ اور نفرت سے منھ پھیر لیا، اور سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ (اِس پر یہ آیات اُتریں)

★ (تفسیر صافی ص۵۲۲ بحوالہ تفسیر مجمع البیان) ★

شانِ نزول عام مفسّرین اِس عمل کا فاعل جناب رسولِ خدا کو قرار دیتے ہیں۔

اور اِس سورۃ کی شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولِ خدا قریش کے سرداروں کو اسلام کی تعلیم فرما رہے تھے۔ وہ سردار عُتبہ۔ ابوجہل۔ عبّاس ابن عبدالمطّلب۔ اُبَی۔ اور اُمیّہ بن خلف تھے۔ اتنے میں آپؐ کے ایک نابینا صحابی عبداللہ ابنِ مکتوم تشریف لے آئے۔ اُنھوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تاکہ کچھ سوالات پوچھیں۔ کیوں کہ رسولِ خدا کو قریش کے سرداروں کی دلجوئی مقصود تھی کہ شاید اُن میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ آپؐ نے اپنے صحابی کو نظر انداز فرما دیا اور قریش کے سرداروں سے گفتگو جاری رکھی۔ اِس پر سرزنش کے طور پر یہ آیات اُتریں کہ: "تیوری چڑھائی اور منھ موڑا اِس بات سے آیا اُس کے پاس اندھا"۔

★ (تفسیر کبیر۔ کشّاف۔ شیخ الاسلام عثمانی، ترمذی شریف) ★

★ علّامہ مرتضیٰ علم الہدیٰ نے لکھا کہ اگر یہ شانِ نزول مان لی جائے گی تو اِس میں جناب رسولِ خدا کی مذمّت ہے۔ پھر رسولِ خدا کا یہ عمل اگر تھا تو قرآن کے صریح خلاف تھا۔ جبکہ تاریخ میں تو یہ لکھا ہے کہ حضورؐ کفّار و مشرکین تک پر تیوری نہ چڑھاتے تھے، اور نہ منھ موڑتے تھے۔ جبکہ آپؐ نے (معاذاللہ) یہ کام کسی اپنے بزرگ صحابی سے کیسے کیا؟

جبکہ قرآن آپؐ کو خُلقِ عظیم کا مالک بھی بتلا رہا ہے۔ اِس لیے مذکورہ بالا روایت قرآن، تاریخ اور عقل کے خلاف ہے۔ پھر آخر اِس بات پر اصرار کیوں ہے کہ ضمیرِ غائب کو رسولؐ ہی پر فٹ کیا جائے؟ جبکہ اِس کا کوئی خاص قرینہ بھی موجود نہیں ہے؟ اِس لیے یہ روایت قابلِ قبول نہیں۔ من گھڑت ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: اے رسول ؐ! اگر دنیا دار طبقہ غریبوں سے نفرت کرتا ہے اور اُن کو حقارت سے دیکھتا ہے تو آپ امیروں کی پرواہ نہ کریں۔ کیا پتہ کہ وہ نابینا عبداللہ پاک باطن ہو اور آپ ؐ کی نصیحت کو سنے اور فائدہ اٹھائے۔ اِس لیے منکر امراء کی پرواہ نہ فرمائیں، کیوں کہ کسی کافر کا دین قبول نہ کرنا آپ ؐ کے لیے نقصان دہ نہیں ہو سکتا، البتہ مومن کا آپ ؐ کی نصیحتوں سے محروم ہو جانا نقصان کی بات ہے۔

* (تفسیر برہان۔ تفسیر انوار النجف) *

نتیجہ یہ نکلا کہ کمزوروں کا احترام زیادہ کرنا چاہیے تاکہ اُن کے دل میں کسی قسم کی رنجش پیدا نہ ہو۔ اسی لیے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مالکِ اشتر کو لکھا تھا کہ: "عام لوگ دین کا ستون اور مسلمانوں کا سرمایہ ہیں۔ دشمنوں سے مقابلے میں ہمارے لیے قوت کا ذخیرہ ہیں۔ اِس لیے ضروری ہے کہ عام آدمیوں کی بات توجہ سے سُننا اور اُن کی طرف خاص توجہ رکھنا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۳)

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ﴿٣﴾ (۳) اور تمھیں کیا خبر کہ شاید وہی پاک نیک کردار ثابت ہو۔

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٤﴾ اور نصیحت کا اثر لے اور نصیحت اُسے فائدہ بھی پہنچائے۔

أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ﴿٥﴾ جو شخص بے پروائی کرتا ہے۔

فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ﴿٦﴾ اُس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو

www.drhasanrizvi.com

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝۷ حالاں کہ اگر وہ اصلاح کا اثر نہیں لیتا تو تمہارا کیا نقصان ؟

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝۸ لیکن جو خود تمہارے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے ،

وَهُوَ يَخْشٰى ۝۹ اور وہ (خدا سے اپنے بُرے انجام سے) ڈرتا ہے۔

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝۱۰ تو تم اُس سے بے توجّہی اختیار کرتے ہو،

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝۱۱ ہرگز نہیں (ایسا ہرگز نہ کرو) یہ (قرآن) تو ایک نصیحت (بھلائی چاہتا) ہے

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝۱۲ جو چاہے اسے قبول کرے اور یاد رکھے

وقفِ لازم

آیت ۱۰ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف بھی ہو، اور وہ خدا کی ناراضگی سے ڈر رہا ہو، اُسی سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ آخرت کی باتیں سنے گا، اُن سے فائدہ اُٹھائے گا، اچھی باتوں کو اپنائے گا اور اُن پر عمل کرے گا۔ ایسے لوگ جو خدا سے ڈریں اُن کی عزّت کرنی چاہیئے۔ اُن سے بے رُخی نہیں برتنی چاہیئے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ دین کی تبلیغ کو خاص لوگوں سے مخصوص نہیں کرنا چاہیئے بلکہ امیر و غریب، مرد و عورت، چھوٹے بڑے سب کو یکساں اہمیّت دینی چاہیئے، اور سب سے مشترکہ خطاب کرنا چاہیئے۔ اب یہ اللہ کی مرضی ہے کہ اپنی حکمت کے تحت جس کو چاہے ہدایت قبول کرنے، اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ابن کثیر)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۲ : یعنی جو شخص بھی قرآن کی طرف رغبت کرے اور اُس سے سبق سیکھے اور نصیحت حاصل کرے، اُس پر عمل کرے، اُس سے بے رُخی نہیں برتنی چاہیئے۔ ایسا انسان تو حاصلِ تخلیق ہے، خواہ وہ کتنا ہی بظاہر بے حیثیت، کم مایہ کیوں نہ ہو۔ اب رہے وہ جو قرآن کے پیغام سے بے رُخی برتتے ہیں، جیسے قریش کے سردار تھے اُن کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں، اُن کو تو بہرحال جہنم کا کندہ بننا ہی ہے۔ * (مؤلف) *

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو بڑے عزّت والے ہیں

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ جو بہت بلند مرتبہ اور پاک و پاکیزہ ہیں

بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ جو اُن لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں

كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ جو بہت عزّت والے بھی ہیں، اور بہت نیک کردار بھی۔

"صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ" یعنی قرآن پر عظمت صحیفوں میں یعنی لوحِ محفوظ میں ہے۔ (تفسیر کبیر)

"مَّرْفُوْعَةٍ" اُن صحیفوں کی شان جن میں قرآن لکھا ہوا ہے، اللہ کے نزدیک بہت بلند ہے وہ صحیفے شیاطین جن و انس کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ * (تفسیر صافی) *

* یعنی اللہ کے پاس رفیع القدر ہیں۔ ہر قسم کی غلطی، شبہ، تناقض، نقص سے پاک ہیں۔ * (تفسیر کبیر) *

"سَفَرَةٍ" سافر کی جمع ہے جو سفارت سے ہے۔ یہاں مراد فرشتے ہیں جو اللہ کے سفیر ہیں۔ * (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

"سَفَرَۃٌ" سفر کے مادّے سے ہے اور مسافر کی جمع ہے جس کے اصل معنی کسی چیز کے اوپر سے پردہ اُٹھانے کے ہوتے ہیں۔ اِس لیے لکھنے والے شخص (کاتب) کو بھی مسافر کہتے ہیں۔ اِس لیے کہ وہ کسی مطلب کے رُخ سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ اِس لیے یہاں سَفَرَۃٌ سے مراد خدا کے وہ فرشتے ہیں جو خدا کے سفیر ہیں، اِس لیے کہ وہ خدا کی آیتوں کو لکھتے ہیں۔

لیکن کچھ مفسّرین نے "سفرہ" سے مراد قرآن کے حافظ، مفسّر، قاری، کاتب، مفسّرین اور علماء کو قرار دیا ہے۔ یہی لوگ اگر حق پرست ہوں اور دنیاوی مفادات کے تابع نہ ہوں تو قرآن کے مطالب کو محفوظ رکھتے ہیں، اور شیاطین کا مقابلہ کرتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص قرآن کا حافظ ہو (یعنی قرآن کے مطالب کی حفاظت کرتا ہو) اور اُس پر عمل بھی کرے تو اُس کا حشر خدا کے عظیم فرماں برداروں کے ساتھ ہوگا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

★ آیت ۱۶: "کِرَامٍ بَرَرَۃٍ" (بہت عزّت والے اور نیکوکار)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قرآن کو (سمجھ کر) پڑھتا ہے اور اُس کا ماہر ہے وہ "السفرۃ الکرام البررۃ" یعنی "ایسے لکھنے والے فرشتے جو بزرگ اور پاکباز ہیں" کے ساتھ رہے گا، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے مشقّت کے ساتھ (یعنی قرآن کو سمجھنے کی پوری کوششیں کرتا ہے) اُس کے لیے دوگنا اجر و ثواب ہے۔"

* (صحیح بخاری در تفسیر سورۂ عبس۔ مسلم شریف باب فضل ماہر بالقرآن) *

★ حاملِ قرآن یعنی حافظ اور عالمِ قرآن کو بھی اخلاق، کردار، افعال، اقوال و اطوار کے اعتبار سے شریف اور پاکباز ہونا چاہیئے۔ * (ابن کثیر) *

www.drhasanrizvi.com

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ (اللہ کی مار ہو) (لعنت ہو) اُس انسان پر جو سخت ناشکرا اور حق کا منکر ہے۔

مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ (حالاں کہ) اللہ نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا ہے۔؟

مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ (۱۹) نُطفے (یعنی) ٹپکے ہوئے حقیر پانی کی ایک بوند سے اللہ نے اُس کو پیدا کیا اور پھر اُس کی تقدیر مقرّر کی۔

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ پھر اُس کے لیے زندگی کی راہ آسان بھی کر دی۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ پھر اُسے موت دی، اور پھر اُسے قبر میں پہنچا دیا۔

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ پھر جب چاہے، اُسے (قبر سے) باہر لے آئے گا۔

آیت ۱۷: "قُتِلَ الْاِنْسَانُ" یعنی ایسے انسان پر لعنت ہو یعنی رحمتِ خدا سے دوری ہو، جو بغیر کسی دلیل کے قیامت کے آنے کا انکار کرتا ہے۔ وہ کس قدر ناشکرا ہے؟ آگے اسی کفور یعنی سخت ناشکرے کو

www.drhasanrizvi.com

دعوتِ غور و فکر دی جارہی ہے کہ شاید وہ اپنے کفر و انکارِ حق سے باز آجائے۔
* (تفسیر کبیر) *

* آیت ۱۸ : انسان اپنی حقیقت پر کبھی غور نہیں کرتا کہ وہ کیسے ناچیز نطفے سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی قدرت کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ ایک معمولی سے قطرے سے انسان جیسی عظیم چیز پیدا کی گئی۔ اس پر غور کرنے سے خداوندِ عالم کی قدرت رحمت اور عظمت سمجھ میں آجاتی ہے۔
* (تفسیر نمونہ) *

آیت ۱۹ : خدا نے انسان کو نطفے جیسی حقیر چیز سے پیدا کیا۔ پھر اُسے ناپ تول کر موزوں بنایا، انسان کے وجود کی ساخت میں ۲۰ سے زیادہ دھاتیں استعمال ہوئی ہیں، اگر اُن میں ذرا سی کمی بیشی ہو جائے تو انسان کے وجود کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ پھر انسان کے اعضاء کی ساخت ایک خاص تناسب، ارتباط اور دقیق اندازوں سے بنائے گئے، یہ سارے حسابات ایک حقیر قطرے کے اندر قرار دیے، جس کے اندر جنین ہوتے ہیں۔ اگر تمام انسانوں کی زندگی کے اصلی سیل cells جو نطفے میں تیر رہے ہوتے ہیں ایک جگہ جمع کر دیے جائیں تو انگلی کے ایک پور کو بھی پُر نہیں کر سکتے۔ (سبحان اللہ)
* (تفسیر نمونہ) *

* غور فرمائیں کہ خدا نے یہ فرمایا کہ "ہم نے راستے کو آسان کیا۔" یہ نہیں فرمایا کہ راستہ طے کرنے پر مجبور کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان آزاد اور با اختیار ہے مجبور نہیں۔
* (تفسیر نمونہ) *

* آیت ۲۱ میں فرمایا "پھر اُسے موت دی اور اُسے قبر میں پہنچا دیا۔"
مطلب یہ ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد ہم نے قبر میں رکھنے کی ہدایت کی تاکہ زندوں کے سامنے یوں بے حرمت نہ ہو۔ * (شیخ الاسلام) *

* موت بھی بڑی نعمت ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کی اصلاح ہوتی ہے، وہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے

www.drhasanrizvi.com

نیز یہ کہ اگر دنیا کی زندگی جاری ہی رہے تو انسان تھک جائے گا، جبکہ اُخروی زندگی سراپا نشاط مسرّت اور خوشدلی ہے، اس لیے وہاں تھکاوٹ، اکتاہٹ یا کراہت کا نام ونشان تک نہیں۔
* (تفسیر نمونہ) *

آیت ۲۲ کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایک مرتبہ لاشئے سے پیدا کر سکتا ہے، پھر انسان کو موت کا مزہ چکھا سکتا ہے۔ کیا ایسے زبردست قادرِ مطلق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ دوبارہ زندہ کر کے ہمیں قبر سے نکالے؟ کیا خدا کی قدرت کو کسی نے اُس سے چھین لیا ہے؟

غرض ہمیں خدا کا دنیا میں پیدا کر کے لانا، پھر مار کر برزخ میں لے جانا، پھر زندہ کر کے میدانِ حشر میں لا کر کھڑا کر دینا۔ جس کے پاس اسقدر قدرت ہو، اُس کی نعمتوں سے منہ موڑنا، اور اُس کے احکامات کو مذاق سمجھنا اور اُس کی نعمتوں کو معمولی سمجھنا اور اُس کے پیغام کو سننے، سمجھنے کے قابل نہ سمجھنا، آدمی کو زیب نہیں دیتا۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ أَمَرَهُۥ ﴿٢٣﴾ اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی اُس انسان نے وہ کام پورا نہ کیا (یعنی وہ فرض پوری طرح ادا نہ کیا) جس کا اللہ نے اُسے حکم دیا تھا۔ (۲۳)

"كَلَّا" یعنی: ہرگز نہیں۔ یعنی معاملہ اس طرح نہیں جس طرح یہ کافر کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

مطلب یہ ہے کہ انسان نے ہرگز اپنے پالنے والے مالک خالق کا حق نہیں پہچانا، اور خدا نے اُسے جو حکم دیا تھا اُس کی تعمیل نہ کی۔ وہی خدا جب چاہے گا، ہمیں زندہ کر کے اُٹھائے گا۔ مگر ابھی ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ دنیا سے متعلق جو اُس کی پالیسی ہے، وہ ابھی پوری نہیں ہوئی۔
* (ابن کثیر) *

www.drhasanrizvi.com

* غرض انسان تمام نعمتوں کے پانے کے باوجود کبھی صحیح راہِ عمل اختیار نہیں کرتا۔ اسی لیے فرمایا کہ:
"اِس طرح نہیں ہے جس طرح وہ سمجھتا ہے، انسان نے ابھی تک خدا کی اطاعت نہیں کی۔"

انسان سے مراد کون لوگ ہیں؟ (۱) اوّلین مراد وہ انسان ہیں جو کفر و شرک، انکارِ حق، ظلم و جور کی راہ اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ فرمایا: "انسان بڑا ظالم، کافر اور ناشکرا ہے۔" اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۳۴/۵ ابراہیم ۱۴، آیت ۳۴ پ ۱۳

(۲) مراد عام انسان ہیں جو حقِ بندگی ادا نہیں کرتے۔"

* (تفسیر نمونہ) *

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ پھر انسان ذرا اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے۔

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ہم نے سب سے پہلے جیسا چاہیئے تھا خوب خوب پانی برسایا۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ پھر زمین کو عجیب و غریب طرح سے پھاڑا

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ پھر اُس میں ہم نے اناج کے دانے اُگائے

آیت ۲۴ کی تشریح: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا "طعام" سے مراد انسان کا علم بھی ہے۔ (جو روح اور عقل کی غذا ہے) اس لیے علم انسان کو اُسی سے حاصل کرنا چاہیئے جو علم دینے کے قابل ہو۔ یعنی علم دینے کا اہل ہو۔

* (تفسیر صافی بحوالہ کافی، تفسیر برہان جلد ۴) *

* طعام جسمانی غذا ہے اور علم روحانی اور عقلانی غذا ہے۔ اور انسان جسم اور روح سے مرکب ہے اِس لیے انسان کو جس طرح اِس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ جسم کی غذا کو کھانے سے پہلے غور سے دیکھے کہ

www.drhasanrizvi.com

کس طرح اللہ نے اس کو بارش کے پانی سے اُگایا۔ پانی آسمان سے برسایا۔ اسی طرح ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنی روحانی عقلانی غذا جو علم ہے، اُس پر نظر ڈالے اور غور کرے کہ یہ علمِ دین اللہ کی طرف سے اُترا ہے پہلے خداوندِ عالم نے وحی فرمائی زمینِ نبوّت پر بارش کی، جس سے حقائق و معارف کے چشمے پھوٹے اور علم و معرفت کے میوے پیدا ہوئے تاکہ وہ روحیں جو اپنی تربیت چاہتی ہیں، اُن کو غذا مل سکے۔

اس لیے ہر شخص کو چاہیئے کہ علمِ دین کو اس کے اہل یعنی اہلِ بیتِ رسولؐ سے حاصل کرے۔ جن کے گھر میں وحی اُتری اور جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں، اُن کو اُن کے علوم خدا کی طرف سے عطا کیے گئے ہیں۔ اہلِ بیتِ رسولؐ سے علم حاصل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روح کو صحیح صاف ستھری خالص غذا پہنچے گی۔ اوروں کے علوم روح کی غذا نہیں ہو سکتے، کیوں کہ اُن میں وحی یا الہام کا حصّہ نہیں ہوتا، وہ لوگوں کا ظنّ و تخمین ہوتا ہے، اس لیے خالص نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کا علم اُن کے اپنے ظنّ و تخمین پر مبنی اقوال ہوتے ہیں، جو کسی طرح حجّت نہیں ہو سکتے۔

؎ راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات ★ (اقبال) ★

لوگوں کی تحقیقات، ظنّ و تخمین صرف جھگڑے کے آلات ہیں جن میں صراطِ مستقیم کو کوئی دخل نہیں۔ لوگوں کا علم شیطان کی طرف سے آتا ہے، اللہ کی طرف سے نہیں آتا۔ اسی لیے وہ علم روح کی غذا نہیں بن سکتا۔

★ (تفسیر صافی) ★

★ جن چیزوں سے تم اپنا پیٹ بھرتے ہو، کبھی سوچو تو سہی کہ (۱) ایک طرف تو ہم نے زمین کو نباتات اُگانے کے قابل بنایا (۲) دوسری طرف آسمانوں سے پانی برسایا۔ (۳) سورج کو چمکایا اور اُس سے زمین کو گرمایا (۴) موسموں کو بدلا تاکہ مختلف چیزیں پیدا ہو سکیں (۵) زمین کو قوّتِ نمو عطا فرمائی کہ اُگا سکے ساری کائنات مل کر خاموشی سے انسان کی غذا تیار کر رہی ہے۔ اس کے باوجود نہ کبھی ہمارے بارے میں غور و فکر کرتے نہ کبھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لعابِ دہن کا پیدا ہونا، نظامِ ہاضمہ کا کام کرنا، غذا کا خون بننا کتنا

www.drhasanrizvi.com

عجیب اور حیرتناک نظام ہے۔ پھر یہ بھی سوچے کہ یہ ہماری غذا بارش کے نظام سے پیدا ہوتی ہے۔ بارش کا نظام بھی کتنا عجیب و غریب نظام ہے۔

* (تفسیر انوار النجف) *

لیکن ظاہری غذا کے ساتھ ساتھ ہمیں روحانی اور عقلانی غذا یعنی علم کے بارے میں بھی ضرور دیکھنا چاہیئے کہ ہم علمِ دین کو کس منبعِ علم Source سے حاصل کر رہے ہیں۔؟

حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جب رات کو کھانا کھاتے ہیں تو پہلے چراغ روشن کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ کونسی غذا کھا رہے ہیں، مگر اپنی روح کی غذا کی طرف کوئی غور و فکر کر کے اہمیت نہیں دیتے، تاکہ عوارضِ جہالت و گناہ سے بچیں تاکہ اعمال اور عقیدے صحت مند رہیں۔"

* (سفینۃ البحار جلد ۲) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو جسم کی غذا کے بارے میں تو غور و فکر کرتا ہے لیکن روح کی غذا کے سلسلے میں بالکل نہیں سوچتا۔ نقصان دہ غذا کو تو جسم سے دور رکھتا ہے لیکن دل کو مہلک مطالب سے بھرتا رہتا ہے۔ * (سفینۃ البحار جلد ۲) *

* جدید مغربی علوم اور خاصکر جدید مغربی تہذیب میں بہت سی باتیں علم کے لبادہ میں ایسی سکھائی پڑھائی سنائی جاتی ہیں کہ انسان خدا و رسولؐ اور آخرت سے نہ صرف بیگانہ ہو جاتا ہے بلکہ اُن کا مذاق اُڑاتا ہے۔ * (مولف) *

؎ کیا ہے تجھ کو مدرسے نے کورِ ذوق اتنا ∴ کہ بوئے گُل سے بھی تجھ کو ملا نہ گُل کا سراغ
؎ تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی ∴ جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

* (اقبال) *

www.drhasanrizvi.com

وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ اور انگور اور سبزیاں اُگائیں ،
وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ اور زیتون اور کھجور ،
وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ اور گھنے سرسبز و شاداب باغ ،
وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ اور طرح طرح کے پھل اور چارہ اُگایا
مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ تمھارے لیے بھی زندگی کا سامان ہے اور تمھارے جانوروں کے لیے بھی۔

آیت ۳۱ "اَبًّا" کی تشریح : مشہور سنّی مفسّر علّامہ جلال الدّین سیوطی نے لکھا کہ: "ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ سے اِس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: "مجھے کونسا آسمان سایہ دے گا اور کونسی زمین اپنی پُشت پر مجھے اُٹھائے گی، اگر اللہ کے کلام کی تفسیر میں اپنی طرف سے کہدوں جس کو میں نہ جانتا ہوں۔"

سائل کو فَاكِهَةً (میوہ جات) کے معنی تو معلوم تھے مگر وہ "اَبًّا" (چراگاہیں) کے معنی پوچھنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ جب یہ بات حضرت امام علی علیہ السّلام تک پہنچی تو آپؑ نے فرمایا:

"کیا اُس پوچھنے والے کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اَبّ گھاس کو کہتے ہیں۔ جبکہ قرآن فرما رہا ہے کہ "فَاكِهَةً وَّ اَبًّا" (پھل اور گھاس) تمھارے اور تمھارے حیوانوں کے لیے ہے۔

* (تفسیر درِ منثور، تفسیر المیزان جلد ۲۰) *

اِس روایت سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرامؓ قرآن کے تمام مطالب کو نہیں جانتے تھے۔ اِسی لیے جناب رسولِ خدا نے فرمایا تھا کہ: اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا (میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں)

www.drhasanrizvi.com

قرآن کے تمام علوم کو جاننے والے رسولِ خدا کے بعد ضرور ہونے چاہئیں ورنہ قرآن کا وجود لایعنی ہو جائے گا۔ اِس لیے ضروری تھا کہ خدا کوئی ایسے رسولؐ کے ورثاء کا سلسلہ قائم کرے جو قرآن کے تمام علوم سے کماحقہٗ واقف ہوں۔ اِسی لیے جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب، دوسری میری عترت میرے اہلِ بیتؑ، تم جب تک اِن دونوں سے تعلق جوڑے رکھو گے، کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اور یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر آملیں"

* (صحیح مسلم) *

* اکابرِ اہلِ سنّت نے لکھا کہ: "ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اِن آیات کو تلاوت فرمایا اِس کے بعد فرمایا: "میں اِن آیات کا مطلب تو جانتا ہوں، مگر "اَبّ" کیا چیز ہے اُس کو نہیں جانتا۔" پھر فرمایا: "کیسی مشکل ہے کہ تو اب کو نہیں جانتا۔"

پھر لوگوں سے کہا: "تم بس اُن چیزوں کی پیروی کرو جو تمھارے لیے بیان کی گئی ہیں اُن ہی پر عمل کرو اور جن باتوں کو تم نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے اُن کو اپنے پالنے والے مالک کے سپرد کر دو۔"

* (تفسیر روح المعانی۔ قرطبی۔ فی ظلال القرآن۔ تفسیر درِ منثور۔ تفسیر المیزان) *

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ مگر جب کانوں کے پردے پھاڑ کر بہرا کر دینے والی آواز بلند ہو گی۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ اُس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے،

وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے،

www.drhasanrizvi.com

وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ اور اپنی بیوی اور اولاد تک سے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ﴿۳۷﴾ اُن میں سے ہر ایک کا یہ حال ہوگا

يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ کہ اُسے اپنے سوا کسی کا کوئی ہوش نہ ہوگا۔

آیات ۳۳ تا ۳۷ کی تشریح

انسان قیامت کے دن اپنے رشتہ داروں اور اولاد کو بھول نہیں جائے گا، بلکہ وہ اُن سے دور بھاگے گا۔ یہ اِس لیے کہ قیامت کے دن کی ہولناکیاں اسقدر شدید ہوں گی کہ انسان اپنے تمام دنیوی تعلّقات سے بیگانہ ہو جائے گا۔ مال اولاد جن سے بیحد محبت کرتا تھا، اُن سب سے بے تعلّق ہو بیٹھے گا۔ مگر یہ حالت کافروں، مشرکوں، ظالموں، بدکاروں کی ہوگی۔ وہ لوگ اپنی اولاد، بیوی، بھائیوں، ماں باپ سے اِس لیے بھاگیں گے کہ اُس نے اُن کے حقوق ادا نہیں کیے ہوں گے۔ یا۔ کہیں وہ اُس سے مدد نہ مانگ لیں۔ وغیرہ۔

★ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "تین موقف ایسے ہیں جن میں کوئی شخص کسی کو یاد نہ کرے گا:

(۱) میزان۔ جہاں ہر شخص کے اعمال تولے جائیں گے۔ وہاں جب تک انسان یہ نہ دیکھ لے گا کہ اُس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہے یا نہیں، کسی کو نہ پوچھے گا

(۲) پھر پلِ صراط پر جب تک وہ یہ نہ دیکھ لے گا کہ اُس پر سے (صحیح سالم) گذر سکے گا یا نہیں (اُس وقت تک کسی کو نہ پوچھے گا) (۳) وہ پہلا موقف جب نامۂ اعمال انسانوں کے ہاتھوں میں دیے جا رہے ہوں گے۔ انسان جب تک یہ نہ دیکھ لے گا کہ اُس کا نامۂ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیتے ہیں یا نہیں (وہ کسی کو نہ پوچھے گا) چاہے وہ قریبی دوست ہو، رشتہ دار ہو، ماں ہو یا باپ ہو، اولاد ہو یا بیوی۔ اِسی لیے خداوندِ عالم نے فرمایا: "اُس دن انسان اپنے آپ میں بہت زیادہ مشغول ہوگا"

★ (تفسیر برہان جلد ۴) ★

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۶ : فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرّضا سے روایت ہے کہ :

"قیامت کے دن حضرت آدمؑ کا بیٹا قابیل اپنے بھائی ہابیلؑ سے بھاگے گا (کیوں کہ قابیل نے دنیا میں ہابیلؑ کو قتل کیا تھا) اور جو شخص اپنی ماں سے بھاگے گا وہ حضرت موسیٰؑ ہوں گے۔ اور جو شخص اپنے پرورش کرنے والے باپ (مراد چچا) سے بھاگے گا، وہ حضرت ابراہیمؑ ہوں گے، اور جو شخص اپنی بیوی سے بھاگے گا، وہ حضرت لوطؑ ہوں گے، اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگے گا، وہ حضرت نوحؑ ہوں گے"

* (تفسیر صافی بحوالہ عیون الاخبار الرضاؑ) *

☆ حضرت موسیٰؑ اپنی والدہ سے اس لیے بھاگیں گے کہ وہ اُن کے حق میں واجبات ادا کرنے سے قاصر رہے تھے اور حضرت ابراہیم اپنے باپ (چچا) سے اس لیے بھاگیں گے کہ وہ مشرک تھا۔ جبکہ حضرت ابراہیمؑ کے اصل والد کا نام تارُخ تھا۔ (اور آذر حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا اور پرورش کرنے والا تھا)

(الخصال از صدوقؒ)

آیت ۳۷ : یعنی : قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی نجات کی اسقدر شدید فکر ہوگی کہ وہ اپنی بیوی، بچوں، دوستوں، عزیزوں، سب سے بے پرواہ کر دے گی۔

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "سب لوگ میدانِ حشر میں ننگے بدن، ننگے پیر، پیدل، غیر مختون ہوں گے۔" حضرت عائشہؓ نے پوچھا: "کیا اس طرح شرمگاہوں پر نظر نہیں پڑے گی۔؟"

جناب رسولِ خداؐ نے جواب میں یہی آیت پڑھی : (کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی فرصت کہاں ہوگی، ہر شخص اپنے عرق میں غرق ہوگا) * (ترمذی شریف) *

☆ انسان اپنے گھر والوں سے اس لیے بھاگے گا کہ وہ لوگ اُس کی سزا اور خوف کو نہ دیکھیں جس میں وہ اُس وقت مبتلا رہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ وہ اس لئے سب سے بھاگے گا کہ اُسے یہ پتہ ہوگا کہ کوئی آج کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا۔ (فتح القدیر)

www.drhasanrizvi.com

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾

(مگر) اُس دن کچھ چہرے خوشی سے دمک رہے ہوں گے۔ (۳۸) ہنس رہے ہوں گے اور خوش وخرم ہوں گے (۳۹)

وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾

اور کچھ چہروں پر خاک اُڑ رہی ہوگی (۴۰) جن پر سیاہی دوڑ رہی ہوگی (۴۱)

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع ۱ ۱۵

یہ کافر (حق کے منکر) اور فاجر (بدکار اور بدمعاش) ہوں گے۔ (۴۲)

آیت ۳۸-۳۹: یہ اہلِ ایمان کے چہرے ہوں گے، جن کو اُن کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملا ہوگا۔ اس لیے اُن کو یقینِ کامل ہوگا کہ وہ کامیاب رہے۔ اُسی کامیابی کے احساس سے اُن کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوں گے۔

* (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر) *

آیت ۴۰-۴۱: مطلب یہ ہے کہ ذلّت اور خدا کی سخت سزا کی وجہ سے اُن کے چہرے غبار آلود، کدورت زدہ اور سیاہ ہوں گے "غَبَرَةٌ" کے معنی غبار کی تاریکی، اور "قَتَرَةٌ" دھوئیں کی سیاہی کو کہتے ہیں، یعنی اُن کے چہرے کالے (سیاہ) ہوں گے۔ (یعنی کلموئے ہوں گے) * (مفردات امام راغب) *

* مطلب یہ ہے کہ کافروں کے چہروں پر کفر کی سیاہی اور کدورت چھائی ہوئی ہوگی، اوپر سے فسق وفجور کے اندھیرے اُن کے چہروں کو اور زیادہ سیاہ اور تاریک کردیں گے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

آیت ۴۲: مطلب یہ ہے کہ جو حق کے انکار کی ٹھان لے اُس کو کتنا ہی سمجھاؤ، ذرا نہ پسیجے گا، نہ خدا کی مخلوق سے شرمائے گا

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ التَّکوِیر "مکیّۃ"

سورج کے لپیٹ دیے جانے کے ذکر والی سورت

فضائل و خصوصیات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

★ "جو شخص سورۃ التکویر کو سمجھ کر پڑھتا ہے خدا اُس کو ہر قسم کی ذلّت اور رسوائی سے محفوظ رکھتا ہے۔ خاص طور پر اُس وقت جب اُس کا اعمال نامہ کھولا جائے گا۔ (تفسیر مجمع البیان)

★ نیز اس حضرت ؐ نے فرمایا: "جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت کے دن میرا دیدار کرے وہ اِس "سورۃ التکویر" کو سمجھ کر پڑھے۔"

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ خدا کے دیدار کی حقیقت اور کیفیّت کا سمجھنا ہمارے لیے دنیا میں ناممکن ہے۔

بہرحال آخرت میں یہ نعمت خاص الخاص خدا کے بندوں کو حاصل ہوگی، اور اُن کو بھی جو اِس سورۃ کو سمجھ کر پڑھیں گے اور اِس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوششیں فرمائیں گے۔ (مولف)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن خدا کو (گویا اپنی آنکھوں سے) دیکھے اُس کو چاہیے کہ یہ سورۃ پڑھے۔ اِس لیے کہ یہ سورۃ قیامت کی کیفیّت کو اسی شان بان سے بیان کرتی ہے کہ گویا آدمی میدانِ قیامت میں خود کھڑا ہے۔"

★ (تفسیر قرطبی جلد ۱۰) ★

★ خدا کو دیکھنے سے مراد دل اور ایمان کی آنکھوں سے دیکھنا ہے یا خدا کے خاص الخاص

www.drhasanrizvi.com

بندوں کو دیکھنا مراد ہے۔
یا خدا کے خاص الخاص جلوؤں اور نعمتوں کو دیکھنا مراد ہے۔
بہرحال خدا کی ذات اِس سے بلند ہے کہ انسان اُس کو آنکھوں سے دیکھ سکے۔ اسی لیے حدیث میں فرمایا: "گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔" یعنی دل اور ایمان کی آنکھوں سے خدا کو دیکھنے کا احساس ایسا ہی ہوگا کہ جیسے انسان کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح اور آشکار ہوگا۔ مگر خدا کے اِس دیدار کا اصل مطلب دنیا میں سمجھنا ناممکن ہے۔ اِس لئے کہ یہ سب سے اعلیٰ روحانی تجربہ ہوگا۔ ★ (مؤلف) ★

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "آپ اسقدر جلد بوڑھے کیوں ہو گئے"؟
آں حضرت ؐ نے فرمایا: "سورۂ ھود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ عم یتساءلون، اور سورۂ تکویر نے بوڑھا کر دیا۔
(تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

کیوں کہ اِن سورتوں میں قیامت کے حالات کو ایسی شدّ و مدّ کے ساتھ واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان بذاتِ خود میدانِ قیامت میں کھڑا ہے اور سب کچھ اُس کے سامنے پیش آرہا ہے۔

★ (تفسیرِ نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص سورۂ عبس اور سورۃ التکویر کو سمجھ کر پڑھتا ہے، وہ خداوندِ عالم کے لطف و کرم کے سائے میں رہے گا، اور ہمیشہ جنّت میں رہے گا، اور خداوندِ عالم کے نزدیک یہ سب کچھ عطا فرما دینا کوئی اہم یا بڑی چیز نہیں ہے کیوں کہ اُس کا تو صرف یہ ارادہ کر لینا ہی بہت کافی ہے۔"

★ (ثواب الاعمال۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ۲۹ | رکوعُہا ۱

سورج کے لپیٹ دیے جانے کے ذکر والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔

★ سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ یعنی۔ اُس کی روشنی سمیٹ دی جائے گی۔

(فصل الخطاب)

ظاہر ہے کہ جب سورج صاحب ہی لپیٹ دیے جائیں گے تو اُس کے تمام حالی موالی کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ سب کی بساط از خود لپٹ جائے گی۔ گویا یہ موجودہ نظام پوری طرح درہم برہم ہو جائے گا ہمارا پورا کا پورا نظام 'نظامِ شمسی' کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ ان کا مرکز اور محور سورج ہے۔ جب مرکز اور محور ہی رخصت ہو گیا تو سارا نظامِ شمسی از خود درہم برہم ہو جائے گا۔ ★ (مؤلف) ★

عربی ادب کے اعتبار سے سورج کو بے نور ہو جانا" کہنا ایک فصیح و بلیغ استعارہ ہے کیوں کہ

www.drhasanrizvi.com

عربی میں "تکویر" کے معنی لپیٹنے کے ہوتے ہیں۔ عرب عمامہ لپیٹنے کو تکویر العمامہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ کپڑا پھیلا ہوا ہوتا ہے اور پھر سر پر لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سورج کی روشنی جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی، لپیٹ دی جائے گی۔ یعنی سورج کی روشنی کا پھیلنا بند ہو جائے گا۔

* (مفردات امام راغب۔ تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* جدید ماہرین کے نزدیک سورج کے ایٹم انرجی میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ہر سکنڈ میں چار ملین ٹن کم ہو جاتے ہیں۔ مگر سورج کا حجم اسقدر بڑا ہے کہ اس میں کمی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے مگر ہزاروں سال گذر جانے کے بعد یہی کمی ہر سکنڈ کم ہوتے جانا ظاہر ہو کر رہے گی۔ سورج آہستہ آہستہ کمزور و لاغر اور بے نور ہو جائے گا۔ یہی حشر ستاروں کا ہوگا۔

* (تفسیر نمونہ) *

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں ؛ ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں (اقبال)

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ اور جب ستارے بکھر جائیں گے (یا)، جب ستاروں کی روشنی ماند پڑ جائے گی،

---

* جب پرندہ فضا سے ٹوٹ کر زمین کی طرف تیزی سے گرتا ہے تو اس کو عرب کہتے ہیں "تکدر الطائر" یعنی "پرند نیچے گرا" اسی طرح ستارے اپنی اپنی جگہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے۔ دوسری جگہ یوں فرمایا "وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝" یعنی جب ستارے بکھر بکھر جائیں گے۔" یعنی ان کا نظم و ضبط درہم برہم ہو جائے گا۔ (سورۃ الانفطار آیت ۲ پارہ ۳۰)

* (مفردات امام راغب) *

* دوسری تشریح یہ ہے کہ: "جب پانی مٹیالا ہو جاتا ہے تو اسے مکدر ہونا" کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ: ستاروں کی روشنی مدھم اور بے نور ہو جائے گی۔ * (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے،
وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ اور جب حاملہ اونٹنیوں تک کو اُن کے
حال پر چھوڑ دیا جائے گا (یعنی: اُن تک کی فکر کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔)

آیت ۳ : میں ہے کہ: "پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جائیں گے، اِس لیے کہ وہ قیامت کے دن دُھنکے ہوئے اون کی طرح فضا میں اُڑ رہے ہوں گے، جیسے ذرّے روشن دان میں بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، مگر ہاتھ میں نہیں آتے۔ پہاڑ بھی ایسے ہی بے حقیقت ہو جائیں گے۔

* (فصل الخطاب) *

* یاد رہے کہ قرآن میں قیامت کے مختلف مراحل اور منازل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ ایک منزل تو وہ ہوگی کہ جب زمین کے شدید زلزلوں اور جھٹکوں سے پہاڑ چلنے لگیں گے، اور پھر دوسری منزل وہ ہوگی کہ جب شدید زلزلے پہاڑوں کو گرد و غبار بنا کر ہوا میں اُڑا دیں گے۔ (تفہیم نمونہ)

* آیت ۴ : "عِشار" سے مراد وہ اونٹنیاں ہیں جن کے حمل کا دسواں مہینہ شروع ہو جائے

* (تفسیر صافی) *

* عربوں کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ اونٹ ہوتا تھا، اِس لیے اونٹنی کے پیٹ کے بچے کا عرب بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ مگر قیامت کے دن کی بدحواسی کا حال یہ ہوگا کہ ایسی اونٹنیوں تک کو چھوڑ دیا جائے گا جو عنقریب بچہ جننے والی ہیں۔ گویا ہر شخص جس چیز کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اُس چیز تک سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ قیامت کے دن کی سختی اور وحشت کی وجہ سے۔

* (فصل الخطاب) *

* عربوں کو قیامت کی سختی سمجھانے کے لیے اِس سے بہتر طریقہ ممکن نہ تھا، کیوں کہ عربوں کے نزدیک

www.drhasanrizvi.com

اونٹ ایک بے حد اہم چیز تھا، اِس لیے عاطر اونٹنیوں کی بے حد حفاظت کرتے تھے۔ جب عرب ایسی اونٹنیوں تک سے غافل ہو جائیں تو سمجھ لیجیے کہ کیا پریشانی اور کس قدر گھبراہٹ کا عالم ہوگا ؟
* (تفسیر کبیر۔ مفردات امام راغب، نعیم) * (الامان۔ الحفیظ)

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ اور جب جنگلی جانور تک سمٹ کر ایک جگہ جمع کر دیے جائیں گے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ اور جب سمندروں کو تنور کی طرح بھڑکا کر شعلے نکالے جائیں گے،

آیت ۵: یعنی وحشی جنگلی جانور جو آدمی کے سائے سے بھی بھاگتے ہیں، قیامت کی ہولناکیوں سے اسقدر پریشان ہو جائیں گے کہ شہروں میں آگھسیں گے اور پالتو جانوروں سے مل جائیں گے۔ ایک دفعہ گنگا جمنا میں سیلاب آیا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک چھپر بہتا چلا جا رہا ہے جس پر لوگ بھی بیٹھے ہیں اور سانپ بھی اُسی میں لپٹے ہوئے ہیں، کوئی کسی کو نہیں پوچھتا، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ زیادہ سردی کے زمانے میں بھی بعض درندے شہروں میں گھس آتے ہیں۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۶ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے اِرد گرد جتنے سمندر ہیں، سورج کی گرمی سے آگ بگولا ہو جائیں گے
* (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی) *

"تسجیر" کے عربی میں معنی تنور میں آگ بھڑکانے کے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سمندر آگ سے بھڑک اٹھیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ آکسیجن اور ہائیڈروجن دو ایسی گیسیں ہیں کہ جس وقت یہ دونوں مل جاتی ہیں تو پانی بن جاتا ہے جبکہ اِن میں سے ایک گیس آگ بھڑکانے والی ہے اور دوسری خود ہی

www.drhasanrizvi.com

بھڑک اُٹھنے والی ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ایسی بھڑکنے اور بھڑکانے والی گیسوں کو ملا کر پانی بنا دیا جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اب خدا کا ایک اشارہ دونوں گیسوں کو اُن کی اصل خصوصیت پر لے آئے گا یعنی دونوں گیسیں بھڑکنے اور بھڑکانے لگیں گی جو اُن کی اصلی بنیادی خاصیت ہے۔

* (تفہیم) *

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ اور جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ پھر جب زمین میں زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا،

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کہ کس قصور میں اُس کو قتل کیا گیا؟

---

* آیت کا مطلب یہ ہے کہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جنتیوں کو خیراتٌ حِسَانٌ یعنی خوبصورت، خوب سیرت حوروں سے بیاہ دیا جائے گا رہے دوزخی، اُن کے ساتھ ایک ایک شیطان کر دیا جائے گا۔ یعنی کافروں، منافقوں (ظالموں) کے جوڑے (ساتھی) شیطان بنا دیے جائیں گے جو اُن کو خوب اچھی طرح ستائیں اور پریشان کریں گے۔"

* (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی) *

* "جانیں ملا دی جائیں گی" (۱) یعنی جسم و روح کا تعلق پھر جوڑ دیا جائے گا۔ یہ وہ موقع ہوگا جب انسان دوبارہ زندہ ہوں گے۔ روح اور جسمِ خاکی کو ملا دیا جائے گا۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو اُس کے ساتھ ملا دیا جائے گا جیسا وہ شخص خود ہوگا۔ نیکوں کے ساتھ نیکوں کو ملا دیا جائے گا۔

www.drhasanrizvi.com

اور بد معاشوں کو بد معاشوں کے ساتھ۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔
جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔)
* (تفسیر مجمع البیان، فصل الخطاب۔ بخاری شریف) *

★ آیت: "بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ" (کس قصور میں اُس کو قتل کیا گیا)"

تفسیرِ اہلِ بیتؑ: آیت کے خاص معنی: فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی، تو آپؑ نے فرمایا: "اس سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو ہماری محبت میں قتل کیے گئے تھے۔"
* (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۳۲) *

★ دوسری حدیث میں امام ع نے فرمایا کہ اس بات کا ثبوت آیۂ مودت ہے کہ خدا فرماتا ہے:
"قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" (اے رسولؐ!) کہدو کہ میں تم سے (تبلیغِ دین کی) کوئی اجرت نہیں مانگتا سوا اس کے کہ تم (میرے) قرابتداروں سے محبت کرو۔"
(سورۂ ۴۲ شوریٰ آیت ۲۳ پارہ ۲۵)

★ یہ اس آیت کی تاویل یعنی خاص مطلب ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

آیت کے عام معنی: یہ ہیں کہ عرب اسلام سے پہلے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ جب عورت جننے والی ہوتی تھی تو زمین میں ایک گڑھا کھود دیتے تھے۔ اگر لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اُس کو اُس گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ اسی لیے ایک عرب شاعر کہتا ہے: "میں نے اپنی نوزائیدہ بیٹی کا نام تموت یعنی مرنے والی رکھا۔ اب قبر میری داماد ہے جس نے اُس کو اپنی بغل میں اُتار رکھا ہے۔"
* (تفسیر مجمع البیان) *

اسباب دو وجوہات: (۱) غربت۔ فقر و فاقہ (۲) لوٹ مار میں ڈاکو لڑکیوں کو اُٹھا لے جاتے تھے جس سے سخت بے عزتی ہوتی تھی (۳) جنگوں میں عورتیں گرفتار کر لی جاتی تھیں اور دوسروں کی کنیز بن جاتی تھیں

www.drhasanrizvi.com

اور جنگیں بہت عام تھیں۔

(۴) عورتیں جنگ میں لڑ بھی نہیں سکتی تھیں، اور ڈاکے بھی نہیں ڈال سکتی تھیں۔

(۵) داماد کو بھی وہ اپنے لیے عار سمجھتے تھے۔

خداوندِ عالم نے لڑکیوں کے مارنے کو اسقدر بُرا عمل قرار دیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کے بارے پوچھا جائے گا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خداوندِ عالم کو عورت کو یا کسی بے قصور شخص کو مارنا سخت ناپسند ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ ۵، آیت ۳۲، پ ۶) یعنی: جس نے قتل کر دیا کسی شخص بغیر اِس کے کہ اُس نے کسی کو قتل کیا ہو تو تمام انسانوں کو اُس نے قتل کر دیا۔"

پھر نہ فرمائیں کہ خداوندِ عالم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم اُن لڑکیوں کے قاتلوں سے پوچھیں گے، بلکہ فرمایا کہ: اُن لڑکیوں سے پوچھیں گے جن کو قتل کیا گیا تھا۔ گویا قاتل تو اِس لائق بھی نہیں سمجھے گئے کہ اُن سے پوچھا بھی جائے، وہ تو مرتے ہی واصلِ جہنم ہو چکے۔ خس کم جہاں پاک۔

* (تفسیر نمونہ) *

نوٹ: مگر اِس آیت سے فیملی پلاننگ کو غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اِس لیے کہ حضرت امام علی ابنِ ابیطالبؑ کے سامنے یہ سوال اُٹھایا گیا تھا کہ یہودی عزل کو چھوٹا قتل سمجھتے ہیں (عزل کے معنی مادّہ منویہ کو رحم تک نہ پہنچنے دینا ہوتے ہیں) حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "یہودی غلط کہتے ہیں۔" اس لیے کہ قرآن میں انسان کی تخلیق کے سات مراحل بیان کیے گئے ہیں۔ انسان کا وجود نطفے سے شروع ہوتا ہے، پھر علقہ، مضغہ، خون، جھیجڑا، ہڈی بنتا ہے۔ اور آخر میں فرمایا: ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ "پھر ہم نے اُسے ایک اور چیز بنا دیا۔"

یہاں سے انسان کا وجود انسان بنتا ہے جب اُس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اِس لیے اس سے پہلے وہ انسان نہیں ہوتا۔ اِس لیے اُس کو قتل نہیں کہا جا سکتا۔

* (مطابق فتویٰ تمام مراجع اور سنی علماء) *

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "جو لوگ دنیا میں ظلم و جور سے بے گناہ قتل کیے گئے ہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے کہ اُن کی رگوں سے خون جاری ہوگا، اور مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے ہوگا، اور فریاد کر رہا ہوگا: "مالک! اس سے پوچھا جائے کہ کس جرم میں اس نے مجھے زندگی سے محروم کیا تھا؟"

★ (تفسیر انوار النجف) ★

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ صلا اور جب اعمال کی کتابیں کھول دی جائیں گی۔

★ جس وقت نامۂ اعمال کھولے جائیں گے تو فرمایا جائے گا: "اپنی کتاب پڑھ لے، اب تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لیے کافی ہے۔" گویا نامۂ اعمال اسقدر واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہوگا کہ ہر شخص اپنے آپ سمجھ جائے گا کہ جنتی ہے یا دوزخی ہے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ موت کے وقت انسان کا نامۂ اعمال لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے ہر شخص کے سامنے کھول دیا جائے گا۔ اور ہر شخص کے ہاتھوں میں پکڑا دیا جائے گا۔ (تفسیر کبیر)

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ صلا اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ صلا اور جب جہنم کو خوب دہکایا اور بھڑکایا جائے گا۔

آیت ۱۱: یعنی جو کچھ بھی ہماری نگاہوں سے چھپا ہوا ہے سب ظاہر ہو جائے گا۔ یعنی خدا کی پوشیدہ مخلوق اپنی

www.drhasanrizvi.com

اصلی شکلوں میں سب کے سامنے بے پردہ ہو کر آجائیں گی۔
* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ اور جب جنّت قریب لے آئی جائے گی،
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ تو ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اُس نے کیا لا کر پیش کیا ہے۔

آیت ۱۳ کا مطلب یہ ہے کہ: جس وقت لوگوں کا حساب کتاب ہو رہا ہوگا اُس وقت جنّت بھی سامنے دکھائی دے رہی ہوگی اور جہنّم بھی دہک دہک کر چنگھاڑیں مار رہی ہوگی۔ پھر قرآن نے فرمایا کہ: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ "ایک گروہ جنّت میں جا رہا ہوگا اور ایک گروہ جہنّم میں جا رہا ہوگا۔" (الشوریٰ ۴۲ آیت ۷، پ ۲۵)

پھر خدا کی نظر میں جنّتی لوگوں کا احترام دیکھیے کہ اُن کو زحمت نہیں دی جائے گی کہ جنّت کی طرف جائیں، بلکہ جنّت کو لا کر خود اُن کے قدموں سے ملا دیا جائے گا۔ (سبحان اللہ) قدر دانی اسے کہتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

آیت ۱۴ اعمال کی تجسیم کو بیان کر رہی ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال اپنی اصلی صورت اور شکل میں مجسّم ہوں گے۔ اُن اعمال کی شکلوں ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اچھے اعمال ہیں یا بُرے۔
* (تفسیر نمونہ) *

* یہ آیت اِس قدر دل ہلا دینے والی اس لیے ہے کہ قیامت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے انسان دنیا کے دھوکے میں نہیں آسکتا، اُس کو زندگی کا انجام معلوم ہو جاتا ہے۔ * (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ پس (یہ خیال ٹھیک) نہیں (کہ قرآن کسی دیوانے کی بڑ ہے یا شیطان کا وسوسہ ہے) میں قسم کھاتا ہوں چھپنے والے ستاروں کی۔

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ اور چلنے اور پھر چمک کر چھپ جانے والے ستاروں کی۔

وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رخصت ہو جائے۔

آیت ۱۵ میں "خُنَّس" کے معنی پلٹنے کے ہوتے ہیں جیسا کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا:
"شیطان ہمیشہ خدا کے بندوں کو بہکاتا رہتا ہے" فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَّسَ "مگر جب انسان خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ پلٹ کر بھاگ نکلتا ہے۔"
* (لسان العرب۔ باب خنس) *

* حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "یہ پلٹنے والے ستارے، پانچ ستارے ہیں۔ زُحل، مُشتری، مِرّیخ، زُہرہ، عطارد۔ * (تفسیر مجمع البیان) *

* یہ پانچوں ستارے ایک ساتھ طلوع ہوتے ہیں اور ایک ساتھ غروب ہوتے ہیں۔ آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کے آپس کے فاصلوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ یہ پانچوں ستارے ہمارے نظامِ شمسی کے ارکان ہیں۔ ان کی حرکت کو بھی ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ماہرین نے ان ستاروں کا نام "نجومِ متحیرہ" رکھا ہے کیوں کہ یہ پانچوں ستارے ایک عرصے تک ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں، پھر تھوڑا سا واپس پلٹ آتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

پھر دوبارہ آگے بڑھتے ہیں۔ اس کی وجوہات پر ماہرین میں اختلاف ہے۔

غرض یہ ستارے ہرنوں کی طرح رات میں آسمان کی سیر کرتے ہیں، پھر جس طرح خطرے کے وقت ہرن اپنے غاروں، ٹھکانوں میں چھپ جاتے ہیں یا پیچھے کی طرف لوٹ لوٹ جاتے ہیں، اسی طرح یہ ستارے بھی لوٹ لوٹ جاتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر) *

آیت کا پیغام یہ ہے کہ (۱) انسان کو آسمان کی مخلوقات کی طرف متوجہ کیا جائے تاکہ وہ کائناتِ عالم کی وسعت کو دیکھ کر اُس کے خالق کی عظمت کو سمجھے اور خدا کی اطاعت پر کمرِ ہمت باندھے۔ اجرامِ فلکی خدا کی عظیم تخلیقات ہیں جن کو دیکھ کر انسان کے دل میں خدا کی عظمت کا احساس بیدار ہوتا ہے

(۲) انسان کو بلند نگاہ ہونا چاہیئے اور کائناتِ عالم کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ اُن پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"ایک ساعت خدا کی تخلیقات پر غور و فکر کرنا، ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

* (الکافی) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"عبادت یہ نہیں ہے کہ کثرت سے رکوع و سجود کیے جائیں، بلکہ عبادت یہ ہے کہ خدا کی تخلیقات اور کاموں پر غور و فکر کیا جائے۔"

* (الکافی) *

اس غور و فکر کرنے سے انسان کے دل میں خداوندِ عالم کی عظمت کا احساس بیدار ہوتا ہے جو اصلِ بندگی ہے۔ پھر کائنات کی وسعتوں میں جانے اور اُن کو سمجھنے کا شوق بیدار ہوتا ہے، اور یہی اصلِ شکر ہے۔

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے ∴ ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

* (اقبال) *

www.drhasanrizvi.com

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اور صبح کی (قسم) جب وہ سانس لے۔ (یعنی) جب اُس کی سفیدی ظاہر ہونے لگے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ کہ حقیقتاً یہ (قرآن) ایک صاحبِ عزت پیغام پہنچانے والے کا قول ہے

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ (۲۰) جو بڑی طاقت والا ہے اور عرش کے

مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مالک (خدا) کی بارگاہ میں بلند مرتبے والا بھی ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ جس کے احکامات مانے جاتے ہیں اور پھر وہ امانتدار بھی ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ اور تمہارا رفیق (تمہارا ہم قوم اور ہم قبیلہ رسولؐ) دیوانہ نہیں۔

---

* اِن تمام قسموں کی مناسبت آئندہ کے مضمون سے یہ ہے کہ ان ستاروں کا چلنا، پھرنا، ٹھہرنا لوٹنا، چھپ جانا، ظاہر ہو جانا ایک نمونہ ہے۔ پچھلے انبیاء کرامؑ پر وحی آنے کا، مدت تک اُن کی تعلیمات باقی رہیں۔ پھر لوگوں نے بدل دیں۔ گویا انبیاء کرامؑ کی تعلیمات غائب ہو گئیں۔ پھر صبح نے دم بھرا یعنی جناب محمد مصطفےٰؐ تشریف لائے اور قرآن کی تعلیمات نے ہر چیز کو منور کر دیا۔ گویا پچھلے انبیاء کرامؑ کا نور ستاروں کی طرح تھا اور ہمارے رسولؐ کے نورِ ہدایت کو آفتابِ درخشاں کہنا چاہیئے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۹ "رسولِ کریم" یعنی "محترم پیغام لانے والا" سے مراد جبریلؑ ہیں۔ (تفسیر صافی)

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "میں نے جبریلؑ سے کہا: اے جبرئیل! تمہارے مالک نے تمہاری کیسی اچھی صفت بیان کی ہے"؟ پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی۔

پھر میں نے پوچھا: "جبرئیل! بتاؤ تمہاری قوت کتنی ہے"؟ اور تمہاری امانت کونسی ہے"؟

جبریلؑ نے عرض کی: "میری قوت ایسی ہے کہ میں لوطؑ کی قوم کے شہروں مع مکانات اور مکینوں کے جبکہ ہر شہر میں چار چار لاکھ جنگلی آدمی تھے، سب کو زمین سے اکھاڑ کر اٹھایا اور آسمان سے اتنا قریب لے گیا کہ آسمان والوں نے اُن کے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سُنیں، پھر اُن کو نیچے لاکر اُلٹ کر دے مارا۔ اب رہی میری امانت، تو مجھے خدا کی طرف سے جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے میں فوراً اُس کو پورا کرتا ہوں"۔

* (مجمع البیان) *

* خداوندِ عالم یہ قسمیں کھا کر فرما رہا ہے کہ محمد مصطفےٰؐ نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ جب ستارے چھپ گئے، رات چلی گئی، صبح روشن ہوگئی، اُس وقت کھلے آسمان میں محمدؐ نے خدا کے فرشتے کو دیکھا اِس لیے وہ جو کچھ بیان فرما رہے ہیں، وہ پورے ہوش و حواس کے ساتھ دن کی روشنی میں پیش آنے والے تجربات اور مشاہدات بیان فرما رہے ہیں۔

بزرگ سفیر سے یہاں مراد جبریلؑ ہیں۔ اور کلام اُس کا ہے جس نے جبرئیلؑ کو اپنا پیغام لے جانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ قول کو فرشتے کی طرف اِس لیے منسوب کیا گیا ہے کہ اللہ کا پیغام محمدؐ کے سامنے لانے والے فرشتے نے سنایا، اور لوگوں کے سامنے خدا کا پیغام محمدؐ کی زبان سے ادا ہوا۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم۔ تفسیر نمونہ) *

* مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن حضرت محمد مصطفےٰؐ کا ذاتی کلام نہیں ہے بلکہ جبرئیلؑ امین کا لایا ہوا کلام ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے۔ پھر جبرئیلؑ کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ (۱) وہ

www.drhasanrizvi.com

باعزت پیغام لے جانے والے ہیں۔ (۲) صاحبِ اختیار اور قوت والے ہیں۔ (۳) عرش کے مالک خداوندِ عالم کی بارگاہ میں مقرّب ہیں۔ اِس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ اُن کا مکان خدا کے مکان کے ساتھ ساتھ بنا ہوا ہے۔ کیوں کہ اللہ مکان و زمان کی قیود سے بہت بلند ہے۔
(۴) تمام ملائکہ اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ (۵) جبرئیل خدا کی وحی کے امین ہیں۔

* (تفسیر انوار النجف) *

آیت ۲۰: "ذِیْ قُوَّةٍ"... اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جبرئیلؑ اپنی غیر معمولی طاقتوں کی وجہ سے تمام فرشتوں سے مُمتاز ہیں۔ اِسی لیے جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میں نے دو مرتبہ جبرئیل کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا کہ اُن کی ہستی زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا پر چھائی ہوئی ہے۔"
جناب رسولِ خداؐ نے یہ بھی فرمایا: "میں نے جبرئیلؑ کو اِس شان سے دیکھا کہ اُن کے چھ سو پر تھے۔ * (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مُسند احمد) *

آیت ۲۱: "مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ" (جس کے احکامات مانے جاتے ہیں)
"مُطَاعٍ" جبرئیلؑ کو اِس لیے فرمایا کہ اُن کے احکامات کی تعمیل ہوتی ہے۔ جبرئیل امین کے ماتحت ایک بہت عملہ ہے جو اُن کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کرتا ہے، اور جبرئیلؑ، خدا کے ہر حکم کو فوراً فرشتوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ * (فصل الخطاب) *

* حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا: "رَسُوْلُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ، وَ كِتَابُكَ اَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ" یعنی: "تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے۔ اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے" (یعنی تمہارا خط تمہاری باتوں کو بیان کرتا ہے)

* (نہج البلاغہ و کلمات قصار ۳۰۱) *

* مطلب یہ ہے کہ قرآنِ کریم اللہ کے پاس سے ہم تک دو واسطوں سے پہنچا۔ (۱) وحی لانے والے

www.drhasanrizvi.com

فرشتے جبریلؑ کے ذریعے سے۔ جو رسولِ خداؐ پر قرآن لے کر تشریف لاتے تھے۔

(۲) دوسرے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰؐ کے واسطے سے۔

اب جن واسطوں کے یہ اعلےٰ صفات ہوں، اُن کے لائے اور پہنچائے ہوئے پیغام پر شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ کسی روایت کی صحت اُس کے راوی کی صحت پر منحصر ہوا کرتی ہے، اگر راوی اعلےٰ درجے کا سچا، معتبر، ثقہ، عادل، حافظ، امانتدار، ایماندار ہو، اور جس کا پیغام لایا ہو، اُس کے پاس عزت کے ساتھ رہتا ہو، اُس کی بات بے چون وچرا مانی جاتی ہے۔ یہ تمام اعلےٰ صفات حضرت جبریلؑ میں موجود ہیں۔ وہ خدا کے پاس عزت والے ہیں۔

اب تک تو یہ حال رسولِ ملکی کا تھا، اب اس کے بعد رسولِ بشری کا حال سنایا جائے گا۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۲۲: "وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ" (اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں)

"صاحب" (ساتھی) سے مراد جناب رسولِ خداؐ ہیں۔ اس لفظ کے ذریعے مکّہ والوں کو یہ جتایا جا رہا ہے کہ محمدؐ کوئی اجنبی آدمی نہیں ہیں۔ اُنہی کی قوم و قبیلے کے آدمی ہیں، اُنہی کے درمیان پچاس سال رہے ہیں۔ بچہ بچہ اُن کی شرافت، دیانت اور صداقت کو جانتا ہے۔ اُن کی عقل و ذہانت و صداقت کا کلمہ پڑھتا ہے، پھر تم کو شرم نہیں آتی کہ جان بوجھ کر ایسے آدمی کو مجنون کہہ رہے ہو۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

* بھلا کوئی دیوانہ کبھی معارف و حقائق کو بیان کیا کرتا ہے؟ تم قرآن کو پڑھو، سمجھو اس میں کہیں کوئی دیوانگی کا شائبہ بھی نہ دکھائی دے گا۔ اوّل سے آخر تک عقل و خرد کی باتیں ہوں گی۔ مگر حق دشمنی کا بُرا ہو۔ بقولِ شاعر * (مؤلف) *

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد ∴ جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ اور اُس نے اُس (پیغام لانے والے جبریلؑ) کو کھلی ہوئی واضح روشن فضا میں دیکھا ہے

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اور وہ رسولؐ غیب کی چھپی ہوئی باتوں کے پہنچانے میں کنجوس بھی نہیں ہیں۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ اور یہ (قرآن) کسی دُھتکارے ہوئے شیطان کا قول نہیں ہے

فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ پھر آخر تم لوگ کدھر چلے جا رہے ہو؟

آیت ۲۳: "اُفُق" سے مراد اُفقِ اعلیٰ ہے جہاں جناب رسولِ خداؐ نے معراج کے موقع پر حضرت جبریلؑ کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ سب سے پہلے آپؐ نے آغازِ بعثت میں جبریلؑ کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ اور جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جبریلؑ کے وجود نے تمام شرق و غرب کو ڈھانپ رکھا تھا۔"

* (تفسیر نمونہ، بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد) *

دوسری تفسیر یہ ہے کہ "جناب رسولِ خداؐ نے اُفقِ اعلیٰ پر خداوندِ عالم کا دیدار اپنے شہودِ باطنی سے فرمایا۔"

* (تفسیر نمونہ) *

* آیت ۲۴ کا مطلب یہ ہے کہ: ہمارا رسولؐ دوسرے لوگوں کی طرح اپنا علم دینے میں کنجوسی سے کام نہیں لیتا کیوں کہ ہم نے اُن کو اپنا پیغام پہنچانے کے لیے چُنا ہے۔ بھلا ایسا آدمی اپنے علم کے دینے میں کیوں بخل سے

www.drhasanrizvi.com

کام لے گا جس کے علم کا سرچشمہ خداوندِ عالم کی ذات ہو، جس کا علم لامحدود ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

* خداوندِ عالم اپنے رسولؐ کے بارے میں بتلا رہا ہے کہ اُن کو جو پیغام دیا جاتا ہے، جو احکام و فرائض بتلائے جاتے ہیں، وہ اُن میں سے کوئی بات تم سے نہیں چھپاتے، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر ہر بات اور ہر حکم جوں کا توں لوگوں تک پہنچا دیا کرتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر) *

آیت ۲۵: کافروں سے کہا جا رہا ہے کہ تمہارا یہ سمجھنا کہ (معاذ اللہ) کوئی شیطان ہمارے رسولؐ کو سکھاتا یا پڑھاتا ہے، بالکل غلط ہے۔ بھلا شیطان اتنی اعلیٰ، بلند اخلاق والی تعلیمات کیسے سکھا پڑھا سکتا ہے؟ شیطان کا کام تو گمراہ کرنا ہے، وہ بھلا ہدایت کا کام کیوں کرنے لگا؟

* (تفسیر کبیر۔ فصل الخطاب) *

آیت ۲۶: کیوں کہ قرآن کے مضامین از خود بتلا رہے ہیں کہ یہ شیطان کا کلام نہیں ہے رحمان کا کلام ہے اس میں فلمی باتیں نہیں ہیں، علمی باتیں ہیں، بداخلاقی کی تعلیم نہیں ہے، اعلیٰ ترین اخلاق کی تعلیم ہے حیوانی خواہشات کی تائید نہیں ہے، انسانی اعلیٰ صفات کی ترجمانی ہے۔ اب ایسی کتاب اور ایسی اعلیٰ تعلیمات کو چھوڑ کر تم لوگ کس طرف بہکے چلے جا رہے ہو؟ ایسی واضح علم و عقل کی روشنی سے منھ موڑ کر تم کس جہالت اور سرکشی، ظلم و عدوان کی طرف اپنا رُخ پھیر رہے ہو؟ (تفسیر نمونہ)

* مطلب یہ ہے کہ قرآن ایسی چیز نہیں ہے کہ تم اس سے منھ پھیر لو۔ تم کیوں اتنی اہم چیز سے منھ پھیر رہے ہو۔ قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ کیوں کہ یہی عمل دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ضامن ہے۔ (مؤلف) *

* مطلب یہ ہے کہ قرآن کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو چھوڑ کر، روشن راستے کو چھوڑ کر کدھر بہکے جا رہے ہو۔ [1]

[1] (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾ یہ (قرآن) سارے جہان والوں کے لیے صرف ایک نصیحت ہے۔

لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ ہر اُس شخص کے لیے جو سیدھے راستے پر چلنا چاہے۔

آیت ۲۷ میں بتلایا جارہا ہے کہ قرآن خاص طور پر اُن لوگوں کے لیے سراسر نصیحت، یعنی بھلائی ہی بھلائی ہے، جو سیدھا راستہ چلنا چاہتے ہیں۔ بس ایسے ہی لوگ قرآن کی تعلیمات اور نصیحتوں سے فائدے حاصل کرسکیں گے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* مطلب یہ ہے کہ قرآن ساری نوعِ انسانی کے لیے نصیحت ہے۔ مگر قرآن سے فائدہ صرف وہی شخص اُٹھاسکتا ہے جو خود سیدھا ہونا چاہے، جسے حق بات پسند ہو، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ قرآن سے فائدہ نہیں اُٹھاسکتا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

آیت ۲۸: آیت ۲۷ میں فیضِ الٰہی کی عمومیت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ اب اِس آیت میں قرآن سے فائدہ اُٹھانے کی شرط کو بیان کیا جارہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کا فیض عام ہے، مگر اس سے فائدہ اُٹھانا اُسی وقت ممکن ہے کہ جب انسان پکا ارادہ کرلے کہ وہ قرآن کی نصیحتوں سے نصیحت حاصل کریگا قرآن کی تعلیمات پر عمل کرکے خدا کے عظیم انعامات کا مستحق قرار پائے گا۔ جس طرح خداوندِ عالم نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا تھا: "اِس کتاب (قرآن) میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے، مگر یہ تباہیوں سے بچنے والوں ہی کے لیے سامانِ ہدایت ہے۔"

(سورۃ البقرۃ ابتدائی آیات)

www.drhasanrizvi.com

نتائج و تعلیمات آیت ۲۸ : اس آیت سے پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان اپنے ارادہ اور عمل میں آزاد ہے، خود مختار ہے۔ راہِ حق و باطل کے اختیار کرنے کے سلسلے میں آخری فیصلے کا اختیار خود انسان کو حاصل ہے۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کی تمام بیرونی و اندرونی صلاحیتیں اور توانائیاں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اُسے سیدھے راستے پر چلائیں۔ شیطان اُس کو بہکا کر سیدھے راستے سے ہٹا دیتا ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

★(۳) مسلکِ جبر کے طرفدار اس آیت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، وہ اگلی آیت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ حالاں کہ جبر سے پہلے اختیار کو واضح کیا گیا ہے۔ * (مولف) *

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۱ ۲۹ ۶

اور تم ایسا نہیں چاہو گے، جب تک اللہ نہ چاہے، جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے۔

* پچھلی آیت میں انسان کے اختیار کو بیان کیا گیا تھا۔ اب اس آیت میں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ انسان اپنے اعمال میں نہ مجبور ہے اور نہ سو فیصد آزاد ہے۔ نہ طریقۂ جبر صحیح ہے اور نہ طریقۂ تفویض۔ یعنی یہ کہنا کہ خدا نے سارے اختیارات انسان کو سپرد کر دیے ہیں۔ خدا معطّل ہے اور اب کچھ نہیں کرتا گویا ریٹائر ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ سب خدا کی عطا ہے۔ مگر اس کے بعد ان چیزوں کے استعمال کرنے کا اختیار خود خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے، اور ہم اس کے ذمہ دار ہیں کہ خدا کی عطاؤں کو ٹھیک ٹھیک استعمال کریں۔ یعنی۔ خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کریں۔ خدا کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کریں۔ یہی وہ ذمہ داری ہے جو ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ معاملہ

www.drhasanrizvi.com

جبر و اختیار کے درمیان ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

شانِ نزول آیت ۲۹ جب پچھلی آیت ۲۸ اتری کہ "ان لوگوں کے لیے جو چاہتے ہیں کہ نصیحت حاصل کریں، (قرآن بہترین نصیحت ہے) تو ابوجہل نے کہا: "بڑا اچھا ہوا کہ اب تمام اختیارات ہمیں دے دیے گئے۔" اُسی موقع پر یہ دوسری آیت ۲۹ اُتری، کہ، "اور تم نہیں چاہتے، مگر وہ جو عالمین کا پالنے والا چاہے۔"

* (تفسیر روح المعانی جلد ۳، تفسیر روح البیان) *

* اِس سے معلوم ہوا کہ ایک طرف ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کا اختیار دیا گیا ہے، اور دوسری طرف یہ حقیقت بھی بتلا دی گئی ہے کہ سیدھے راستے پر چلنا خداوندِ عالم کی مدد اور توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اِس لیے ہمیں خدا ہی سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں سیدھی راہ اختیار کرنے میں مدد فرمائے۔ (آمین) * (تفسیر نمونہ) *

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ∴ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

* آیت کا یہ مطلب بھی لکھا گیا ہے کہ: "اے کفارِ مکّہ! تم اُس وقت تک نہیں چاہو گے جب تک اللہ نہ چاہے۔ یعنی۔ جب تک اللہ تم کو مجبور نہ کرے گا، تم ایمان لانے والے نہیں ہو، کیوں کہ تم سخت حق دشمن ہو۔ حالاں کہ خدا کسی کو ایمان لانے اور ٹھیک ہونے پر مجبور نہیں کیا کرتا۔ کیوں کہ خدا کا مقصد تمھاری عقلوں اور اعمال کا امتحان لینا ہے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* دوسری تفسیر یہ ہے کہ اِس آیت کے مصداق محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔ کیوں کہ وہ اللہ کی مشیّت کے محل ہیں۔ یعنی وہ اپنی مرضی (مشیّت) کو خدا کی مرضی (مشیّت) کے تابع رکھتے ہیں۔ اسقدر کہ جو کچھ اللہ چاہتا ہے، وہ بھی وہی چاہتے ہیں۔ یہ اطاعت کا کمال اور عصمت کی منزل ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ نے خود کو اللہ کا اسقدر مطیع بنا لیا ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے خلاف کچھ چاہتے ہی نہیں، سوچتے تک نہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ "مکّی"

آسمان کے پھٹ جانے کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے

"جو شخص سورۃ ۸۲ الانفطار اور سورۃ ۸۴ الانشقاق کو سمجھ کر پڑھتا ہے، نمازِ فریضہ اور نفل نمازوں میں، اور ان کو پڑھتے رہنا اپنا نصب العین بنالے تو کوئی اُس کو خدا سے محجوب (بے پردہ) نہیں کر سکے گا۔"

(یعنی وہ خدا کے خاص جلوے اور انعامات سے کسی طرح محروم نہ رہے گا)
اور کوئی چیز خدا کے اور اُس کے درمیان حائل نہ ہو سکے گی۔ اُس کا تعلق براہِ راست خداوندِ عالم سے ہو جائے گا۔

* (مجمع البیان جلد ۱۰، تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *
(ثواب الاعمال)

مطلب یہ ہے کہ اِن دو سورتوں کو سمجھ کر پڑھنے سے انسان خداوندِ عالم کی ایسی زبردست معرفت حاصل کر لیتا ہے کہ گویا وہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اُسی معرفت کی وجہ سے اُس کا تعلق براہِ راست خداوندِ عالم سے قائم ہو جاتا ہے۔

(مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۱۹

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ

رُکُوْعُھا ۱

آسمان کے پھٹ جانے کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

○ ○

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ جب آسمان پھٹ جائے گا

وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔

آیت ۱ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن خداوندِ عالم کے جلال اور ہیبت کا یہ عالم ہوگا کہ آسمان جیسی عظیم مخلوق تک برداشت نہ کر سکے گی اور سارا آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اس میں دراڑیں پڑ جائیں گی جن سے فرشتے نیچے اُتر رہے ہوں گے۔ * (مؤلف) *

آیت ۲: کا حاصل یہ ہے کہ عالمِ بالا کا نظام درہم ہو جائے گا۔ ہولناک دھماکے سارے کروں کو گھیر لیں گے نظامِ کشش ختم ہو جائے گا، ستارے، سیارے آپس میں ٹکرا ٹکرا کر اِدھر اُدھر بکھر جائیں گے اور اس

www.drhasanrizvi.com

جہانِ فانی کی عمر ختم ہو جائے گی، تمام چیزیں ویران ہو جائیں گی تاکہ آخرت کا جہاں آباد ہو جائے۔
مگر اتنا ضرور سوچنا چاہیئے کہ جب پورا نظامِ عالم تباہ اور بڑے بڑے کرّے اس طرح برباد اور بے حال ہو جائیں گے تو ہم جیسے کمزوروں کا کیا حشر نشر ہو گا۔؟ (الامان الحفیظ)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ (۱) اِس عالمِ فانی کو جاودانی زندگی نہ سمجھ لینا، یہاں اتنا ہی دل لگانا جتنا یہاں اور آخرت کی زندگی کے لیے اتنا ہی انتظام کرنا جتنا وہاں رہنا ہے۔

(۲) دوسرا پیغام یہ ہے کہ اگر قیامت کے دن ان عظیم پریشانیوں سے بچنا ہے تو پھر قیامت کے مالک سے تعلقات درست رکھو یعنی اللہ کے پسندیدہ کام کرو اور ناپسندیدہ کاموں سے بچو۔

* (تفسیر نمونہ) *

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ اور جب قبریں کھول دی جائیں گی،

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ (۵) ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ اُس نے

وَاَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾ کس چیز کو آگے آگے رکھا تھا اور کس چیز کو پسِ پُشت ڈال دیا تھا (یا) ہر شخص کو اُس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا (یعنی اُس کا پورا نامۂ اعمال ترتیب وار اُس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔)

آیت ۳۲-۱۲-۵ : زمین کی اندرونی تہوں میں سمندروں کے نیچے بہت گرم لاوا ہے۔ قیامت کے دن سمندروں کے اندر کی تہیں زلزلوں کی شدت سے پھٹ جائیں گی۔ زمین کے نیچے کا سخت گرم لاوا

www.drhasanrizvi.com

اوپر آکر سمندروں میں داخل ہو جائے گا، جس سے سمندروں میں آگ بھڑک اُٹھے گی۔ اس کے بعد قبروں کو کھولا جائے گا، مردے قبروں سے نکلیں گے اور حساب کتاب ہوگا۔

★ (فصل الخطاب - تفسیر کبیر - تفہیم) ★

★ مردے بڑی تیزی کے ساتھ قبروں سے باہر نکلیں گے اور مقامِ حساب میں آکر کھڑے ہو جائیں گے

★ (تفسیر نمونہ) ★

آیت "مَا قَدَّمَتْ" "جو عمل وہ پہلے کر چکا تھا۔

" مَا أَخَّرَتْ" "یعنی وہ عمل جو بعد میں کیا، وہ سب کا سب عمل تاریخوار اُس کے سامنے آجائے گا۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"انسان کی موت کے بعد اُس کے اعمال کی کتاب بند کر دی جائے گی سوا تین چیزوں کے جس کا اجر اُس کو ملتا رہتا ہے (یعنی اُس کے ثواب میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ (۱) عمارتیں یا مفید چیزیں جو لوگوں کے فائدے کے لیے اُس نے بنائی ہوتی ہیں۔ جیسے کنوئیں، مساجد وغیرہ)

(۲) اچھی سنّت (طریقہ) جسے وہ وجود میں لایا تھا اور اُس کے مرنے کے بعد بھی اُس پر عمل ہوتا رہا ہو

(۳) ایسا نیک بیٹا (یا بیٹی) جو باپ کے گناہوں کی خدا سے معافی طلب کرے۔ (بحار الانوار جلد)

★ دوسری روایت میں ہے کہ (۴) قرآن مجید۔ کنواں۔ درخت۔ پانی اور سنّتِ حسنہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ (بحار الانوار)

★ پیچھے چھوڑے ہوئے اچھے بُرے اعمال ہیں جن پر اُس کے مرنے کے بعد لوگوں نے عمل کیا ہوگا تو وہ مرنے والے کے لیے صدقۂ جاریہ بن جائیں گے۔ یہی حال بُرے اعمال کے نمونوں کا بھی ہوگا۔

★ (تفسیر کبیر) ★

★ یعنی: جو بُرے بھلے کام شروع عمر میں کیے یا آخر عمر میں کیے، اُن کے جو اثرات اپنے پیچھے چھوڑے وہ سب کے سب مل کر اُس وقت ہر شخص کے سامنے آجائیں گے۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص کوئی نیک سنّت جاری کرے گا' اور دوسرے اُس کی پیروی کریں' تو اُس کو اپنے عمل کا اجر تو ملے ہی گا' مگر اُن لوگوں کے عمل کا اجر بھی ملے گا جو اُس کے نیک عمل کی پیروی کریں گے، جبکہ اُن لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ اور جو شخص کوئی بُری سنّت (طریقہ) جاری کرے گا تو جو لوگ اُس کی پیروی کریں گے اُن کے گناہوں کی سزا بھی اُس طریقہ جاری کرنے والے کو ملے گی' بغیر اِس کے کہ پیروی کرنے والوں کی سزا میں کمی ہو۔"

جب رسولِ خداؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو حذیفہؓ نے یہی آیت پڑھی عَلِمَتْ نَفْسٌ.....

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱) "علامہ طبرسیؒ"

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ (۶) اے انسان! تجھے اُس لطف و کرم
بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ (۶) کرنے مالک کے بارے میں آخر کس
چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ (۷) جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے
فَعَدَلَكَ ۙ (۷) سر سے پاؤں تک درست بھی کیا'
اور تیرے اعضاء میں تناسب بھی پیدا کیا۔

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۭ (۸) پھر جس طرح چاہا تیرے اعضاء کو ملا جلا کر
جوڑ جاڑ کر تیری صورت بنا دی۔

آیت ۶ میں: "اے انسان"! کہکر ہر انسان کو خود اُس کے اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی دعوت دی جا رہی ہے تاکہ

www.drhasanrizvi.com

وہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے۔ ہر عمل کے انجام کو سامنے رکھے۔

؎ صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم ۔ کرتی ہے جو ہر نفس اپنے عمل کا حساب

(اقبال) *

انسان خود سوچ سمجھ سے کام لے کہ جو خدا مرنے کے بعد بھی اُس کے بُرے کاموں پر گرفت کر سکتا ہے، انسان کیسے اس کو دفعہ کر سکتا ہے؟ کیسے اُس کی قدرتوں اور سزاؤں کو نظر انداز کر سکتا ہے؟ پھر کیوں انسان دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے اوقات ضائع کر رہا ہے۔ خدا کے درگذر سے اے انسان! تجھے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "انسان کو اُس جہالت اور نادانی نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے۔" (قرطبی۔ مجمع البیان، روح البیان)

(کیوں کہ اللہ اُس کے بُرے کاموں پر فوراً گرفت نہیں کرتا، سزا نہیں دیتا۔)

آیت ۵ کا مطلب یہ ہے کہ: "اے انسان! خدا کے احسانات کا منطقی تقاضا تو یہ تھا کہ تو خدا کا شکریہ ادا کرتا، اِس طرح کہ زبان سے بھی اُس کے احسانات کا اعتراف کرتا اور عمل سے خدا کی اطاعت کرتا، مگر تو دھوکے میں پڑ گیا۔ تجھے اپنے محسن کی نافرمانی کرتے ہوئے کوئی شرم نہ آئی، حالاں کہ تو جو کچھ بھی بنا ہے، خود نہیں بنا، تجھے کسی نے بنایا ہے، تو نے کبھی سوچا کہ تیرا خالق، تیرا محسن ہے، پھر تیرے رب کا کرم یہ ہے کہ تیرے بُرے اعمال کی فوراً سزا نہیں دیتا۔ مگر تو اتنا احمق نکلا کہ اُس کی شانِ کریمی کو اُس کی کمزوری سمجھ بیٹھا، اور تجھے یہ دھوکہ مار گیا کہ خدا کی خدائی میں عدالت اور انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

* اللہ نے تمام صورتوں میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور رکھا ہے، ہر شخص کو الگ الگ شکل و صورت، رنگ و روپ عنایت فرمایا۔ پھر بحیثیت مجموعی، انسان کی شکل تمام جانداروں کی شکل سے بہتر بنائی ہے۔ اگر خدا چاہتا تو، گدھے، کتے وغیرہ کی شکل کا بنا دیتا۔ کون اُسے روک سکتا تھا، مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو سب سے اچھی صورت عطا فرمائی اب ایسے پالنے والے، کرم کرنے والے مالک کے ساتھ یہ سلوک کہ اُس کی باتوں کی تکذیب کی جائے اور اُس کے سامنے اکڑا جائے۔

(شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ (۹) ہرگز نہیں، بلکہ تم لوگ جزاء
بِالدِّينِ ۙ (۹) اور سزا کو جھوٹ سمجھتے ہو۔
وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۙ (۱۰) حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ تم پر تمہارے
اعمال کو محفوظ رکھنے والے نگراں (فرشتے)
مقرر ہیں۔
كِرَامًا كَاتِبِينَ ۙ (۱۱) ایسے صاحبِ عزت لکھنے والے،
يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (۱۲) جو ہر اُس کام کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو

اعمال کی گواہی کے لیے خدا نے پکّا انتظام فرمایا ہے۔

(۱) سب سے پہلے تو خود خدا انسان کے ہر عمل پر گواہ ہے۔ (آل عمران ۳ آیت ۹۸ پ ۴)

(۲) نگراں فرشتے معیّن کیے گئے ہیں۔ جو ہمارے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں۔ (الزمر ۳۹ آیت ۸۰ پ ۲۵)

(۳) ہمارے اپنے اعضاء ہاتھ پیر وغیرہ گواہی دیں گے۔ (القرآن) (سورۃ یٰسٓ ۳۶ آیت ۶۵ پارہ ۲۳)

(۴) ہمارے جسم کی کھال تک ہمارے اعمال کی گواہ ہوگی۔ (القرآن) حٰمٓ السجدہ ۴۱ آیت ۲۲ پارہ ۲۴)

(۵) جس زمین پر انسان جو عمل کرتا ہے، وہ زمین بھی اُس کے عمل پر گواہ ہوگی۔ (سورۃ الزلزال ۹۹ آیت ۴ پارہ ۳۰)

(۶) حدیث میں بتایا گیا ہے کہ: "جس وقت میں ہم عمل کرتے ہیں وہ وقت بھی قیامت کے دن گواہی دے گا۔" ★ (سفینۃ البحار جلد ۲ - مادّہ یوم) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: "خدا کو آخر کیا ضرورت تھی کہ لکھنے والے

www.drhasanrizvi.com

ملائکہ بھی ہم پر مقرر فرما دیے جبکہ اُس کو خود ہمارے سارے راز معلوم ہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے اُن فرشتوں کو اپنے بندوں پر گواہ قرار دیا ہے، تاکہ بندے اُن کی نگرانی کرنے کی وجہ سے زیادہ خدا کی اطاعت کریں، اور خدا کی نافرمانی سے ڈریں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو گناہ کا پکا ارادہ کر لیتے ہیں مگر جب اُنھیں یہ بات یاد آتی ہے کہ فرشتے اُن نگرانی کر رہے ہیں تو وہ گناہ سے رُک جاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نگراں فرشتے ہم سے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں۔ زمین کی بہت سی آفتیں، جن کو ہم موت سے پہلے نہیں دیکھ سکتے، ہم سے ہٹا ہٹا دیتے ہیں۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* پھر ان فرشتوں کو "کریم"، یعنی بزرگ اور محترم اس لئے فرمایا کہ انسان اپنے اعمال پر زیادہ توجہ دے کیوں کہ نگرانی کرنے والا جسقدر بڑا، بزرگ ہوتا ہے، اُسی قدر انسان گناہوں سے رُکتا ہے۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ وہ لکھتے ہیں (کاتبین) یعنی صرف ہمارے گناہوں کو یاد رکھنے پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ پوری پوری باریک بینی کے ساتھ ہر ہر عمل کو لکھتے جاتے ہیں اور کسی بات کو نظر انداز نہیں کرتے۔

پھر فرمایا: یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ تم جو کچھ کرتے ہو اُسے خوب جانتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

* کسی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ "کیا وہ فرشتے ہماری نیتوں سے واقف ہوتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "کیا گندے پانی کے کنویں (گٹر) کی بدبو اور عطر کی خوشبو ایک جیسی ہوتی ہے؟ انسان جب کوئی اچھا کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کا سانس خوشبودار ہو جاتا ہے تو داہنے ہاتھ والا فرشتہ بائیں ہاتھ والے فرشتے سے کہتا ہے کہ اُٹھ کھڑا ہو (اور یہاں سے ہٹ جا) کیوں کہ اِس نے نیک کام کا ارادہ کیا ہے۔ پھر جب وہ آدمی نیک کام انجام دے چکتا ہے تو اُس فرشتے کی زبان اُس کا قلم بن جاتی ہے اور اُس کا لعابِ دہن سیاہی بن جاتا ہے اور وہ فرشتہ اُس کو لکھ لیتا ہے، لیکن جب انسان

www.drhasanrizvi.com

کسی بُرے کام کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے سانس سے بدبو آتی ہے۔ اُس وقت بائیں طرف والا فرشتہ دائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے کہ: "اُٹھ کھڑا ہو۔ کہ اِس نے بُرائی کا ارادہ کیا ہے"۔ جب وہ آدمی گناہ کر ڈالتا ہے تو اُس فرشتے کی زبان قلم بن جاتی ہے اور لعابِ دہن سیاہی بن جاتا ہے اور فرشتہ اُس کے گناہ کو لکھ دیتا ہے۔" ★ (اصولِ کافی جلد ۲) ★

★ یہ بھی فرمایا کہ "جب انسان بُرے کام انجام دے چکتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اِس کے گناہ کو لکھنے میں جلدی نہ کر، شاید اِس کے بعد کوئی نیک کام انجام دے۔ تو اُس کے گناہ پر پردہ ڈال دے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" یعنی: "بیشک نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" ھود ۱۱، آیت ۱۱۴ پ

یا پھر یہ گناہ کرنے والا خدا سے معافی مانگ لے، اور خدا اُس کے گناہ کو معاف کر دے۔" غرض گناہ لکھنے والا فرشتہ سات گھنٹے تک گناہ لکھنے سے رُکا رہتا ہے۔ ★ (اصولِ کافی) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب مومنین کسی محفل میں ایکدوسرے سے باتیں کرتے ہیں تو اعمال لکھنے والے فرشتے ایکدوسرے سے کہتے ہیں کہ ہم اِن سے دور ہو جائیں شاید اِن کا کوئی راز ہو جو خدا نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہو۔" ★ (اصولِ کافی۔ تفسیر نور الثقلین) ★

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کے بندو! جان لو کہ خود تمہارے اپنے اعضاء تم پر نگراں و شاہد مقرر کیے گئے ہیں، اور یہ بھی جان لو کہ سچے اور ٹھیک حساب کرنے والے فرشتے تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں، یہاں تک کہ تمہارے سانسوں کی تعداد تک کو لکھ رہے ہیں نہ رات کی سیاہی تمہیں اُن سے چھپا سکتی ہے اور نہ مضبوط بند دروازے اُن کو تمہارے پاس آنے سے روک سکتے ہیں، اور آج کل سے کسقدر قریب ہے۔" ★ (نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۵۷) ★

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ حقیقتاً نیک لوگ عیش و آرام لذّت و راحت میں ہوں گے۔

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾ اور بیشک بُرے کام کرنے والے جہنّم میں ہوں گے۔

یَصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۱۵﴾ وہ بدلے کے دن اُس میں داخل ہوں گے،

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ﴿۱۶﴾ اور وہ جہنّم سے ہرگز (بھاگ کر) غائب بھی نہ ہوسکیں گے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۷﴾ اور تم کیا جانو کہ وہ بدلے کا دن کیا چیز ہے؟

ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۸﴾ ہاں، پھر سن لو کہ تمھیں کیا خبر کہ وہ بدلے کا دن کیا بلا ہے؟

آیت ۱۳: نیک لوگ جنّت کی نعمتوں میں آرام و راحت سے ہوں گے جہاں اُنھیں ہمیشہ ہمیشہ ہر قسم کی نِت نئی تازہ بہ تازہ، نو بہ نو نعمتیں ملتی ہی رہیں گی، ہر قسم کی لذّت و راحت کا سامان موجود ہوگا نہ وہاں سے نکلنے کا کھٹکا ہوگا، نہ کسی قسم کا رنج و ملال ہوگا۔ (سبحان اللہ) ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

آیت ۱۴: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:
"کوئی مومن ایسا نہیں جس کے دل میں ایک سفید نقطہ (نورانی) نہ ہو۔ مگر جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو

www.drhasanrizvi.com

اُسی سفید نقطے میں سے ایک سیاہ نقطہ نکل آتا ہے۔ اگر مومن نے توبہ کرلی تو وہ سیاہ نقطہ جاتا رہتا ہے اگر مومن اپنے گناہوں میں پڑا رہا تو پھر وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اب جب سفیدی ڈھانپ لی گئی، پھر وہ کبھی نیکی کی طرف نہیں پلٹتا۔ اللہ کے اس ارشاد کا کہ: "ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے، اُسی نے اُن کے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے۔

* (تفسیر صافی بحوالہ کافی، تفسیر عیاشی) *

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

یہ وہ دن ہے کہ کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا، اُس دن فیصلہ کرنے کے سارے اختیارات صرف اللہ کے پاس ہوں گے۔

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "آج اور قیامت کے دن تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں لیکن قیامت کے دن تمام حاکم تباہ و برباد ہو جائیں گے، اور خدا کی حکومت کے علاوہ کوئی حکومت باقی نہ رہے گی۔ * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۵) *

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر شفاعت کیسے ہوگی؟ یاد رہے کہ شفاعت خدا سے کوئی الگ چیز نہیں ہے کوئی شخص اپنے ذاتی بل بوتے پر خدا سے شفاعت نہ کرسکے گا۔ شفاعت خدا ہی کے اذن و اجازت سے ہوگی، اور شفاعت کرنے والے وہی ہوں گے جن کو خدا شفاعت کرنے کی اجازت دے گا اور وہ صرف اُنہی لوگوں کی شفاعت کریں گے جن کی شفاعت کرنے کی خدا اُن کو اجازت دے گا۔ وہ خدا کی رضامندی کے بغیر کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔ فرمایا وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وہ شفاعت نہ کریں گے سوا اس کی جس کی شفاعت کے لیے خدا راضی ہو۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت ۲۸، پارہ ۱۷)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ المطفّفین مکّی

ناپ تول میں دھاندلی کرنے اور ڈنڈی مارنے والوں کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ المطفّفین کو سمجھ کر پڑھے گا، خداوندِ عالم اُس کو جنّت کی خالص شراب سے سیراب فرمائے گا۔"

(تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص اپنی فرض نمازوں میں سورۃ المطفّفین کو پڑھے گا خداوندِ عالم قیامت کے دن اُس کو عذابِ جہنّم سے محفوظ رکھے گا۔" نہ جہنّم کی آگ اُسے دیکھے گی اور نہ وہ جہنّم کی آگ کو دیکھے گا۔"

★ (کتاب ثواب الاعمال۔ تفسیر نور الثقلین) ★

مگر یہ سارے ثواب اُس کے لیے ہیں جو اِن سورتوں کو سمجھ کر پڑھے اور اُن کے مضامین کو اپنے عمل کی تمہید بنائے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۳۶ رُكُوْعُهَا ۱

ناپ تول میں دھاندلی کرنے اور ڈنڈی مارنے والوں کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ (۱) تباہی، بربادی اور (خدا کی) لعنت ہے ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں کے لیے۔

الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ (۲) جو لوگوں سے جب ناپ تول کر (مال) وصول کرتے ہیں، تو پورا پورا وصول کرتے ہیں۔

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ (۳) اور جب خود ناپ تول کر (دوسروں کو مال دیتے ہیں تو انھیں (کم دے کر) نقصان پہنچاتے ہیں

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول آیت ۱ تا ۳: ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ مدینے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اکثر لوگ ڈنڈی مار کر تجارت کرتے ہیں۔ اِس پر خداوندِ عالم نے اِن آیات کو نازل فرمایا۔ اور اِس طرح لوگوں نے کم تولنا چھوڑا۔
(تفسیر مجمع البیان)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "(۱) کسی قوم نے عہد شکنی نہیں کی، مگر خدا نے اُس قوم کے دشمنوں کو اُن پر مسلّط کر دیا۔ (۲) کسی قوم نے حکمِ خدا کے خلاف فیصلہ نہیں دیا، مگر یہ کہ اُس قوم میں فقر و فاقہ پھیل گیا۔ (۳) کسی قوم نے کم نہیں تولا، مگر یہ کہ اُس قوم کی زراعت تباہ ہو گئی اور قحط نے گھیر لیا۔ (۴) کسی قوم نے زکوٰۃ نہ دی تو وہ قوم بارشوں سے محروم ہو گئی۔ (۵) کسی قوم میں فحاشی و بدکاری عام ہوئی تو اُس قوم کی اموات بڑھ گئیں۔
★ (تفسیر کبیر) ★

آیت ۱ میں "وَیْلٌ" کا لفظ: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے قرآن میں "وَیْلٌ" کا لفظ کسی شخص کے لیے استعمال نہیں کیا، مگر یہ کہ اُس کو کافر قرار دیا۔ مثلاً فرمایا: "وَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝" (یعنی) وائے ہو کافروں پر عظیم دن کے مشاہدے سے۔" (سورۃ الریم آیت ۳۷ پارہ ۱۶)

★ رسولِ خداؐ سے مشہور صحابی عبداللہ ابن مسعودؓ نے روایت کی ہے کہ: "نماز ایک معقول پیمانہ ہے جو اس کو پورا پورا تول کر ادا کرے گا، خدا اُس کا اجر مکمل کر دے گا، مگر جو شخص نماز کے پلّے میں کمی کرے گا تو اُس کے بارے میں کم تولنے والوں کا حکم جاری ہو گا۔" ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ (۴) کیا یہ لوگ اِتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے کہ وہ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے؟

www.drhasanrizvi.com

لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ (۵) جو ایک بہت بڑا دن ہوگا۔

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ (۶) جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کے سامنے کھڑے ہوں گے

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ (۷) ہرگز نہیں (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یہ لوگ بغیر حساب کتاب اور سزا کے یوں ہی چھوٹ جائیں) یقیناً بُرے کام کرنے والوں کے اعمال کا رجسٹر قید خانے کے دفتر میں ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ اور تم کیا جانو کہ قید خانے کا رجسٹر کیا چیز (کیا بلا) ہوتا ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ وہ اُس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے لعنت، تباہی اور بربادی ہے

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ (۱۱) جو جزا اور سزا کے دن کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۴: "اَلَا یَظُنُّ" کے بارے میں حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ "اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اُن (کم تولنے والوں) کو یقین نہیں ہے کہ وہ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔"

* (تفسیر بُرہان جلد ۴) *

* نیز آپ نے فرمایا: "ظن" (گمان) دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ظنِ تردید (۲) ظنِ یقین یہاں مراد ظنِ یقین ہے۔ اور قرآن میں جو دنیا کے بارے میں آیا ہے وہ ظن "شک" ہے۔ جہاں بھی "ظن" قیامت کے بارے میں آیا ہے اُس سے مراد ظن یقین ہوتا ہے۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* آیت ۵: "لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ" جو ایک بہت بڑا دن ہوگا۔" روزِ قیامت کو روزِ عظیم اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اُس دن تمام انسانوں اور جنّوں کا حساب کتاب خدا کی عدالت میں لیا جائے گا۔ اور ابدی کامیابیوں اور ناکامیابیوں جیسے بڑے بڑے فیصلے ہوں گے۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

* حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "خدا سے خیر طلب کرو۔ * لوگوں کے ساتھ معاملہ آسان کر کے برکت چاہو۔ * خریداروں کے پاس خود جاؤ * حلم اور بُردباری کو اپنے لیے زینت قرار دو۔ * قسم کھانے سے پرہیز کرو * جھوٹ نہ بولو۔ * ظلم سے بچو۔ * مظلوموں کا حق ظالموں سے لے کر دو۔ * سود کے قریب نہ جاؤ * ترازو اور پیمانوں کے بارے میں پورے پورے انصاف سے کام لو۔ * لوگوں کو کم چیزیں نہ دو۔ اِس طرح زمین پر باعثِ فساد نہ بنو۔

* (کافی باب آداب التجارۃ) *

* مومنین کے لیے بہتر ہے کہ اپنا حق کچھ کم لیں، لوگوں کا حق کچھ زیادہ دیں۔ * (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

* "سِجِّیْنٍ" فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "سجّین" ساتویں زمین کے اوپر ہے اور "علیّین" ساتواں آسمان ہے۔

* (تفسیر نور الثقلین) *

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بندے کا عمل خوشی خوشی آسمان کی طرف لے جاتا ہے تو خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ اسے سجّین میں پھینک دے، اس لیے کہ اس اچھے عمل سے اُس کا مقصد میری رضامندی حاصل کرنا نہ تھا (بلکہ دنیا دکھاوے کے لیے اور نام کے لیے تھا)

★ (تفسیر نور الثقلین) ★

★ معلوم ہوا کہ سجّین جہنّم کی ایک پست جگہ کا نام ہے جہاں بدکاروں کے اعمال نامے جمع ہوتے ہیں۔

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۱۲﴾

(۱۲) اور اُس دن کو نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گذر جانے والا گنہگار ہو،

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ؕ﴿۱۳﴾

(۱۳) کہ جب ہماری آیتیں اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تو وہ کہتا ہے کہ: "یہ تو اگلے زمانے والوں کے من گھڑت قصّے افسانے اور کہانیاں ہیں۔"

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

(۱۴) ہرگز (ایسا) نہیں ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کے دلوں پر اُن کے بُرے کاموں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

★ "رَانَ" سے مراد وہ زنگ ہے جو قیمتی چیزوں پر چڑھ جاتا ہے۔ ★ (مفردات امام راغب) ★

★ مطلب یہ ہے کہ گناہوں اور تکذیبِ قرآن کی وجہ سے اُن کے دلوں پر پردے پڑ گئے اور ان کے دل زنگ آلود

www.drhasanrizvi.com

ہو گئے۔ اس لیے قرآن کی باتیں اُن کی سمجھ میں نہیں آتیں، وہ قرآن کو پرانے لوگوں کی کہانیاں کہہ کر ٹال دیتے ہیں
* (مؤلف) *

* جناب رسولِ خدا صؐ نے فرمایا: "گناہوں کی کثرت انسان کے دل (کی قوتِ فکر) کو برباد کر دیتی ہے"
* (تفسیر درِ منثور جلد ۶) *

* نیز آں حضرتؐ نے فرمایا: "جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اگر توبہ کر لے اور گناہ کرنا عملاً چھوڑ دے تو پھر دوبارہ دل چمکنے لگتا ہے۔ پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو دل کی سیاہی بڑھ جاتی ہے۔ اگر گناہ پر گناہ کرتا ہی رہتا ہے تو یہ سیاہی پورے دل کو گھیر لیتی ہے۔ یہی سیاہی وہ زنگ ہے جسے آیت ۱۴ میں بیان کیا گیا ہے۔ * (تفسیر درِ منثور جلد ۶) *

* نیز حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "علمی مذاکرے کیا کرو، احادیث نقل کرو کہ یہ دلوں کو زندہ کرتی ہیں اور دلوں کے زنگ کو صاف کر دیتی ہیں۔" * (تفسیر نور الثقلین) *

كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾

(۱۵) (اِس لیے اُن کی یہ بات) ہرگز (صحیح) نہیں (اِسی وجہ سے) اُس دن یہ لوگ اپنے پالنے والے مالک سے پردے

---

* "مَحْجُوبُونَ" کی تشریح: حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا: "مَحْجُوبُونَ اِیْ مَحْرُوْمُوْنَ عَنْ ثَوَابِهٖ وَكَرَامَتِهٖ" "وہ لوگ خدا سے محجوب رہیں گے، یعنی خدا کے ثواب اور اعزاز و اکرام سے محروم رہیں گے۔" (مجمع البیان)
* یہی قول حسن بصری اور قتادہ کا بھی ہے۔ * (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس آیت کی یہ تفسیر فرمائی: "اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی مکان میں رہتا ہو اور اس میں چھپ کر بُرے لوگوں سے پردہ کرلے۔
آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے بُرے اعمال کا زنگ اُن کے دلوں پر چڑھ چکا ہوگا وہ لوگ اپنے پالنے والے مالک کے ثواب اور عطیات سے محروم و محجوب رہیں گے۔
★ (تفسیر عیون الاخبار الرضاؑ) ★

رہا سوال دیدارِ الٰہی کا | تو حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے "دعاءِ کمیل" فرمایا: "بالفرض: اے خدا! میں تیری سخت تکلیف دینے والی سزا پر صبر بھی کروں، تو تیرے فراق پر کیسے صبر کرسکوں گا۔"
یہاں وصلِ الٰہی سے مراد جمالِ حق کا مشاہدہ ہے۔ یہ وہ اعلیٰ مقام ہے جس کا ہم تصوّر بھی نہیں کرسکتے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"جس شخص نے کربلا میں جاکر ہمارے جدِّ مظلوم امام حسینؑ (کے روضۂ مبارک) کی زیارت کی، گویا اس نے خداوندِ عالم کو عرشِ الٰہی پر جلوہ افروز دیکھا۔"
★ (مفاتیح الجنان) ★

★ نیز امامؑ نے فرمایا: "ہمارا نور خدا سے اس طرح وابستہ ہے جس طرح سورج کی شعاعیں سورج سے وابستہ ہیں۔ ہمارا نور اللہ کے نور سے ہے۔" (الحدیث)

★ قرآن مجید میں فرمایا: "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" (المائدہ آیت ۱۵ پ ۶)
"یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کھلی ہوئی واضح کتاب آئی ہے۔"
نور سے مراد محمدؐ و آلِ محمدؐ کا علم ہے۔ اس لیے کہ وہ خدا کا نور ہیں۔

★ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے بلکہ خدا کو حقائقِ ایمان کے ساتھ دل کی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔"
(روح) ★ (نہج البلاغہ) ★

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ پھر یہ لوگ یقیناً جہنّم میں جھونک دیے جائیں گے۔

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۱۷) پھر اُن سے کہا جائے گا کہ: "یہ وہی چیز ہے جسے تم جھوٹ سمجھتے تھے۔"

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ (۱۸) ہرگز نہیں (یعنی اُن کا یہ خیال بالکل درست نہیں کہ جزا و سزا کوئی چیز نہیں) بیشک اچھے کام کرنے والے نیک لوگوں کے کاموں کا رجسٹر بلند مرتبہ لوگوں "علیّین" کے دفتر میں ہے۔

"عِلِّيِّيْنَ" "علو" سے ہے۔ یعنی بلندی۔ سِجّین کے برعکس ہے۔ آسمانوں کی بلندیوں پر یہ مقام سدرۃ المنتہیٰ یا عرشِ الٰہی کے پاس ہے۔ جہاں نیک لوگوں کی روحیں اور اُن کے اعمال نامے محفوظ کیے جاتے ہیں۔ وہاں اُن کے پاس مقرّب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ * (مفردات امام راغب) *

* جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "عِلِّيِّيْنَ" سے مراد ساتواں آسمان ہے جو عرشِ خدا کا نچلا حصّہ ہے۔"

* (تفسیر قرطبی جلد ۱۰۔ مجمع البحرین مادہ علو)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ اور تم کیا جانو کہ اونچے اور بلند مرتبہ لوگوں کا رجسٹر کیا (عظیم) چیز ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ وہ بھی ایک کتاب ہے لکھی ہوئی،

www.drhasanrizvi.com

يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿۲۱﴾ جس پر مقرّب فرشتوں کی گواہیاں درج ہیں

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۲۲﴾ حقیقت یہ ہے کہ اچھے اچھے کام کرنے والے لوگ بڑے مزے میں اور نعمتوں میں ہوں گے

عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿۲۳﴾ اونچی اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے ہر چیز دیکھ رہے ہوں گے۔

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿۲۴﴾ (۲۴) تم اُن کے چہروں پر نعمتوں کے لطف ولذّت کی خوشی اور رونق، راحت وسکون کی چمک دمک اور شادابی محسوس کرو گے۔

يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿۲۵﴾ (۲۵) اُنھیں مُہر لگی ہوئی (بوتلوں کی) عمدہ اور نفیس شراب پلائی جارہی ہوگی۔

خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿۲۶﴾ (۲۶) جس پر مُشک کی مُہر لگی ہوگی، (غرض) جو لوگ تیزی سے دوسروں سے آگے بڑھ کر جیت جانا چاہتے ہیں، اُن کو تو بس ایسی ہی چیز کے لیے دوسروں سے آگے بڑھ جانے کی سرتوڑ کوشش کرنی چاہئیں

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲۲ میں "ابرار" سے مراد نیک لوگ * نعیم سے مراد نعمت ہے۔ نکرہ کی شکل میں اس کو اس لیے بیان کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ نعمتیں بہت عظیم ہوں گی جن سے نیک لوگ لطف حاصل کریں گے یہ ایسی نعمتیں ہوں گی جن کی تعریف کرنا ممکن نہیں۔ یہ جنّت کی تمام نعمتوں کی طرف اشارہ ہے۔

* (مفردات امام راغب) *

* "ابرار" "بَر" کی جمع ہے۔ یعنی وسیع فکر و نظر والے، بلند ہمّت، اچھے اعتقاد و عمل والے لوگ جو خداوندِ عالم کے مقرّب ہیں۔ * (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام حسن علیہ السّلام نے فرمایا: "قرآن میں جہاں کہیں بھی "ابرار" آیا ہے خدا کی قسم اس سے مرادِ اوّلین" حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السّلام ہیں"۔

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حسنؑ و حسینؑ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں اور اُن کے والد اُن سے افضل ہیں"۔ نیز فرمایا: "علیؑ جنّت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

نیز فرمایا: فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے اور عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(الحدیث)

آیت ۲۳ میں "اَرَآئِکِ" کے عام معنی تو تکیہ کے ہیں۔ لیکن بعض مفسّرین نے لکھا کہ اس کے معنی

(۱) خوبصورت تخت کے ہیں۔ (۲) خوبصورت پلنگ کے ہیں۔

(۳) بعض نے لکھا کہ فارسی لفظ ارگ سے لیا گیا ہے جس کے معنی قصرِ سلطنت اور قلعے کے ہیں۔

(۴) عرب ماہرین نے لکھا کہ یہ لفظ اراک سے لیا گیا ہے جو مشہور درخت کا نام ہے جس سے تخت اور سائبان بنائے جاتے ہیں۔

* (مفردات، لغت نامہ، برہان قاطع، لسان العرب) *

مطلب یہ ہے کہ جنّتی اپنی مسہریوں پر بیٹھے جنّت کے مناظر سے لطف حاصل کر رہے ہوں گے، اور دیدارِ الٰہی سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہے ہوں گے۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲۶ میں "خِتَام" سے بعض ماہرین نے مراد لیا ہے کہ "ختام" کے معنی خوشبو کے ہیں۔ غرض یہ جنت کی بہترین شراب ہوگی۔ (ابن کثیر)

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "جس مومن نے کسی پیاسے مومن کو ایک گھونٹ پانی پلایا، اللہ اُسے قیامت کے دن "رحیق مختوم" مہر لگی ہوئی خوشبودار خالص شراب پلائے گا۔" اور جس کسی نے کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلایا، خدا اُسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ "اور جس کسی نے ننگے مومن کو لباس پہنایا، خدا اُسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔"
★ (مسند احمد بن حنبل) ★

★ نیز حضور اکرم ؐ نے فرمایا: "یا علیؑ! جو شخص دنیا میں شراب (خمر) کو ترک کرے گا، خدا اُس کو روزِ محشر "رحیقِ مختوم" سے سیراب کرے گا۔"
★ (تفسیر انوار النجف) ★

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ نیز یہ کہ اُس شراب میں تسنیم (جیسی بہت مزیدار چیز کا پانی بھی) ملا ہوگا۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ شراب پئیں گے۔

"تَسْنِيْمٍ" کے معنی بلندی کے ہیں۔ یعنی وہ چشمہ جو بلندی سے بہتا ہوا نیچے آرہا ہے۔ (مفردات امام راغب ۶/۱)

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! جو شخص خدا کی خاطر دنیا کی شراب (خمر) کو ترک کرے گا تو خدا اُس کو جنت کی منضود مہر شدہ شرابِ زُلال سے سیراب کرے گا۔" حضرت علیؑ نے پوچھا کہ: "خدا کے لیے ترک کرنے

www.drhasanrizvi.com

کا کیا مطلب ہے"؟ آں حضرتؑ نے فرمایا: "ہاں، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کے لیے بھی دنیا کی شراب کو چھوڑ دے گا، خدا اُسے بھی "رحیقِ مختوم" سربمہر شراب سے سیراب کرے گا۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

کیوں کہ ایسا آدمی عقلمندوں میں شمار ہوتا ہے اور اولوالالباب یعنی صاحبانِ عقل بھی ابراروں میں شمار ہیں۔ * (تفسیر نمونہ) *

آیت ۲۸۔ تسنیم کی شراب کی حقیقت | یہ ہے کہ تسنیم جنت کی سب سے اعلیٰ شراب کا نام ہے

یہ جنت کا ایک چشمہ ہے جو بلندی سے اتر رہا ہے جسے خدا کے خاص مقرب پئیں گے۔ عام جنتیوں کو جو شراب ملے گی اُس میں تسنیم کی شراب ملادی گئی ہوگی، مگر خالص تسنیم کی شراب جنت کے اعلیٰ ترین افراد پئیں گے۔ اسی لیے تسنیم کا ذکر کرنے کے فوراً بعد فرمایا: "عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ" (یہ وہ چشمہ ہے جس سے (صرف) اللہ کے مقرب بندے پئیں گے۔)

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا (۲۹) رہے مجرم لوگ جو دنیا میں

مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (۲۹) لوگوں پر خوب خوب ہنسا کرتے تھے جو خدا و رسولؐ پر دل سے ایمان لائے تھے۔

وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (۳۰) جب وہ ایماندار لوگ اُن کی طرف سے گذرتے تھے تو وہ (بدمعاش) آنکھ مار مار کر اُن کی طرف اشارے کیا کرتے تھے۔

شانِ نزول آیت ۲۹-۳۰ | ایک دن حضرت امام علیؑ مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ کفارِ مکہ کے قریب سے

www.drhasanrizvi.com

گذر رہے تھے تو وہ لوگ حضرت امام علیؑ اور مومنین پر ہنسنے لگے اور اُن کا مذاق اڑانے لگے۔ اس پر یہ آیات اُتریں جن میں کفارِ مکّہ کی اُس حالتِ زار کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو قیامت میں ہوگی۔

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ - قرطبی - روح المعانی - کشاف - تفسیر کبیر شواہد التنزیل) *

دوسری شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ یہ آیات عمّارِ یاسر، صہیبِ رومی، بلالِ حبشی اور اسی قسم کے دوسرے غریب مومنین کے بارے میں اُتریں، جن کو ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل جیسے قریشی سردار اپنے تمسخر کا نشانہ بناتے تھے اور اُن پر جملے فقرے کستے تھے۔ * (تفسیر نمونہ) *

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾

(۳۱) اور جب وہ (بدمعاش) اپنے گھر والوں کی طرف پلٹتے تھے، تو اُن ایمانداروں کی تفریح لیتے مزے اُڑاتے ہوئے پلٹتے تھے۔

وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾

(۳۲) اور جب اُنھیں دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ "یہ بہکے اور بھٹکے ہوئے گمراہ لوگ ہیں۔"

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾

(۳۳) حالاں کہ وہ (احمق) اُن پر کوئی نگراں یا محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے

www.drhasanrizvi.com

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

(۳۴) تو لو آج وہی ایماندار لوگ کافروں، حق کے منکروں پر ہنس رہے ہیں۔ (۳۵) مسندوں پر بیٹھے ہوئے (ان کی بری حالت کا نقشہ اور تماشا) دیکھ رہے ہیں (۳۶) کیا کافروں یعنی حق کے منکروں، کو اُن کاموں اور حرکتوں کا کوئی ثواب مل گیا؟ جو وہ کیا کرتے تھے۔

ع ۱ ۳۰ ۸

"فَالْيَوْمَ" پس قیامت کے دن جب مومن جنت میں جائیں گے اور کفار دوزخ میں جلیں گے تو مومن بھی کافروں سے مسخری کریں گے اُن کا مذاق اڑائیں گے اور یہ نظارہ وہ اپنے اپنے تختوں مسندوں پر بیٹھ کر دیکھیں گے اور ایکدوسرے سے کہیں گے کہ کفار کو اُن کے کرتوتوں کا بدلہ آج مل رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ هَلْ ثُوِّبَ فرشتوں کا قول ہو یا اللہ کا قول ہو کہ مومنوں سے خطاب کر کے استعمال کیا جائے گا تاکہ مومنوں کی دلجوئی ہو جائے۔ (انوار النجف)

آیت ۳۶ کا مطلب یہ ہے کہ کفار اور ظالم دنیا میں مظلوم اور غریب مسلمانوں کی ہنسی اڑاتے تھے، آج اُن کا حال ایسا ہوگا کہ خود مذاق بن چکے ہوں گے مسلمان اُن کی پچھلی حماقتوں کو یاد کر کر کے خوب خوب ہنس رہے ہوں گے۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ "ثُوِّبَ" کے اصلی معنی کسی چیز کا اپنی پچھلی حالت کی طرف پلٹنا ہوتا ہے۔ ثواب بھی اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے یہ لفظ اچھی بری جزاء دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ★ (مفردات امام راغب) ★

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الاِنشِقَاقِ "مکی"

فضائل ـــــ آسمان کے پھٹ جانے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت ـــــ اور ـــــ خصوصیات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ الانشقاق کی تلاوت کرتا ہے (سمجھ کر پڑھتا ہے) تو وہ قیامت کے دن اُس عظیم مصیبت سے امان میں رہے گا کہ اُس کا نامۂ اعمال اُس کے پیٹھ پیچھے سے بائیں ہاتھ میں نہیں دیا جائے گا۔"

(تفسیر مجمع البیان) از علامہ طبرسیؒ

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص ان دونوں سورتوں (سورۃ الانفطار اور سورۃ الانشقاق) کو نمازِ فریضہ اور نمازِ نافلہ میں پڑھنا اپنا نصب العین بنا لے تو (۱) خدا اُس کی خواہشات کو پورا کر دے گا (۲) اور کوئی چیز اُس کے اور خدا کے درمیان حائل نہ ہوگی۔ (۳) وہ ہمیشہ خدا کی مہربانیوں پر نظر جمائے رکھے گا۔ اور خدا اُس پر نظرِ کرم رکھے گا، یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں گے۔ (کتاب ثواب الاعمال)

★ نیز امام علیہ السلام سے یہ بھی منقول ہے وضعِ حمل میں آسانی کے لیے اس سورۃ کو عورت پر باندھ دیا جائے تو بچہ کی ولادت میں آسانی ہوگی۔ اور وضعِ حمل کے فوراً بعد اس کو کھول لینا چاہیئے۔ اور اگر کسی حیوان پر باندھ دیا جائے تو وہ ہر قسم کی پریشانی اور مصیبت سے محفوظ رہیگا اور اگر گھر کی چار دیواری پر لکھا جائے تو گھر حشرات الارض سے محفوظ رہے گا۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ

اٰیَاتُھَا ۲۵ — رُکُوْعُھَا ۱

آسمان کے پھٹ جانے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ (۱) جب آسمان پھٹ جائے گا

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ (۲) اور اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اُس کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۙ (۳) اور جب زمین کو کھینچ تان کر پھیلا دیا جائے گا۔

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۙ (۴) اور جو کچھ زمین کے اندر ہے وُہ اُسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی۔

www.drhasanrizvi.com

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "جب آسمان پھٹے گا تو ستارے کہکشاؤں سے الگ ہو جائیں گے"
* (تفسیر روح المعانی جلد ۳۰) *

* "اَذِنَتْ" اِذن سے ہے۔ اِذن کے عربی میں صرف یہ معنی نہیں ہیں کہ حکم سنا، بلکہ محاورے میں اس کے معنی ہیں کہ حکم سنا اور فوراً الطاعت کی، اور ذرا سرتابی نہ کی۔
* (مفردات امام راغب) *

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵ اور اپنے پالنے والے مالک کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اُسے ایسا ہی کرنا بھی چاہیئے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ (۶) اے انسان! تو اپنے پالنے والے کی طرف زبردستی کشاں کشاں چلا جا رہا ہے، اور تجھے لازماً اُس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ (۷) پھر جس کے اعمال کی کتاب اُس کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ (۸) اُس کا حساب ہلکا پھلکا بہت آسانی اور جلدی سے ہو جائے گا،

www.drhasanrizvi.com

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ (۹) تو وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جس شخص میں تین صفات موجود ہوں گی خدا اُس کے حساب کو آسان کردے گا اور اُس کو اپنی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے (دوسرے تمام گناہ معاف کرکے) جنّت میں داخل کرے گا۔ (۱) جو اُس کو عطا کرے گا، جو اُسے محروم رکھے گا،
(۲) جو اُس سے صلۂ رحم کرے گا، جو اُس سے قطعِ رحم کرے گا،
(۳) جو اُس کو معاف کرے گا، جو اُس پر ظلم کرے گا۔"
★ (تفسیر مجمع البیان) ★

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ:
"خداوندِ عالم قیامت کے دن بندوں کا حساب اُن کی عقل کی مقدار کے مطابق لے گا جو اُس کو دنیا میں دی گئی تھی، اُسی عقل کے مطابق سخت گیری کرے گا۔"
★ (تفسیر نور الثقلین) ★

★ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ (۱) حساب اُس کا آسان ہوگا جو مومن باعمل ہوگا (۲) جو حقوق الناس کا ادا کرنے والا ہوگا۔ (مؤلف)

★ جس قدر عقل و معرفت سے خدا کی اطاعت کی جاتی ہے، اُسی قدر اُن نیکیوں کا وزن زیادہ ہوتا ہے اِس لیے انسان جسقدر خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے، اُتنی ہی خدا کو اہمیت دیتا ہے، اور جس قدر خدا کو انسان اہمیت دیتا ہے اُسی قدر خدا اُس کو اہمیت دیتا ہے۔ اِسی لیے مومنِ عارف یا مومنِ عاقل کی

www.drhasanrizvi.com

نیکیاں وزنی ہوتی ہیں۔ اُس کی ایک نیکی کم عقل مومن کی نیکی سے کئی کئی گنا زیادہ وزنی ہوتی ہے۔
* (مؤلف) *

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾

(۱۰) اور جس کے اعمال کی کتاب اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے دی جائے گی، (۱۱) تو وہ موت کو پکارے گا (یا) وہ پکارے گا: "ہائے میری تباہی" (۱۲) پھر بھڑکتی دہکتی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾

(۱۳) یہ وہی شخص ہے، جو دنیا میں اپنے گھر والوں میں بڑا خوش، مست و مگن رہا کرتا تھا۔ (۱۴) سمجھتا تھا کہ وہ کبھی خدا کی طرف نہیں پلٹے گا،

* اور جو خدا کی نعمتوں کو اپنے باپ کا مال سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق خدا کی مرضی کے خلاف استعمال کرتے ہیں وہ خدا کی امانت میں خیانت کرتے ہیں، اُن کا حساب کتاب، حشر نشر سختی سے لیا جاتا ہے
(مؤلف)
جیسا کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ "جس کا حساب لیا گیا بس پھر اُس کی خیر نہیں۔"
(الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۴ میں "لَنْ يَّحُوْرَ" "کبھی پلٹ کر نہیں آئے گا"
جناب رسولِ خدا کی دعا ہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ "یعنی۔ اے اللہ! میں آپ سے اِس بات پر پناہ طلب کرتا ہوں کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹ جاؤں، اطاعت کی زندگی شروع کرنے کے بعد گناہوں کی طرف پلٹ جاؤں، خیر کے بعد شر کی طرف لوٹ جاؤں۔" (صحیح مسلم)

بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝١٥ (۱۵) کیوں نہیں (پلٹے گا؟) حقیقتاً اُس کا پالنے والا مالک اُس کو خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا (کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کیا کرتا اور سمجھتا ہے)

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ (۱۶) پس ہرگز نہیں (کہ تم خدا کی طرف نہ پلٹو) میں قسم کھاتا ہوں شفق کی،

وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧ (۱۷) اور قسم کھاتا ہوں رات کی، اور اُس کی بھی جو کچھ کہ وہ سمیٹ لیتی ہے

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ (۱۸) اور قسم کھاتا ہوں چاند کی جب وہ چھوٹا سا رہ جاتا ہے

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا (۱۹) کہ تمھیں ضرور بالضرور، لازمی

معانقہ ۱۷

www.drhasanrizvi.com

عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ طور پر یونہی درجہ بہ درجہ منزلیں طے کرتے ہوئے، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گذرتے چلے جانا ہے۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ تو آخر انھیں کیا ہوگیا ہے کہ وہ (اتنا کچھ دیکھ لینے کے بعد بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو، اور ہماری قدرت اور عظمت کو) دل سے نہیں مان لیتے؟

★ جناب فاطمہ زہراؑ نے اپنے خطبۂ لمہ میں فرمایا:

حمد اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا۔ شکر اُسی کے لیے ہے جس نے ہمیں اچھائی برائی کا الہام فرمایا، اُسی خدا کے لیے ثناء و حمد ہے جس نے خود اپنی طرف سے ہم پر نعمتوں کی بارش فرمانے کی ابتداء کی اور اپنی نعمتیں ہم میں پھیلا دیں۔ حمد اُسی خدا کے لیے ہے کہ جس نے ان تمام نعمتوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا اور اپنی مشیت (مرضی) سے اُن کو جاری و ساری کیا جبکہ اُس کو ان تمام چیزوں کی کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ اُن تمام چیزوں کی صورت گری میں اُس کا اپنا کوئی فائدہ تھا، تاکہ اس کی حکمت ثابت ہو جائے اور تاکہ لوگ (اُس کی قدرتِ کاملہ اور حکمت مطلقہ کو سمجھ کر) اُس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ پھر اُسی خدا نے اپنی اطاعت پر ثواب دینے کو قرار دیا اور اپنی معصیت پر سزا دینا قرار دیا۔"

★ (خطبۂ لمہ حضرت فاطمہ زہراؑ۔ بحار الانوار۔ حیات القلوب وغیرہ)★

اسی حقیقت کو نہ سمجھنے اور نہ ماننے والوں کا حشر خداوندِ عالم نے اِن آیات میں اس طرح فرمایا ہے کہ "وہ موت کو پکارے گا، کیوں کہ بھڑکتی سلگتی جہنّم میں داخل کیا جائے گا، یہ وہی شخص ہے، جو (دنیا میں) اپنے گھر والوں کے ساتھ مست اور خوش رہتا تھا، اُس (احمق) کا خیال تھا کہ وہ کبھی اللہ کی طرف لوٹ کر نہ جائے گا۔

www.drhasanrizvi.com

کیوں اور کیسے نہیں (لوٹ کر جائے گا؟) جبکہ اس کا پالنے والا مالک اُس کو خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا" (کہ وہ کیا کیا بدمعاشیاں کر رہا ہے)؟
(آیات زیرِ نظر)

آیات ۱۶ تا ۲۰ میں خداوندِ عالم نے قسمیں کھا کھا کر فرمایا کہ:

(۱) سورج کے ڈوبنے کے بعد شفق کی سرخی کے آنے کی قسم

(۲) دن کے بعد رات کے آنے جانے کی قسم۔ کیوں کہ رات کو سارے انسان، حیوان، چرند، پرند سمٹ سمٹا کر اپنے گھروں اور آشیانوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

(۳) چاند کی قسم کھائی جو ہلال سے درجہ بہ درجہ مکمّل چاند بنتا چلا جاتا ہے۔

یہ تینوں باتیں اِس بات کی علانیہ گواہی دے رہی ہیں کہ جس دنیا میں انسان رہتا ہے اس میں کہیں ٹھہراؤ نہیں ہے۔ ایک مسلسل تغیّر اور درجہ بہ درجہ تبدیلی دکھائی دے رہی ہے۔ اس لیے کفّار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ موت کی آخری ہچکی کے ساتھ ہی سب کچھ ختم ہو جائے گا

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم۔ تفسیر نمونہ) *

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید ∴ کہ آرہی ہے دمادم صدائے کُن فیکوں
* (اقبال) *

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ (۲۱)

(۲۱) اور جب قرآن (جیسی عظیم چیز کو اُن کے سامنے) پڑھا جاتا ہے، تو سجدہ نہیں کرتے

السجدۃ ۳۲

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ (۲۲) ع

بلکہ حق کے منکر (تو اللہ خدا کو جھوٹا سمجھ کر اُس کی باتوں کو) جھٹلاتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

آیات ۲۱-۲۲ کی تشریح خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "آخر اُن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب قرآن جیسی عظیم مؤثر ترین کتاب اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو یہ سجدہ تک نہیں کرتے؟" یعنی قرآن جیسی اثر انگیز کتاب کو سن کر بھی اُن کے دلوں میں موت، قیامت، آخرت اور خدا کی سزاؤں کا خوف نہیں پیدا ہوتا۔ گویا وہ بالکل بے حس چکنے گھڑے بن چکے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ تفسیر نمونہ) *

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ∴ مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

* (اقبال) *

* اِس آیت کو پڑھ کر یا سن کر سجدہ کرنا رسولِ خدا کے عمل سے ثابت ہے۔

* (مسلم۔ نسائی۔ امام مالک۔ بخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی، ترمذی۔ ابن ماجہ۔ انوار النجف فصل الخطاب) *

* مگر سجدہ سے اصل مراد خدا کی اطاعت کرنا ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

یعنی وہ لوگ خدا کے تمام احکام کی اطاعت کیوں نہیں کرتے؟ رہا یہ کہ اِس آیت کو پڑھ کر سجدہ کیا جائے، یہ اِس مفہوم کا صرف ایک مصداق ہے۔ ائمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام کے نزدیک اِس جگہ سجدہ کرنا واجب نہیں۔ لیکن اہلِ سنّت کے چاروں ائمہ یہاں پر سجدہ کرنا واجب سمجھتے ہیں۔ مگر امام مالک نے لکھا کہ سورۃ ختم کرنے کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے۔

* (تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۱۳۸۲، تفسیر نمونہ) *

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ جو کچھ بھی کہ وہ عمل کر کر کے اپنے نامۂ اعمال میں) جمع کر رہے ہیں، اللہ اُسے خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ تو اُنھیں سخت تکلیف پہنچانے والی سزا کی خوشخبری سنا دیجیئے۔

www.drhasanrizvi.com

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾

سوا اُن لوگوں کے جنھوں نے خدا اور رسولؐ کو دل سے مانا ہے اور اچھے اچھے نیک کام بھی کیے ہیں، اُن کے لیے تو ایسا اجر ہے، جو کبھی ختم ہی نہ ہوگا۔

"اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ": یعنی (۱) ختم نہ ہونے والا اجر، پائیدار اجر، جاودانی اجر۔ (۲) ہر قسم کے نامناسب امور سے پاک اجر۔ جیسے احسان جتا کر دینا۔ مگر زیادہ مناسب اور درست یہ ہے کہ یہ استثنا متصل ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ جو لوگ توبہ کر کے خدا و رسولؐ کو دل سے مان لیں گے اور اس کے ثبوت میں اچھے اچھے کام بھی کریں، اُن سے عذابِ دائمی اُٹھا لیا جائے گا، اور اُن ایسا اجر دیا جائے گا جو دائمی ہوگا۔ اور جس میں کسی قسم کے زوال یا نقصان کا شائبہ تک نہ ہوگا، اور نہ اُن پر احسان جتا کر دیا جائے گا۔

* (تفسیر کبیر۔ مفردات امام راغب۔ تفسیر نمونہ) *

نتائج و تعلیمات

(۱) علامہ طبرسیؒ نے نتیجہ نکالا کہ اس آیت سے انسان کا اختیار ثابت ہو گیا ورنہ خداوندِ عالم کا سجدہ نہ کرنے پر ملامت کرنا کارِ عبث اور بے معنی ہوگا۔ اگر کسی کو کسی کام پر اختیار ہی نہ ہو تو اُس پر اُس کی مذمت کرنا فعلِ عبث، بلکہ معیوب ہے۔ (۲) کفار جس طرح اصولِ دین پر مکلف ہیں، اسی طرح فروعِ دین پر بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ سجدہ کرنا فروعِ دین سے ہے۔ خداوندِ عالم سجدہ نہ کرنے پر اُن کی مذمت فرما رہا ہے۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ مَکّی

مضبوط قلعوں کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا :

"جو شخص سورۃ البروج کو پڑھے گا خداوندِ عالم اُس کو اُن تمام لوگوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں عطا فرمائے گا جو یومِ عرفہ عرفات میں جمع ہوتے ہیں ، نیز اِس سورت کے پڑھنے سے خوف و دہشت ، اور مصائب سے نجات ملتی ہے ۔"

(تفسیر برہان جلد ۴)

رُکُوْعُھَا	سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ مَکِّیَّۃٌ	اٰیَاتُھَا ۲۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا ، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی ،

www.drhasanrizvi.com

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ اور وعدہ کیے ہوئے دن کی قسم ،

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ﴿۳﴾ اور قسم ہے دیکھنے والے کی اور دیکھی جانے والی چیز کی

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ کہ مارے گئے اُس کھڈے کے کھودنے والے

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ (جس میں) خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ جب وہ اُس گڑھے کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

"البروج" علمائے ہیئت کے آسمان کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصّے کا نام بُرج رکھا ہے۔ "بُرج" کے معنی بلند عمارت یا محل کے ہیں۔ اصطلاح میں آسمان پر ستاروں کے جھرمٹوں سے جو ٹوٹی پھوٹی شکلیں بنتی نظر آتی ہیں، اُن میں سے ہر ایک کو بُرج کہتے ہیں۔ کسی کی شکل مینڈھے جیسی بنتی ہے، کسی کی بیل کی سی اور کسی کی بچھو کی سی بنتی ہے وغیرہ، اسی پر اُن لوگوں نے ہر برج کا نام رکھ دیا ہے۔

* (القرآن المبین مولنا امداد کاظمی) *

اُن برجوں کے نام یہ ہے۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان عقرب، قوس، دلو، حوت۔ ہر ماہ سورج ایک برج میں رہتا ہے۔ ان برجوں میں سے پہلے چھ برج دائرۃ الاستواء سے جنوب کی طرف ہیں اور آخری چھ دائرۃ الاستواء کے شمال کی طرف ہیں۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

"شاھد اور مشھود" کے بارے میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اِس آیت میں شاھد (گواہ) سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں اور مشھود (جس کی گواہی دی گئی) سے مراد حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔ ★ (تفسیر صافی بحوالہ کافی اور معانی الاخبار) ★

★ جناب رسولِ خدا نے کئی کئی مرتبہ اور خاصکر یومِ غدیر حضرت امام علیؑ کی ولایت کی گواہی دی اور حضرت امام علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اُن کو اوپر اُٹھا کر فرمایا: "جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؑ بھی اُس کے مولیٰ ہیں۔" (مولانا کاظمی)

★ نیز شاھد و مشھود کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں اور یہ بھی ہے کہ شاھد روزِ جمعہ ہے کہ روزِ جمعہ تمام مومنین کی گواہی دے گا کہ جمعہ کے دن انھوں نے کیا کیا اچھے کام کیے۔ اور روزِ عرفہ (۹ ذی الحج) مشھود اس لیے ہے اس میں تمام لوگ حج کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

★ (مطابق قول امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ و ابنِ عباسؓ، قتادہؒ) ★ (تفسیر کبیر)

★ آیت ۴-۵-۶ (اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ) "خندقوں والے" سے مراد وہ ظالم و جابر بادشاہ ہیں کہ جنھوں نے خندقیں کھود کر اُن میں آگ سلگائی اور مومنین کو آگ میں جلوایا تھا کیوں کہ وہ مومنین اُن بادشاہوں کو خدا کہنے سے انکار کرتے تھے۔ اُن ظالموں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

"اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ" (جب وہ ظالم اُس گڑھے کے چاروں طرف بیٹھے ہوتے تھے)

یعنی: وہ ظالم لوگ آگ کی خندقوں میں مومنین کو جلتا ہوا دیکھنے کے لیے خندقوں کے چاروں طرف بیٹھ کر تماشا دیکھتے تھے۔ قیامت کے روز ساری دنیا اُن ظالموں کو جہنم کی آگ میں جلتا دیکھے گی۔

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ (۷) اور جو وہ (ظالم) ایمانداروں کے ساتھ کر رہے تھے، اُس کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

www.drhasanrizvi.com

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾

(۸) اور اُن کی اُن ایماندار وں سے دشمنی کی اِس کے سوا کوئی اور وجہ نہ تھی، کہ وہ اُس اللہ کو مانتے تھے جو عزّت والا ہے اور خود اپنے زور پر اپنا حکم نافذ کرنے والا اور از خود بغیر کسی کی تعریف کیے لائقِ تعریف بھی ہے۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾

(۹) جو تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے اور وہ خدا ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔ (دیکھنے والا ہے)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾

(۱۰) حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کو دل سے ماننے والے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں پر ظلم و ستم کیا، پھر توبہ بھی نہ کی، اُن کے لیے جلا دینے والی آگ میں جلنے کا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

(۱۱) اور جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کو دل سے مانا ہے اور اچھے اچھے کام بھی کیے ہیں اُن کے لیے

www.drhasanrizvi.com

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ ﴿۱۱﴾

لازمی طور پر جنّتوں کے سرسبز و شاداب گھنے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ ہے بہت ہی بڑی کامیابی۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ ﴿۱۲﴾

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تمہارے مالک کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ ﴿۱۳﴾

وہی پہلے پہل بھی پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ﴿۱۴﴾

اور وہ بڑا معاف کرنے والا بھی ہے اور بڑی محبّت کرنے والا بھی۔

آیت ۱۰ "ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا" "پھر ظالموں نے توبہ بھی نہ کی" مطلب یہ ہے کہ مومنین کو زندہ جلانے والے یہودی، ظالم اگر توبہ نہ کریں۔ یعنی دینِ حق اختیار نہ کریں تو اُن کی سزا جہنم ہوگی لیکن اگر دینِ حق اختیار کرلیں تو پھر فارمولا یہ ہے کہ اسلام قبول کرلینا پہلے والی باتوں کو نظرانداز کردیتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اصل کامیابی دنیا کی ظاہری کامیابی نہیں بلکہ آخرت کی کامیابی ہے۔

* (فصل الخطاب) *

آیت ۱۱: کا پیغام یہ ہے کہ: مومنین وقتی تکلیفوں اور امتحان کی شدّتوں سے نہ گھبرائیں، حقیقی اور بڑی آخری کامیابی مومنین ہی کے لیے ہے اُس کامیابی کے مقابلے میں دنیا کا عیش و آرام بے حقیقت ہے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۲ تا ۱۴ کی تشریح | مطلب یہ ہے کہ ظالموں کو خدا پہلے دنیا میں سزا دیتا ہے اور پھر دوسری مرتبہ آخرت میں" لشدید " زبردست سزا دیتا ہے اور یہ بات خدا کے لیئے کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لیے کہ وہی خدا تو ہے جس نے پہلی مرتبہ آدمی کو پیدا کیا، پھر دوبارہ مرنے کے بعد وہی اُس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ جو پہلی مرتبہ لاشئ سے پیدا کر سکتا ہے تو وہی خدا دوسری مرتبہ پیدا کیوں نہیں کر سکتا؟

پس مجرم، جابر، ظالم اِس دھوکے میں نہ رہیں کہ موت کے بعد پھر ہمیں کون سزا دے سکتا ہے

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* آیت ۱۴ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی صفت قہاری اور سخت گیری بھی زبردست ہے۔ مگر اس کے باوجود اُسی خدا کی محبت ہم سے بیحد بھی ہے۔ وہ معافی مانگنے والوں کی خطائیں معاف کرتا ہے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* خدا بڑا بخشنے والا ہے۔ محبت کرنے والا ہے۔ یہ کہہ کر اُمید دلائی گئی ہے کہ اگر تم گناہوں پر واقعاً شرمندہ ہو کر خدا سے معافی مانگو گے اور اپنی اصلاح کر لو گے تو دامنِ رحمت میں جگہ پاؤ گے۔

پھر "محبت کرنے والا" کہہ کر خداوندِ عالم نے بتا دیا کہ اُس کو اپنے بندوں سے محبت ہے، نفرت نہیں۔

* (تفسیر کبیر تفہیم) *

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿۱۵﴾ عرش (یعنی) پوری کائنات کے تختِ سلطنت کا مالک ہے، اور بہت بڑے مرتبے والا بزرگ ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۱۶﴾ جو چاہتا ہے پورے پورے طور پر کر ڈالنے والا ہے۔

* مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم تمام مخلوقاتِ عالم سے بہت بلند ہے عرش جو سب سے اوپر ہے اُس کا دارالحکومت ہے۔

* (ابن کثیر) *

* مطلب یہ ہے کہ خدا اپنے علم و قدرت اور حکمت کے مطابق جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے، اُس کے ہونے میں دیر نہیں لگتی، نہ کوئی روک سکتا ہے

(شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ کیا تمھیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟

فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ فرعون اور ثمود کے (لشکروں کی)؟

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾ (مگر اس کے باوجود بھی) جو ابدی حقیقتوں کے منکر 'کافر' ہیں وہ (ایسے طاقتور لشکروں کا بُرا انجام دیکھنے کے بعد بھی اپنے تکبّر کی وجہ سے قرآن کو) جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ حالاں کہ اللہ نے اُن کو اُن کے پیچھے سے بھی (چاروں طرف سے) گھیرے میں لے رکھا ہے

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ (اُن کے جھٹلانے سے قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا) بلکہ یہ قرآن بڑے بلند مرتبے والا ہے

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ ع ۱ ۱۰ جو لوحِ محفوظ (یعنی) محفوظ تختی میں (نقش) ہے۔

★ فرعون اور ثمود کی قومیں مادّی اور مالی طور پر بڑی طاقتور تھیں، اُن کے حوالے سے ہر دولتمند طاقتور قوم کو فکر کی دعوت دی جارہی ہے کہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں نہ رہنا، اُن کے تکبر کا انجام دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ ★ (فصل الخطاب) ★

★ بالآخر خدا نے اُن کو اُن کے کفر و ظلم اور سرکشی کی وجہ سے ایسا پکڑا کہ نشانِ عبرت بن گئے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الطارق "مکی"

رات کو ظاہر ہونے والے تارے کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ طارق کی تلاوت کرے گا (سمجھ کر پڑھے گا) آسمان کے ستاروں کی تعداد سے اگنا نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

* (تفسیر انوار النجف) *

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص نمازِ فریضہ میں سورۃ طارق کو پڑھے گا، قیامت کے دن خدا کے نزدیک اُس کا مقام بلند ہوگا اور وہ انبیاء کرام کا ساتھی ہوگا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص سورۃ طارق کو کسی پاک برتن پر لکھ کر اُس کا پانی جس زخم پر ڈالے گا وہ زخم خراب نہ ہوگا۔ اگر کسی چیز پر اس سورۃ کو پڑھا جائے گا تو وہ چیز محفوظ رہے گی۔ اور چیز کا مالک بھی محفوظ رہے گا۔ * (تفسیر برہان) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جس دوا پر اس سورۃ کو پڑھا جائے گا اُس دوا سے مریض کو شفاء ہوگی"

(تفسیر برہان)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُہا ۱۷	سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ	رُکُوْعُہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ قسم ہے آسمان کی، اور رات کو ظاہر ہونے والے (تارے) کی۔

وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو ظاہر ہونے والا تارا کیا چیز ہوتا ہے۔؟

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ وہ چمکتا دمکتا ہوا تارا ہوتا ہے۔

* "طارق" کے معنی اندھیرے میں آنے والا۔ یہ رات کو ظاہر ہونے والے ثریا ستاروں کا نام ہے
* اصل میں یہ لفظ طرق کا اسم فاعل ہے جس کے معنی زور سے ٹکر مارنے کے ہیں۔ اسی لئے ہتھوڑے کو بھی مطرقہ کہتے ہیں۔ اور طریق یعنی راستہ۔ اس کے معنی خیالی صورتوں کے بھی ہیں۔
* (تفسیر روح المعانی۔ لغات القرآن نعمانی) *

www.drhasanrizvi.com

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا (۴) اس کی قسم کہ کوئی سانس لینے والی
عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ (۴) جان ایسی نہیں کہ جس کے اوپر کوئی
نگرانی کرنے والا (یعنی اُس کے اعمال کی حفاظت کرنے والا اور اُن کو لکھنے
والا نہ ہو)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: "تمھارے نزدیک زُحل ستارہ کیسا ہے؟" اُس یمنی شخص نے کہا: "منحوس ہے۔"
امام علیہ السلام نے فرمایا: "خبردار ایسا کبھی نہ کہنا۔ وہ تو حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کا ستارہ ہے اور تمام اوصیاءِ انبیاءؑ کا ستارہ ہے، وہ "نَجْمُ الثَّاقِبُ" ہے۔ اور ثاقب کے معنی طلوع ہونے کی جگہ ہوتے ہیں جو ساتویں آسمان پر ہے۔ مگر اُس کی روشنی تمام آسمانوں سے گذر کر آسمانِ دنیا پر چمکتی ہے۔ اللہ نے اُس کو "نَجْمُ الثَّاقِبُ" فرمایا ہے۔"
★ (تفسیر صافی بحوالہ الخصال) ★

★ "حَافِظٌ" آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو خدا کے مقرر کیے ہوئے فرشتے سیکڑوں بلاؤں سے بچاتے ہیں اور اُس کا عمل بھی لکھتے ہیں۔ ★ (موضح القرآن) ★
★ اس لیے ہر شخص کو قیامت کے دن کی فکر کرنی چاہیئے جب اُس کا اعمال نامہ ظاہر کر دیا جائے گا۔
★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ (۵) تو انسان کم سے کم یہی دیکھ لے کہ
وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔
خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ (۶) وہ ایک اُچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ (۷) جو ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں کے
وَالتَّرَآئِبِ ۝ بیچ میں سے نکلتا ہے۔
اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ (۸) تو جو اتنی پیچیدہ چیزوں کے درمیان سے انسان
کو نکال کر بالکل پہلی دفعہ پیدا کر سکتا ہے تو) یقیناً وہ انسان کو موت کے
بعد دوبارہ) پلٹا کر لانے پر بھی قادر ہے۔

اب آخرت کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے فرمایا کہ: "انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب خود خداوندِ عالم نے دے دیا کہ انسان ایک ٹپکے ہوئے پانی کے قطرے سے پیدا کیا گیا ہے جو صلب اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

★ (تفسیر مراغی۔ تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک دہریے سے دو سوال کیے:

(۱) بتاؤ کیا تم اپنے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھے؟ اُس نے کہا: "نہیں"۔ امامؑ نے پھر پوچھا:
(۲) بتاؤ، پھر تمھیں کس نے بنایا؟" اُس نے کچھ دیر سوچا پھر سینہ پکڑ کر اپنے شاگردوں سے کہا: مجھے یہاں سے اٹھا کر لے چلو، میرے سینے میں درد ہو رہا ہے۔ جب شاگرد اُسے گھر لے گئے تو اُس سے پوچھنے لگے، اُستاد! آپ نے امامؑ کے سوال کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اُس نے کہا: میں کیا جواب دیتا امامؑ نے اپنے سوال سے میرا منھ بند کر دیا تھا۔ اُنھوں نے پہلے مجھ سے یہ پوچھ لیا تھا کہ میں اپنے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھا کہ نہیں؟ اور میں کہہ چکا تھا کہ "نہیں" اب اگر میں یہ کہتا کہ میں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے تو غلط ہوتا کیونکہ میں موجود ہی نہیں تھا۔ اب اگر کہتا ہوں کہ فلانے نے مجھے پیدا کیا تو امام فرماتے بس وہی تمھارا خالق ہے

(الکافی) (اس نے یہ کہا اور مر گیا۔)

www.drhasanrizvi.com

* صلب یعنی پیٹھ یا سخت چیز (امام راغب)
* صلب ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور ترائب سینے کی ہڈیوں (پسلیوں) کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ مرد اور عورت کا مادۂ تولید صلب اور سینے کے درمیانی حصے سے نکلتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ انسان کو اُس پانی سے بنایا جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ جس دن تمام ڈھکی چھپی باتوں کی جانچ پڑتال یا چھان بین کی جائے گی۔

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ اُس وقت انسان کے پاس نہ خود کوئی طاقت ہوگی، اور نہ کوئی اُس کا مددگار ہوگا۔

آیت ۹-۱۰ کی تشریح: معاذ ابن جبل کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسولِ خدا سے سَرَآئِر (رازوں) کے معنی پوچھے تو فرمایا: "تمھارے سرائر تمھارے اپنے اعمال ہیں۔ تمام اعمال کی حقیقت چھپی ہوئی ہے انسان اگر کہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے جبکہ اُس نے نہ پڑھی ہو۔ اور کہے کہ وضو کیا ہے، جبکہ اُس نے وضو نہ کیا ہو۔" * (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر درِ منثور) *

* حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ: "سرائر" چار ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، غسلِ جنابت۔ کیوں کہ کسی کو پتہ نہیں چل سکتا کہ اُس نے نماز پڑھی یا نہیں۔ روزہ رکھا، زکوٰۃ ادا کی، غسلِ جنابت کیا یا نہیں۔ ان سب کو خدا ہی بہتر جانتا ہے پس روزِ قیامت انسان کے ان مخفی رازوں کو منظرِ عام پر لایا جائے گا۔ (انوار النجف)

(آیت: ۱۰)
* قیامت کے دن کوئی مجرم خود اپنی قوت کے بل بوتے پر خود اپنی مدافعت نہ کر سکے گا۔ نہ کوئی حمایتی ہوگا جو اُس کو خدا کی سزا سے بچا سکے گا۔
* (شیخ الاسلام عثمانی۔ انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ قسم ہے آسمان کی جو بارش برسانے والا ہے

وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اور قسم ہے (پودوں کے نکلتے وقت) پھٹ جانے والی زمین کی۔

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ کہ یہ (انسان کا خدا کی طرف پلٹنا) ایک فیصلہ کُن بات ہے۔

وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں،

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ یہ (حق کے منکر لوگ) اپنی اپنی چالیں چل رہے ہیں

وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ اور میں اپنی چال چل رہا ہوں

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ (۱۷) تو اِن حق کے منکر کافروں کو ذرا تھوڑی سی دیر کے لیے (اِن کے حال پر) چھوڑ دیجیے

ع ۱۷ ۱۱

★ "اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ" (یہ ایک فیصلہ کُن بات ہے) یہ جوابِ قسم ہے کہ مجھے آسمان و زمین کی قسم قیامت کا وعدہ فیصلہ شدہ ہے، کہ کفار کو اُس دن کا عذاب بھگتنا ہی پڑے گا، اور یہ کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں ہے۔ اِس کے بعد حضورؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپؐ اِن کفار کو بیشک مہلت دیدیں۔ میں قیامت کے روز اُن کی سرکشیوں کی اُن کو سزا دیدوں گا نیز اِس خطاب سے مبلغینِ اُمت کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ بھی تبلیغ کے راستہ میں مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الاَعلیٰ ۔ "مکّی"

ربِّ اعلیٰ (یعنی) بلند و برتر خدا کے نام سے شروع ہونے والی سورت

(فضائل و خصوصیات)

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) خدا اُس کو ہر ہر اُس حرف کے بدلے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ پر اور قرآن میں نازل ہوا ہے، دس دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔"
* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا:
"جو شخص اپنے فرائض و نوافل میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرے گا، اُس سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جنّت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔" * (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

* حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ کے ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے بیس راتیں حضرت امام علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی، آپؑ نے روزانہ سورۃ الاعلیٰ ہی نماز میں پڑھی۔ آپؑ فرماتے تھے کہ "اگر تم جان لیتے کہ اس سورۃ کی کیا کیا برکتیں ہیں تو تم میں سے ہر شخص اس سورۃ کو دس مرتبہ (روز) پڑھتا، اور جس شخص نے اس سورۃ کو پڑھا، گویا اُس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں کی تلاوت کی۔"
* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

* روایت میں ہے کہ یہ سورۃ جناب رسولِ خدا صلعم کی محبوب سورۃ تھی۔ (تفسیر مجمع البیان)
* روایت میں آتا ہے کہ ہجرت کے موقع پر جو گروہ بھی مکّے سے مدینے آتا تھا، یہی سورۃ مدینے والوں کے سامنے پڑھتا تھا۔ (تفسیر درِ منثور) * حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو حضور اکرمؐ نے حکم دیا کہ اس کو اپنے سجدوں میں قرار دو۔ یعنی سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھو (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ

اٰیاتُھا ۱۹ رُکُوْعُھا ۱

ربِّ اعلےٰ (یعنی بلند و برتر خدا کے نام سے شروع ہونے والی سورت)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ اپنے بلند و برتر، پالنے والے مالک کے نام کی تسبیح کیجئے،

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ جس نے پیدا کیا اور جسم کے اعضاء میں بالکل ٹھیک توازن قائم کیا،

وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ اور جس نے تقدیر مقرر کی، پھر صحیح راستے کی راہ بھی دکھائی۔

وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ اور جس نے نباتات (گھاس پودے) اُگائے،

www.drhasanrizvi.com

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ﴿۵﴾ پھر اُنھیں خشک کر کے کوڑا کرکٹ بنا دیا

آیت ۱ : تسبیح کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو اُن ناموں سے یاد کرو جس کے وہ لائق ہے۔ ایسے ناموں سے خدا کو یاد نہ کیا جائے جو اُس کے لیے موزوں نہیں۔ اِس لیے خدا کے وہی نام استعمال کرنے چاہئیں جو خدا نے اپنے لیے قرآن میں استعمال فرمائے ہیں۔ رہے اللہ کے وہ صفاتی نام جو خالق اور مخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے رؤوف، رحیم، کریم، سمیع بصیر وغیرہ۔ تو ان کو بھی اس طرح استعمال نہ کیا جائے جس طرح یہ نام خدا کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر، مجمع البیان۔ تفہیم) *

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جب یہ آیت پڑھا کرو تو فوراً کہا کرو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی"۔ (تفسیر انوار النجف)

تسبیح کے خاص معنی یہ ہیں کہ خدا کو ہر عیب اور ہر قسم کے نقص سے پاک اور بلند سمجھا جائے اور ہر کمال سے متصف مانا جائے۔ * (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

"فَسَوّٰی" یعنی انسان کو بالکل درست پیدا کیا، سیدھی قامت والا پیدا کیا، جانوروں کی طرح جھکا ہوا نہیں پیدا کیا۔ (تفسیر انوار النجف)

"قَدَّرَ" یعنی ہر چیز کو پیدا کرنے سے پہلے ہی طے کر دیا کہ اُس کو دنیا میں کیا کام کرنا ہے؟ اُس کی شکل کیا ہوگی؟ اُس کی مقدار کیا ہوگی؟ اُس کی صفات کیا ہوں گی، اُس کا مقام کیا ہوگا، کب تک کام کرے گی اور کب ختم ہو جائے گی؟ اس پوری اسکیم بنانے کو تقدیر کہتے ہیں۔ ہر تقدیر ہر چیز کے لیے ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

"فَهَدٰی" پھر ہدایت کی" یعنی خدا نے کسی چیز کو بنا کر یونہی نہیں چھوڑ دیا، جس کام کے لیے بنایا اُس کی ہدایت بھی کی، اسی لیے ہر چیز ٹھیک ٹھیک کام کر رہی ہے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

www.drhasanrizvi.com

" اَخْرَجَ الْمَرْعٰى " " گھاس پودے اُگائے " مطلب یہ ہے کہ خدا کی قدرت کو آنکھوں سے دیکھ لو ہر طرف سرسبز و شاداب نباتات اُگاتا ہے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

" غُثَآءً اَحْوٰى " " خشک کر کے کوڑا کرکٹ بنا دیا "

یعنی تمام نباتات کا لہلہا کر پھر خشک ہو کر سیاہ ہو جانا، اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بھی ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے، ہمارے لیے بھی ایک اختتام ہے، جو موت ہے، اُس کی تیاری اعمالِ صالح بجالا کر کرنا چاہیے۔

* (فصل الخطاب) *

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ﴿۶﴾ ہم آپؐ کو (ایسا) پڑھا دیں گے کہ پھر آپؐ بھولیں گے نہیں،

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ (۷) سوا اُس کے جو اللہ چاہے، اللہ ظاہری الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ؕ﴿۷﴾ باتوں کو بھی جاننے والا ہے اور اُسے بھی جانتا ہے جو چھپا ہوا ہو۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۚ﴿۸﴾ (اس لیے آپؐ فکر نہ کریں) ہم آپؐ کو (قرآن اور آسان شریعت کے پہنچانے میں) آسانی پیدا کر دیں گے۔

آیت ۶ کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! قرآن کا لفظ لفظ آپؐ کے حافظے میں محفوظ ہو جانا اللہ کے فضل و کرم اور توفیقات و امداد سے ہے۔ اللہ چاہے تو اُسے بھلا سکتا ہے۔ یہی بات دوسری جگہ یوں فرمائی: " وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ " یعنی: "اگر ہم چاہیں تو وہ سب کچھ

www.drhasanrizvi.com

تم سے چھین لیں جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو عطا کیا ہے۔" (بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۸۶ پارہ ۱۵)
دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا یہ دعوٰی ہے کہ آپ مستقل طور پر قرآن کے کسی لفظ کو ہرگز نہ بھولیں گے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* علمائے امامیہ کے نزدیک رسول ؐ کے لیے بھولنے کا سوال ہی نہیں۔ اس لیے کہ اگر یہ ممکن ہوتا تو اعتماد ختم ہو جاتا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ لہٰذا آپ نصیحت اور یاد دہانی کرتے رہیئے، اگر نصیحت کرنے اور یاد دہانی سے کوئی فائدہ ہوتا ہو۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ جو شخص (اللہ سے اور آخرت میں اپنے برے انجام سے) ڈرتا ہے، وہی نصیحت قبول کریگا

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ اور جو اس (نصیحت) سے بچنا چاہے گا

الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ وہ انتہائی بدقسمت (انسان) ہوگا۔ جو بہت ہی بڑی آگ میں (جھونکا) جائے گا۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ پھر وہ اس میں نہ تو مر سکے گا اور نہ ہی جی سکے گا۔

آیت ۱۰ کی شانِ نزول

* ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ "جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہ نصیحت قبول کریں گے" یہ آیت

www.drhasanrizvi.com

عبداللہ ابنِ مکتوم کے بارے میں اُتری اور اگلی آیت "وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ..." "لیکن سخت بدقسمت لوگ اس سے دوری اختیار کرتے ہیں" یہ آیت ولید بن مغیرہ، عتبہ بن ربیعہ (اور ان جیسے تمام حق دشمنوں) کے بارے میں اُتری۔
★ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر کشاف تفسیر روح المعانی) ★

★ آخری مطلب یہ ہے کہ اے رسول ؐ! آپؐ کی نصیحت سے عملاً صرف وہی لوگ سبق حاصل کریں گے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوگا، اور ابدی تباہی کا خوف ہوگا۔ اپنی اصلاح اور نجات کا جذبہ ہوگا۔
★ (مؤلف) ★

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ غرض ہر طرح کی بھرپور اور حقیقی کامیابی اُس نے حاصل کی جس نے پاکیزگی اختیار کر لی۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ اور (ہر وقت) اپنے پالنے والے مالک کے نام کو یاد رکھا اور نماز پڑھی

★ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ" "بیشک فلاح پالی جو پاک ہوا" یعنی جن لوگوں نے اپنے نفس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کیا، اور اپنے دلوں کو شرک اور کفر کی گندگی سے پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔" ★ (مؤلف) ★

★ جناب امیرالمومنین ؑ نے فرمایا: "(۱) جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے خدا اُس کے ظاہر کی اصلاح کرتا ہے، (۲) جو اپنے دین کے لیے کام کرتا ہے، خدا اُس کی دنیا کے لیے کفایت کرتا ہے (۳) جو اپنے اور اپنے خدا کے درمیان اصلاح کر لیتا ہے خدا اُس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کر دیتا ہے۔ (نہج البلاغۃ، کلماتِ قصار الحکم، از گفتار پیشین)

آیت ۱۴: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ: "یہ آیت اُس شخص کے لیے بھی ہے جس نے عید کے دن فطرہ نکالا۔" ★ (من لا یحضرہ الفقیہ) ★

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۵ : اللہ کو یاد کرنے سے مراد زبان سے بھی اللہ کو یاد کرنا ہے، دل سے بھی یاد کرنا ہے اور اصل یاد کرنا خدا کی اطاعت کرنا اور گناہوں سے بچتے رہنا ہے۔ اور نماز پڑھنا ہے * (مؤلف) *

باقاعدہ نماز پڑھنا اِس بات کا اعلان ہے کہ انسان ہر وقت خدا کی اطاعت کے لیے عملاً تیار ہے۔ اِس آیت میں اللہ کو یاد کرنے کا بھی حکم ہے اور نماز پڑھنے کا بھی۔ اِسی لیے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ:

"نماز کو اللہ اکبر سے شروع کرو اور اللہ اکبر پر ختم کرو۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ جناب رسولِ خدا نے جو نماز کا طریقہ ہمیں سکھایا ہے وہ بھی اشارات و احکاماتِ قرآن پر مبنی ہے، مگر اللہ کے رسول کے سوا اشارات کو جمع کر کے کوئی شخص نماز کی ہیئت کو نہیں بتا سکتا تھا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

★ اللہ نے قرآن میں فرمایا: "اور نماز قائم کرو مجھے یاد کرنے کے لیے۔" وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ طٰہٰ ع ۲ آیت ۱۴ پ ۱۶

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ (۱۶) مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو،

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (۱۷) حالاں کہ آخرت بہتر بھی ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی بھی۔

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ (۱۸) حقیقتاً یہی بات پہلے آنے والی کتابوں میں بھی کہی گئی تھی،

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (۱۹) یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں۔

ع ۱ ۱۹ ۱۲

★ آیت ۱۶-۱۷ : کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو ساری کی ساری فکر صرف دنیا کی راحت، لذت اور فائدے

www.drhasanrizvi.com

حاصل کرنے کی نہیں ہونی چاہیئے۔ تم یہ نہ سمجھو کہ بس جو دنیا میں مل گیا وہی اصل فائدہ ہے' اور جو چیز دنیا میں نہ ملی وہ اصل نقصان ہے۔ آخرت کی زندگی دو طرح سے قابلِ ترجیح ہے:

(۱) آخرت کی لذتیں' راحتیں دنیا کی لذتوں' راحتوں اور نعمتوں سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ ہیں۔

(۲) دنیا فانی ہے اور آخرت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ" دنیا کی بیحد محبت ہی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔" * (تفسیر نور الثقلین بروایات امام زین العابدینؑ و امام جعفر صادقؑ) *

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "خدا اور رسولِ خداؐ کی معرفت کے بعد دنیا سے بغض (نفرت) سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ دنیا سے محبت کرنے کے بہت سے شعبے ہیں۔ سب سے پہلی چیز کبر ہے۔ تکبر وہ پہلی چیز ہے جس کی وجہ سے خدا کی نافرمانی ہوئی اور وہ ابلیس کی نافرمانی تھی۔"

امام نے فرمایا: "تکبر کے بعد حرص ہے جو حضرت آدم و حوّا کے ترکِ اولیٰ کا سبب بنی۔ پھر یہی حرص حضرت آدمؑ کی اولاد کے لیے قیامت تک باقی رہ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر جو چیزیں انسان طلب کرتا ہے اُن کی اُس کو ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد حسد تھا (جو حبِ دنیا کی علامت ہے) جس کی وجہ سے حضرت آدمؑ کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ پھر دنیا کی محبت کے شعبوں میں عورتوں کی محبت بھی ہے، حکومت' حاصل کرنا' راحت و آرام' عیش و عشرت کرنے کی محبت ہے۔ ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا' دوسروں پر برتری حاصل کرنا' بے حد دولت کمانے اور جمع کرنے کی محبت ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

★ حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے کہ میں جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا کہ اللہ نے کل کتنی کتابیں نازل فرمائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ایک سو چار کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت آدمؑ پر دس صحیفے، حضرت شعیبؑ پر پچاس، حضرت ادریسؑ پر تیس صحیفے۔ انہوں نے لکھنا ایجاد کیا۔ حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے (کل اکسو صحیفے ہیں) اور چار کتابیں ہیں:

تورات[۱]، انجیل[۲]، زبور[۳] اور قرآن[۴]۔ * (مجمع البیان۔ انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

★ تفسیر برہان میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضور اکرمؐ سے متعدد سوالات کیے اُن میں یہ بھی ہیں:

۱۔ ابوذرؓ نے دریافت کیا: تحیۂ مسجد کیا چیز ہے۔؟ فرمایا: دو رکعت نماز (داخلِ مسجد)

۲۔ نماز کیا ہے؟ فرمایا: (اللہ کی عبادت ہے) یا اچھا موضوع ہے کوئی تھوڑی پڑھے یا زیادہ

۳۔ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا اور جہاد کرنا۔

۴۔ رات کا کونسا حصّہ افضل ہے؟ فرمایا: پچھلی رات کا حصّہ

۵۔ صدقہ کونسا افضل ہے؟ فرمایا: کم سے کم جس قدر دے سکے مستحق کو پوشیدہ کرکے دیدے۔

۶۔ روزہ کیا ہے؟ ایسا فرض ہے جس کا اجر اللہ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔

۷۔ کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو۔ اور اہلِ خانہ کو محبوب ہو۔

۸۔ کونسا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: جس میں اُس کی سواری بھی کام آجائے اور اُس کا خون بھی گرایا جائے۔

۹۔ آپؐ پر سب سے عظیم کونسی آیت اُتری ہے؟ فرمایا: آیۃ الکرسی۔ پھر فرمایا: اے ابوذر! تمام آسمان کرسی کے اندر اس طرح ہیں جس طرح ایک وسیع جنگل میں ہاتھ کا چھلّا پڑا ہو، اور عرش کی کرسی سے وہی نسبت ہے جو باقی آسمانوں کو کرسی سے ہے۔"

نیز صحف ابراہیمؑ میں یہ بات بھی ہے کہ: "عقلمند آدمی کو اپنے اوقات تقسیم کرنے چاہئیں۔ ایک گھنٹہ اللہ کی عبادت کے لیے۔ ایک گھنٹہ اللہ کی نعمات و مصنوعات پر غور و فکر کے لیے۔ ایک گھنٹہ اللہ کی حلال کردہ نعمات سے لذّت اندوز ہونے کے لیے۔ اور یہ گھنٹہ سابق پروگرام کا بھی معاون ثابت ہوگا۔

★ پھر آپؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا: "تقویٰ اختیار کرو، یہ زادِ راہِ آخرت سب سے بہتر ہے۔ خاموش رہا کرو، کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے، اور دین کے معاملے میں بہتر معاون ہے۔ بہت نہ ہنسو، کیونکہ اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔ مساکین سے محبّت کیا کرو، اور اُن کی صحبت اختیار کرو۔ حق بات کہو اگرچہ تلخ ہو (کسی کو بُری لگے) پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! حق بات کہو اور اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کرو۔ (الحدیث)

★ (انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الغاشیۃ "مکّی"

چھا جانے والی بلا اور آفت کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات

★ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ الغاشیۃ کی تلاوت کرے گا (سمجھ کر پڑھے گا) خداوندِ عالم بروزِ قیامت اُس کا حساب آسان کر دے گا۔"
★ (تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص واجب اور سنّت نمازوں میں سورۃ الغاشیۃ کو پڑھے گا خداوندِ عالم دنیا اور آخرت میں اُسے اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔" ★ (تفسیر نمونہ) ★

★ اور قیامت کے دن اُس کو عذابِ جہنّم سے امان دے گا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر یہ سورۃ کسی بچّے پر پڑھ دی جائے، خواہ وہ بچّہ انسان کا ہو یا حیوان کا ہو، وہ روتا یا ڈرتا ہو، تو اُس کو سکون آجائے گا
★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اگر یہ سورۃ درد بھری داڑھ (دانت) پر پڑھ دی جائے تو درد رُک جائے گا۔ اور اُس کے بد اثرات زائل اور ختم ہو جائیں گے۔"
★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۲۶

سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ

رُکُوْعُھا ۱

چھاجانے والی بلا اور آفت کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

ھَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ۝۱ (۱) کیا تمھیں اُس چھاجانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے،

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ (۲) اُس دن کچھ چہرے تو ڈرے اور سہمے ہوئے ہوں گے،

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ (۳) سخت کام، محنت اور مشقت کرتے ہوئے تھک تھک جاتے ہوں گے،

تَصْلٰى نَارًا حَامِیَةً ۝۴ (۴) شدید آگ میں جھلس رہے ہوں گے،

www.drhasanrizvi.com

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥ اوپر سے انھیں ایک شدید گرم چشمے کا کھولتا ہوا پانی (زبردستی) پلایا جائے گا،

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝٦ (۶) کانٹوں بھری سوکھی گھاس کے سوا انھیں کچھ کھانے کو نہ دیا جائے گا،

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧ (۷) جو نہ موٹا کرے گی اور نہ بھوک کی تکلیف کو دور کرے گی۔

★ آیت ۱: "الغاشیة" سے مراد قیامت ہے۔ اس لیے کہ اُس کی ہولناکیاں تمام مخلوقاتِ عالم کو ڈھانپ لیں گی۔ ★ (مفردات امام راغب، تفسیر نمونہ) ★

★ آیت ۲: "کچھ چہرے خوف زدہ ہوں گے" کافروں، بدکاروں کے چہرے بُرے کاموں کی وجہ سے قیامت کے دن (ندامت) کی وجہ سے جھکے ہوئے، ذلیل ہوں گے، کیوں کہ اب وہ اپنے سامنے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جہنّم کی سزا کو دیکھ رہے ہوں اور سمجھ لیں گے کہ یہ اُنہی کے لیے بھڑکائی گئی ہے۔ ★ (مؤلف) ★

آیت ۳: "محنت کر کے تھکے ہوئے ہوں گے"۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اہلِ کفر و شرک، اہلِ باطل، بدعتی، اپنی ایجاد کردہ عبادتوں، ریاضتوں میں دنیا میں خوب محنت کر کے تھکے ہوئے ہوں گے، مگر کیوں کہ اُن کے اعمال غلط تھے یا نیتیں دنیا طلبی کے سوا کچھ نہ تھیں، جو حق سے عداوت رکھتے تھے، وہاں اُن کے تمام اعمال اور محنتیں بیکار ثابت ہوں گی۔۔۔ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ: "ہم اہلِ بیتِ رسول ؐ

www.drhasanrizvi.com

سے عداوت رکھنے والے (ناصبی) خواہ کسی قدر بھی عبادتیں کریں، وہ بھی اِس آیت کے مصداق ہیں۔"
(تفسیر انوار النجف)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص ستّر سال جہاد کرے، کوہِ ابوقبیس کی برابر راہِ خدا میں سونا دے، ہر روز روزہ رکھے، ہر رات جاگ کر عبادت کرے، کوہِ مروہ اور صفا کے درمیان قتل ہو جائے، لیکن اگر علی ابنِ ابی طالبؑ کی محبّت نہ رکھتا ہو، تو وہ جنّت کی بُو بھی نہ سونگھ سکے گا۔" (الحدیث)
(ینابیع المودّۃ)

★ آیت ۵: جہنّمیوں کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا: جس کو منہ لگاتے ہی ہونٹ کباب ہو جائیں گے اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل پڑیں گی، پھر وہ درست ہو جائیں گی پس اسی طرح ہمیشہ کی زندگی گذرے گی۔
(الامان۔ الحفیظ) (شیخ الاسلام عثمانی)

★ آیت ۶: "ضَرِیْعٌ" ایک کانٹے دار درخت ہے، جو دوزخ کی تہ سے اُگتا ہے، ایلوے سے زیادہ تلخ، مردار سے زیادہ بدبودار، اُس کی گرمی جہنّم کی آگ سے بھی زیادہ ہوگی۔ جب دوزخی بھوک کے عذاب سے بلبلائیں گے اور چلّائیں گے تو اُن کو یہ غذا کھانے کو دی جائے گی، (جس سے نہ بھوک کی تکلیف دور ہوگی اور نہ اُس سے پیٹ بھرے گا۔) ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اگر ضریع" کا ایک قطرہ دنیا کے پانی میں آگرے تو دنیا والے اُس کی بدبو سے مر جائیں۔" (تفسیر قمی) ★

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ (۸) اُس دن کچھ چہرے بارونق، خوش و خرّم تر و تازہ، ہشّاش بشّاش ہوں گے،
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ (۹) اپنی دنیا کی کوششوں سے خوش ہوں گے،
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ (۱۰) بلند مقام جنّت کے گھنے باغ میں (ہوں گے)

www.drhasanrizvi.com

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ جس میں وہ کسی قسم کی بیہودہ تکلیف دینے والی کوئی بات تک نہ سنیں گے

فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ اُس میں ایک چشمہ بھی بہ رہا ہوگا، وقف لازم

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ جس کے اندر اونچے اونچے تخت اور مسندیں بچھی ہوں گی

وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ اور شراب کے جام و ساغر رکھے ہوں گے،

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ اور گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی،

وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ اور طرح طرح کے عمدہ اور نفیس فرش بچھے ہوں گے۔

آیت ۸ میں فرمایا: "وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ" (کچھ چہرے اُس دن ہشاش بشاش ہوں گے) یعنی اُن چہروں پر پروردگارِ عالم کی نعمتوں کا اثر ظاہر ہوگا۔ اور وہ اپنی اچھی کوششوں پر راضی ہوں گے

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک دن منبرِ رسولؐ اور قبرِ رسولؐ کے درمیان اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے: (اے میرے دوستو!) میں تمہاری ارواح اور تمہاری اچھی شہرت کو محبوب رکھتا ہوں، پس تقویٰ (خدا کی ناراضگی کے خوف والی زندگی) اختیار کرکے، اور اجتہاد (کوششِ جمیلہ) کے ذریعہ ہماری مدد کرو۔ یاد رکھو کہ ہماری ولایت، تقویٰ و اجتہاد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، اور تم میں جو بھی کسی کو اپنا امام سمجھے اُسے چاہیئے کہ اُس کی پیروی کرے (ہم کیونکہ اپنا امام

www.drhasanrizvi.com

ائمہ اہلِ بیتؑ کو سمجھتے ہیں اِس لئے ہمیں اُن ہی کی عملاً پیروی کرنی چاہیئے) (اے ہمارے دوستو! تم لوگ اللہ کے گروہ ہو، اللہ کے مددگار ہو، تم السّابقون الاوّلون ہو، کیوں کہ دنیا میں ہماری ولایت کی طرف تم نے سبقت کی، اور آخرت میں جنّت کی طرف سبقت کروگے۔ (سنو!) میں اللہ اور رسول اللہ کی جانب سے تمھاری جنّت کا ضامن ہوں، تم پاکیزہ لوگ ہو، اور تمھاری عورتیں بھی پاکیزہ ہیں، ہر مومنہ عورت حُور ہے، اور ہر مومن مرد صدّیق ہے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا: "تم کو خوشخبری ہو کہ جناب رسولِ کریمؐ تمام اُمّت میں سے صرف شیعوں پر ہی راضی ہو کر گئے ہیں۔

یاد رکھو! ہر شئے کے لیے عروہ (مضبوط رسّی، سہارا) ہوتا ہے، اور دین کا عروہ شیعہ ہیں (ہمارے سچّے پیروکار ہی) ہر شئے کے لیے شرف ہوتا ہے، اور دین کا شرف شیعہ ہیں، ہر شئے کے لیے سردار ہوتا ہے اور مجالس کی سردار شیعہ کی مجالس ہیں۔ اِسی طرح ہر شئے کا امام ہوتا ہے اور زمینوں کی امام وہ زمین ہے جس میں شیعہ آباد ہوں، اور ہر شئے کی خواہش ہوتی ہے اور دنیا کی خواہش شیعوں کی آبادی سے پوری ہوتی ہے۔ (اے ہمارے محبّو!) جنّت میں تمھارے مخالفین کا کوئی حصّہ نہیں، خواہ کسی قدر بھی نیک اعمال کیوں نہ بجالائیں، وہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ کے مصداق ہیں یعنی سخت محنت کے باوجود جنّت سے محروم ہوں گے۔" اور اہلِ بیتؑ کی روایات کے مطابق وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ آلِ محمدؐ کے شیعوں کے حق میں ہے۔

* (تفسیر برہان بروایت ابنِ بابویہ کی بشارت الشیعہ۔ انوار النجف) *

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ (۱۷) (مگر جو لوگ آخرت اور خدا کی قدرت کو نہیں مانتے)

كَيْفَ خُلِقَتْ (۱۷) دقعہ تو کیا وہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے اور کیوں کر پیدا کیے گئے ہیں۔ ؟

(جن کی کوئی کل سیدھی ہی نہیں ہے۔ اس پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ دقفہ اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اُٹھایا (بلند کیا) گیا ہے ؟

وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ دقفہ اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے ہیں ؟

وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ دقفہ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیوں کر بچھائی گئی ہے ؟

(غور و فکر تو کرو کہ کیا یہ ساری عجیب و غریب چیزیں بنانے والا خدا جنت کی نعمتوں کو نہیں بنا سکتا)

★ اِن آیات میں دعوتِ فکر و نظر دی گئی ہے جو ایمان کا سرچشمہ ہے۔ کیوں کہ اوّلین مخاطب عرب تھے اِس لیے سب سے پہلے اونٹ پر غور کرنے کی دعوت دی، اونٹ ایسا جانور ہے کہ اس کے بال، کھال، گوشت، دودھ سے بھی عرب فائدے حاصل کرتے تھے اور بار برداری کے بھی کام آتا ہے، لمبے سفر کر سکتا ہے، اِس کی غذا سستی ہے اسقدر قوی ہونے کے باوجود مطیع ہے، تم اونٹ کی خصوصیات اور تخلیق پر غور کرو تا کہ خالق کا کمال سمجھ میں آسکے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

آیت ۱۸ میں آسمان کی تخلیق اور کمالِ خلقت پر غور و فکر کی دعوت دی۔ کہ کتنا بلند کیا ہے

آیت ۱۹ میں پہاڑوں کی تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دی کہ ہم نے کس طرح میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا ہے کیوں کہ عرب اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں سفر کرتے تھے، وہ بھی اونٹوں پر اوپر کھلا آسمان، نیچے زمین اور پہاڑ

آیت ۲۰ میں زمین کی طرف غور کرنے کی دعوت دی، کہ کیسا بچھا دیا۔ غرض اِن تمام مثالوں میں ایک تعلق بھی ہے اور مقصد بھی ہے۔ کیونکہ عرب تاجر تھے اور زیادہ تر اونٹوں پر جنگلوں اور پہاڑوں میں سفر کرتے تھے۔ اس لیے اُن کو ایسی مثالیں دی گئی ہیں، تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ سکیں۔ ★ (تفسیر کبیر، شیخ الاسلام عثمانی) ★

www.drhasanrizvi.com

فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ تو بس آپؐ نصیحت (یاددہانی اور خیرخواہی کیے جائیے کیونکہ آپؐ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ آپؐ اُنھیں زبردستی منوانے کے ذمّہ دار داروغہ یا ٹھیکیدار نہیں،

إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ اب جو شخص بھی (آپؐ کی نصیحت یا قرآن سے) منھ کو موڑے گا اور اُس کا انکار کریگا،

فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ (۲۴) تو اللہ لازمی طور پر اُسے بڑی سخت اور بھاری سزا دے گا۔

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اُن کو بہرحال ہماری ہی طرف تو پلٹنا ہے،

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾ پھر اُن کا حساب لینا بھی ہماری ہی ذمّے داری ہے۔

النصف

ع ۱ ۲۶ ۱۳

آیت ۲۱ میں رسولؐ کو حکم دیا جارہا ہے کہ اِن کے سامنے خدا کی عظمت کو بیان کرو۔ اِن کو بتاؤ کہ زمین، آسمان، پہاڑوں کی خلقت بتا رہی ہے کہ یہ عالم حساب کتاب کے بغیر نہیں چل رہا ہے۔ پھر یہ کہ اِس کی خلقت کا کوئی مقصد ضرور ہے کیوں کہ کائنات کی کوئی چیز بیکار نہیں۔ جب کوئی جزو بیکار نہیں تو کُل کیسے بے مقصد

www.drhasanrizvi.com

ہوسکتا ہے؟ تمام تخلیق کا مقصد خدا کی معرفت ہے اور خدا کی معرفت کا نتیجہ خدا کی اطاعت ہے۔ یہی انسان کی تکمیل کا راز ہے، بشرطیکہ یہ اطاعت رغبت سے ہو۔

* (تفسیر نمونہ) *

آیت ۲۲ میں: "مُصَیْطِرٍ" مصیطر وہ شخص ہوتا ہے جو سطروں کو مرتب کرتا ہے۔

اس کے دوسرے معنی، وہ شخص جو کسی چیز پر مسلط ہو اور کسی کو کسی کام کرنے پر مجبور کرے۔

* (مفردات امام راغب) *

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! آپ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو حق سے منہ موڑے آپ اُس کو نصیحت فرمائیں۔

حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب روزِ قیامت سب کو جمع کیا جائے گا تو پہلے حضرت رسولِ خداؐ کو حلۂ بہشتی پہنایا جائے گا، پھر حضرت امام علیؑ کو بھی پہنایا جائے گا، پھر ہم کو حاضر کیا جائے گا اور لوگوں کا حساب ہمارے حوالے کیا جائے گا۔ خدا کی قسم ہم ہی جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ باقی تمام انبیاءؑ کو دو صفوں میں عرش کے پاس ٹھہرایا جائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو جائے گا جب تمام لوگ اپنی منازل میں پہنچ جائیں گے تو بحکمِ خداوندِ کریم حضرت علیؑ جنتیوں کی جنت میں شادیاں کریں گے اور یہ اللہ کی طرف سے حضرت امام علیؑ کی فضیلت ہے جس میں اُن کا کوئی شریک نہیں۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں حضرت علیؑ کے پاس ہوں گی۔

* نیز معصومؑ نے فرمایا: روزِ قیامت ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمے ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ کُلُّ اُمَّةٍ یُحَاسِبُهَا اِمَامُ زَمَانِهَا یعنی روزِ قیامت ہر اُمت کا حساب اُس کا امامِ زمانہ لے گا زیارتِ جامعہ میں صاف طور پر ہے کہ: "لوگوں کی بازگشت تمہاری طرف ہوگی اور اُن کے حساب بھی تمہارے ہی ذمے ہوں گے" حضرت امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "روزِ محشر ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمے ہوگا، حق اللہ کے متعلق ہم حکم جاری کریں گے اور خدا مغفرت کر دے گا، اور حق الناس ہم معاف کرا دیں گے اور اپنے حقوق ہم خود معاف کر دیں گے اور وہ ہمارے ساتھ ہوں گے"۔ (تفسیر برہان۔ انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الْفَجْرِ "مکّی"

صبح کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ
* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِس سورۃ کو فرض اور نفل نمازوں میں پڑھا کرو۔ کیوں کہ یہ سورۃ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہے۔ جو شخص اِس سورۃ کو پڑھے گا، روزِ محشر امام حسین ؑ کے ہمراہ جنت میں ہوگا، کہ اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔"

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الفجر کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) اِس سورت کے پڑھنے والوں کی تعداد سے دس گنا تعداد میں اُس کے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ اور قیامت کے دن اُس کو ایک خاص نور عطا کیا جائے گا اور جو شخص اِس سورت کو لکھ کر اپنی کمر سے باندھ کر اپنی حلال بیوی کے ساتھ ہمبستری کرے گا، خدا اُس کو فرزند عطا فرمائے گا، جو اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔ (دوسری روایت کے مطابق) اُس کے لیے باعثِ برکت ہوگا۔

* (تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا:

"جو شخص سورۃ الفجر صبح کے وقت پڑھے گا، تو وہ دوسری صبح تک ہر بلا سے امن و امان میں رہے گا۔"

* (تفسیر برہان) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

صبح کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

اٰیاتُھا ۳۰ رکوعُھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ الْفَجْرِ ۙ (۱) قسم ہے صبح کی

وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ۙ (۲) اور دس راتوں کی

وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۙ (۳) اور جفت اور طاق کی

وَ الَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۙ (۴) اور رات کی جب وہ رخصت ہو رہی ہو

* فجر کے معنی عام مفسرین نے صبح کے لیے ہیں۔ اُن کے نزدیک فجر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو تاریک ہو پھر چمکنے لگے اس بنا پر اسلام کا طلوع ہونا بھی فجر ہے۔ قیامِ محمدیؐ کی صبح بھی فجر کا مصداق ہے۔ (تفسیر تبیان بقول امام صادقؑ)

آیت ۲: فجر سے مراد محرم کی صبح اور دس راتوں سے مراد پہلا عشرۂ محرم ہے۔ اس قسم سے اِن دنوں کی عظمت بتانی مقصود ہے (تفسیر امام رازی جلد ۸ صـ ۵۵۷)

www.drhasanrizvi.com

★ "فجر" سے مراد حضرت قائم آلِ محمدؐ علیہ السلام کی تشریف آوری ہے۔
★ "لیالِ عشر" سے مراد حضرت امام حسن ؑ سے لے کر حضرت امام حسن عسکری ؑ تک دس امام ہیں جو ظلم و جور کی تاریکیوں میں وقت گذارتے رہے۔
★ "شفع" سے مراد حضرت امیرالمومنین ؑ اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔
★ "وتر" سے مراد حضرت رسولِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (الحدیث)
★ (انوار النجف، بقول حضرت امام جعفر صادق ؑ) ★

"وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ" (اور رات کی قسم جب وہ گذرتی ہے") رات کا گذرنا بھی خدا کی حکمت و قدرت کی نشانی ہے۔ اس میں دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ ہم خدا کے کاموں پر غور و فکر کریں۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵

(۵) کیا اِس میں کوئی قسم عقل والوں کے لیے (قابلِ توجہ نہیں) ہے؟

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶

(۶) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پالنے والے مالک نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷

اور اونچے اونچے ستونوں والی قومِ ارم (کے ساتھ کیا سلوک کیا)؟

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸

(۸) جن کی ایسی کوئی قوم اُن ملکوں میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔

www.drhasanrizvi.com

قومِ عاد کا ذکر اِس لیئے کیا گیا کہ اُن کی عمریں لمبی تھیں، اور جسم بہت قوی تھے ۔ یہ حضرت ھودؑ کی قوم تھی ۔ اُن کے بڑے قبیلے کا نام اِرم تھا ۔ لکھا ہے کہ عاد دو تھے ایک عادِ ارم جنھوں نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کیا تھا ۔ کچھ محققین نے لکھا کہ عاد کے دادا کا نام اِرم تھا ۔ مگر کچھ کا خیال یہ ہے کہ ارم اُس شہر کا نام تھا جس میں یہ قوم آباد تھی ۔ کچھ مفسرین کا خیال ہے کہ ارم اُس شہر کا نام ہے جس کو شدّاد نے جنت کے طور پر بنایا تھا ۔ کچھ کا خیال ہے کہ قومِ عاد کا لقب ارم ہے ۔

* (تفسیر کبیر ۔ تفسیر انوار النجف) *

* کیوں کہ اس قوم کا قد و قامت بہت لمبا تھا اِس لیے اُن کو ستونوں والے (ذات العماد) فرمایا ۔ اور بعض نے لکھا کہ کیوں کہ اُن کے محلّات بہت مضبوط تھے اِس لیے اُن کو ذات العماد فرمایا ۔

* (تفسیر انوار النجف) *

* "کعب الاحبار" نے لکھا کہ وہ شہر جس کا نام ارم ذات العماد ہے شدّاد نے بنوایا تھا، اور یہ عادِ اولیٰ کی نسل تھی جو حضرت ھود کی قوم تھی ۔ عادِ اولیٰ کے دو بیٹے تھے ۔ شدّاد اور شدید ۔ باپ کے مرنے کے بعد دونوں حکمراں ہوئے ۔ اور شدید کے مرنے کے بعد شدّاد ملک بھر کا حکمراں ہو گیا ۔ شدّاد نے انبیاء کو جھٹلانے کے لیے اور اپنی خدائی منوانے کے لیے ارم کے شہر کو جنّت بنایا، جس میں سونے چاندی کے گھر بنائے گئے ۔ عالی شان سڑکیں، پھلدار درخت، نہریں جاری کرائیں ۔ جب شدّاد اپنے لشکروں کے ساتھ اُس جنّت میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہوا تو دروازے پر قہرِ الٰہی کی بجلی گری، وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

بڑی بڑی زبردست قوموں کی مثال دے کر ثابت کیا جا رہا ہے کہ اُن بدکاروں کی تباہی دیکھ کر سمجھ لو کہ یہ پوری کی پوری کائنات کسی اندھے بہرے قانونِ فطرت پر نہیں چل رہی ہے ۔ کوئی تو ہے جو نظامِ عالم چلا رہا ہے، قانونِ فطرت ہی نافذ نہیں ہے بلکہ قانونِ اخلاق بھی نافذ ہے جس کا لازمی نتیجہ قانونِ مکافاتِ عمل ہے ۔ اِس کارروائی کے آثار دنیا میں بار بار ظاہر ہوتے رہے ہیں ۔ عاد و ثمود کا انجام سامنے ہے ۔

www.drhasanrizvi.com

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ صلا

(۹) اور قوم ثمود کے ساتھ (اللہ نے کیا سلوک کیا) جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراش تراش کر بڑی عمارتیں بنالی تھیں،

ثمود حضرت صالح کی قوم تھی، جو پہاڑوں کو تراش کر اپنے عالی شان گھر بناتی تھی۔ ★ (انوار النجف) ★

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۱۰ صلا

(۱۰) اور میخیں گاڑ گاڑ کر مار ڈالنے والے فرعون (کا کیا حشر کیا)

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۱ صلا

(۱۱) یہ وہ لوگ تھے کہ جن لوگوں نے ملکوں اور شہروں میں بڑی سرکشی کی تھی۔

فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ صلا

(۱۲) اور اُن میں بہت زیادہ فتنہ و فساد پھیلایا تھا،

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ لاج

(۱۳) آخر کار تمھارے پالنے والے مالک نے اُن پر سزا کا کوڑا مارا،

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴

(۱۴) حقیقتاً تمھارا پالنے والا مالک (ایسے ظالموں کی) گھات میں لگا ہوا ہے۔

★ وادی القریٰ۔ ثمود کی قوم کے علاقے کا نام ہے جہاں یہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر بڑے محفوظ اور عالیشان مکانات بناتے تھے۔ اُن کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

www.drhasanrizvi.com

"مگر" : زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے ∴ مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے" (غالب)

★ جناب رسولِ خداؐ جب غزوۂ تبوک پر تشریف لے جا رہے تو راستے وادیٔ ثمود میں سے گذرے آپؐ گھوڑے پر سوار تھے، فرمایا: "جلدی کرو، اس وقت تم ملعون اور معذب سرزمین پر چل رہے ہو" ★ (تفسیر روح البیان جلد ۲) ★

★ فرعون کو "ذی الاوتاد" (میخوں والا) اس لیے کہا: بقول امام جعفر صادقؑ: یہ ظالم اپنے مخالفوں کو زمین پر لٹا کر اُن کے ہاتھوں، پاؤں میں لوہے کی کیلیں ٹھونک دیا کرتا تھا تاکہ وہ سخت تکلیف کے عالم میں تڑپ تڑپ کر مریں اور لوگ اُن کا حشر دیکھ کر اُس سے ڈریں۔ فرعون نے جادوگروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا۔ اور اپنی زوجہ حضرت آسیہؑ کو بھی یہی سزا دے کر مارا۔ کہتے ہیں اُن محترم خاتون (آسیہؑ) کی روح کو اللہ نے اس سزا سے پہلے اُٹھا لیا اور وہ لوگ مردہ جسم پر کیلیں ٹھونکتے رہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف، علل الشرائع، تفسیر نور الثقلین، فتح القدیر) ★

★ آیت ۱۴ میں فرمایا کہ: حقیقتاً تمھارا پروردگار ظالموں کی گھات میں ہے۔" خدا کا کوئی مکان نہیں اس لیے وہ گھات (کمین گاہ) میں نہیں بیٹھتا۔ یہ تعبیر اس کو سمجھانے کے لیے ہے کہ خدا تمام سرکشوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اسی لیے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "تیرا مالک زبردست قدرت اور طاقت رکھتا ہے، وہ گنہگاروں، سرکشوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔" (مجمع البیان جلد ۱۰)

★ "مِرْصَاد" کے بارے میں فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا "مِرْصَاد ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر سے گذرتا ہے جس شخص پر کسی مظلوم انسان کا حق ہوگا وہ اُس پل پر سے نہیں گذر سکے گا" (اور جہنم میں جا گرے گا) ★ (مجمع البیان) ★

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جبرئیلؑ امین نے مجھ کو خبر دی کہ جب خدا سب کو محشر میں جمع کرے گا تو پلِ صراط پر، جو بال سے باریک، تلوار سے تیز ہے، تین پل ہوں گے۔ پہلا پل امانت کا ہوگا۔ دوسرا

www.drhasanrizvi.com

پُل نماز کا ہوگا، تیسرا پُل عدل کا ہوگا۔ لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اِن پُلوں سے گذریں تو اَب جنھوں نے امانتوں میں خیانت اور صلۂ رحمی میں کمی کی ہوگی (رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہ آئے ہوں گے) وہ پہلے پُل پر ہی رہ جائیں گے (اور جہنّم میں جا گریں گے) اور اگر اُس پُل سے گذر گئے تو دوسرا پُل نماز کا ہوگا اور اُس پُل پر نہ گذر سکیں گے اگر نماز میں کوتاہی کی ہوگی۔ اب اگر دوسرے پُل سے گذر گئے تو آخر میں خدا کے عدل کو پائیں گے۔ یہ مطلب ہے اِس آیت کا، کہ خدا کمین گاہ (گھات) میں ہے۔ * (نہج البلاغۃ) *

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ ط

(۱۵) غرض) انسان کو جب اُس کا پالنے والا مالک امتحان میں ڈالتا ہے تو اُسے عزّت اور نعمت دے دیتا ہے (اس پر) انسان (اِترا اِترا کر) کہنے لگتا ہے کہ "میرے پالنے والے مالک نے مجھے بڑی عزّت والا بنا دیا ہے"

---

* یہ آیت انسان کے مادّہ پرستانہ نظریۂ حیات پر ضرب کاری ہے۔ انسان کو مال، اولاد کرسی ملتی ہے تو پھول جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھے عزّت دار بنا دیا، نہ ملے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھے ذلیل کر دیا۔ گویا اُس کے نزدیک عزّت کا معیار مال و دولت، اولاد و کرسی ہے حالاں کہ یہ سب چیزیں اعزازاً نہیں دی جاتیں بلکہ امتحاناً دی جاتی ہیں، یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ چیزیں پاکر خدا کا شکر گذار بنتا ہے یا ناشکرا، سرکش، باغی، ظالم و جابر بنتا ہے۔
* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

www.drhasanrizvi.com

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿١٦﴾

(۱۶) اور جب اُس کا پالنے والا مالک اُس کا اِس طرح امتحان لیتا ہے کہ اُس کا رزق اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے مالک نے تو مجھ کو بالکل ہی ذلیل کر ڈالا "

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿١٧﴾

(۱۷) ہرگز نہیں (عزت، دولت کامیابی یا ناکامیابی کا معیار نہیں ہوتا اسی غلط فہمی کی وجہ سے) تم لوگ یتیم (بچے) کی عزت نہیں کرتے۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿١٩﴾

(۱۸) اور غریب مسکین کو کھانا کھلانے کی ایکدوسرے کو ترغیب تک نہیں دیتے۔

آیت ۱۶ کا مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت کسی کو وسیع اور کسی کو کم روزی دیتا ہے۔ مگر اس کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ جسے کم رزق دیا ہے اُس کو خدا ذلیل کرتا ہے اور جس کو وسیع رزق دیا ہے اُس کی عزت کرتا ہے۔ اصل میں خدا اِن دونوں حالتوں میں انسان کا امتحان لیتا ہے، مال دے کر شکر کا امتحان لیتا ہے، فقیری میں صبر کا امتحان لیتا ہے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

كَلَّا یعنی: ہرگز نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مال و دولت، کرسی وغیرہ معیارِ عزت نہیں، تم کو غلط فہمی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۸ میں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے یتیموں کو کھانا کھلانے کی بات نہیں فرمائی، بلکہ اُن کے اکرام و احترام پر زور دیا۔ اِس لیے کہ یتیموں کو کھانا کھلانا پھر آسان ہے، مگر اُن کا اصل مسئلہ محرومی اور بیکسی کا ہے۔ یتیم ہر وقت یہ سوچتا ہے کہ اُس کا باپ مرگیا، وہ بے سہارا ہوگیا، اِس لیے ذلیل و خوار ہوگیا۔ اِس لیے ضروری ہے کہ یتیم کی عزّت کی جائے تاکہ اُس کو بے پدری کا احساس نہ ہو۔ ذلّت نہ ہو۔

* اِسی لیے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"کوئی شخص اگر کسی یتیم کے سر پر شفقت و محبّت اور عزّت سے ہاتھ پھیرتا ہے تو خدا یتیم کے بالوں کی تعداد کے برابر جو اُس کے ہاتھ کے نیچے آتے ہیں قیامت کے دن نور بخشے گا۔" * (بحار الانوار جلد ۱۵) *

اِس لیے یتیم کا احترام کرنا ضروری ہے، پھر اُس کے مال کی حفاظت ضروری ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ (۱۹) اور میراث کا مال سارے کا سارا سمیٹ کر پورے کا پورا ہڑپ کر جاتے ہو،

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ (۲۰) اور مال و دولت سے خوب ڈٹ کر محبّت کرتے ہو،

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ (۲۱) ہرگز نہیں (یعنی تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ تم دنیا میں جتنی چاہو دولت جمع کرتے رہو، اُس کے حساب کتاب دینے کا کبھی کوئی وقت نہ آئے گا) جب زمین پوری پوری کوٹ کوٹ کر ریتیلا میدان بنادی جائے گی،

www.drhasanrizvi.com

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ ﴿۲۲﴾

(۲۲) اور تمہارا پالنے والا مالک آجائے گا اِس حالت میں کہ فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔

آیت ۱۹ میں فرمایا: "تم میراث کا سارے کا سارا مال ہڑپ کر جاتے ہو۔" یعنی مُردوں کی میراث پکڑنے میں تم حلال و حرام، حق و ناحق کی کوئی تمیز نہیں کرتے، یتیموں، مسکینوں کے حقوق کا بالکل لحاظ نہیں کرتے، بس تمھیں اپنے ہی عیش و آرام سے غرض رہتی ہے۔

* (تفسیر نمونہ، انوار النجف) *

★ آیت ۲۲: وَجَآءَ... "یعنی تیرا مالک آئے گا۔" یہ تعبیر ہے جو اِس حقیقت کو بتا رہی ہے کہ ساری مخلوقات کے پاس حساب کتاب کے لیے جمع ہونے کا حکمِ خدا آئے گا۔ پھر خدا کی عظمتوں کا ظہور ہوگا، اتنا صاف اور واضح کہ کسی کو انکار کی کوئی گنجائش نہ رہے گی۔ گویا سب کے سب یہ محسوس کریں گے کہ اپنی آنکھوں سے جلال و جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ مسلّم ہے کہ خدا کا آنا جسمانی انتقال کے معنی میں نہ ہوگا کیوں کہ خدا کسی مکان میں محدود نہیں ہے، وہ لامحدود ہے اور ہر جگہ ہے، اور یہ کہ خدا جسم اور خواصِ جسم سے مبرّا و منزّہ ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

★ جب اللہ کا حکمِ قیامت آئے گا تو ہر آسمان کے فرشتوں کی صف الگ ہوگی، اِس طرح فرشتوں کی سات صفیں ہوں گی جو زمین کو گھیر لیں گی۔

★ اور بعض مفسّرین نے لکھا کہ: "جس طرح نمازِ جماعت کی صفیں قائم ہوتی ہیں اسی طرح فرشتوں کی صفیں آگے پیچھے قائم ہوں گی۔

* (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

وَجِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾

(۲۳) اور اُس دن جہنّم کو سامنے لے آیا جائے گا۔ اُس وقت انسان کو سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔ مگر اُس وقت سمجھ میں آنے سے کیا حاصل (ہوگا)؟

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾

(۲۴) وہ چیخے گا: "کاش! میں نے اپنی اِس زندگی کے لیے کچھ (کام کرکے) آگے بھیجا ہوتا"

فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾

(۲۵) پھر اُس دن اللہ (اُس کو) جیسی سزا دے گا، ویسی سزا دینے والا کوئی نہیں۔

وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

(۲۶) اور (اُس دن) اللہ جس طرح پکڑ پکڑ کر باندھے گا، ویسا پکڑ کر باندھنے والا بھی کوئی نہیں۔

آیت ۲۳ کی تشریح: "جہنّم کو کھینچ کر میدانِ حشر میں لایا جائے گا"۔ ہزاروں فرشتے اُس کو لانے والے ہوں گے۔ جہنّم کے شعلے بلند ہو رہے ہوں گے، جہنّم چنگھاڑ رہی ہوگی، مگر خودِ خدا سے لرز لرز جائیگی اِس پر خدا جہنّم سے فرمائے گا: تو کیوں خوفزدہ ہے میں نے تجھ کو عذاب (سزا) دینے کے لیے نہیں طلب کیا ہے

www.drhasanrizvi.com

بلکہ اپنے دشمنوں کو تیرے ذریعے عذاب (سزا) دوں گا۔ یہ سن کر جہنّم سجدۂ شکر بجالائے گی۔
جہنّم کے دھوئیں سے میدانِ حشر میں اندھیرا چھا جائے گا، زبانیہ فرشتے جہنّم پر مقرر ہوں گے۔ جہنّم کی دہشت سے ہر شخص پر نفسا نفسی کا عالم ہوگا، مگر حضور اکرمؐ کی زبانِ مبارک پر اُمتی اُمتی جاری ہوگا۔

* (تفسیر انوار النجف) *

★ پھر جہنّم پر ایک پُل بچھایا جائے گا، جو بال سے باریک، تلوار سے تیز تر ہوگا، اُس پر تین منزلیں ہوں گی پہلی منزل پر صلۂ رحمی (عزیزوں کے ساتھ برتاؤ) اور امانتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ دوسری منزل پر نماز کے بارے میں سوال ہوگا، تیسری منزل رحمتِ خدا کی منزل ہوگی۔ اُس وقت فرشتے بھی معافی معافی کی صدائیں بلند کر رہے ہوں گے، اور انسان پروانوں کی طرح صراط سے کٹ کٹ کر جہنّم میں گر رہے ہوں گے۔

(الامان۔ الحفیظ) (تفسیر انوار النجف)

★ دوسری روایت میں ہے کہ جہنّم پر سات منزلیں ہوں گی۔ پہلی منزل پر ہر انسان کو روکا جائے گا اور اُس سے خدا کی توحید کے بارے میں سوال ہوگا، اگر اُس سے گذر گیا تو دوسری منزل پر نماز کا سوال ہوگا، اگر اُس سے گذر گیا تو تیسری منزل پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا، چوتھی منزل پر ماہِ رمضان کے روزوں کے متعلق سوال ہوگا، پانچویں منزل پر حج اور چھٹی منزل پر عمرۂ واجبہ کا سوال ہوگا۔ اور آخری ساتویں منزل پر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں سوال ہوگا، اگر اس منزل سے بھی گذر گیا تو صراط کے پار چلا جائے گا، ورنہ حکم ہوگا کہ اس کے گناہوں کے بدلے اس کی نیکیوں کو رکھتے جاؤ۔ اگر بدلہ ہو گیا تو جنّت میں داخل کر دیا جائے گا، ورنہ واصلِ جہنّم ہوگا۔ غرض عقیدے کی صحت کے بعد پہلا سوال نماز کا ہوگا۔

★ فرمایا: اُس دن انسان نصیحت پکڑے گا۔ مگر اُس وقت نصیحت پکڑنے کا کیا فائدہ؟ دار العمل تو دنیا تھی، جو گذر چکی، یہ تو دار الجزاء ہے۔ اس دن گناہوں سے توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

؎ صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم ∴ کرتی ہے جو ہر نفس اپنے عمل کا حساب (اقبال)

★ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "جو شخص زندگی میں دل سے توبہ کرتا ہے اُس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔" (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

* کافر، ظالم، بدکار کہے گا: "ہائے افسوس! دنیا کی زندگی میں کچھ نیکی کر کے آگے نہ بھیجی جو آج یہاں کام آتی، یونہی خالی ہاتھ چلا آیا۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

* خاص بات یہ ہے کہ: مجرم کہے گا: "کاش زندگی کے لیے میں نے کوئی چیز بھیجی ہوتی۔" آخرت کی زندگی نہیں کہے گا، بلکہ مطلق زندگی کہے گا۔ یعنی سمجھ جائے گا کہ "زندگی" کا لفظ آخرت کی زندگی کے لیے ہے۔ دنیا کی زندگی، زندگی ہی نہیں ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ قف ۔ اے (خدا پر) پورا پورا اطمینان رکھنے والے نفس!

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ ج ۔ تو اپنے پالنے والے مالک کی طرف پلٹ کر چل، اس حالت میں کہ تو اپنے مالک سے خوش اور راضی ہے، اور تیرا مالک تجھ سے خوش اور راضی ہے۔

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ ۔ اب تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا،

وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ ع ۔ اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔

ع ۱ ۳۰ ۱۴

---

* "نفسِ مطمئنّة" "(اطمینان والا نفس)" جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "نفسِ مطمئنّہ" کے (اوّلین) مصداق "علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔ (کہ وہ کلِّ ایمان ہیں)

دوسری روایت میں ہے کہ: "یہ سورۃ امام حسینؑ سے مختص ہے۔ یعنی (حضرت علیؑ کے بعد) نفسِ مطمئنّہ سے مراد حضرت امام حسینؑ ہیں۔ اسی لیے مروی ہے کہ "جو شخص اس سورۃ کو ہمیشہ پڑھتا رہے گا وہ امام حسینؑ کے ہمراہ ہوگا۔" اس کے

www.drhasanrizvi.com

بعد یہ آیات تاویلاً جناب امیر المومنین اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حق میں جاری ہیں، اور ان کے بعد اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے (مومنین صادقین) محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حبدار تا قیامت ان آیات کی تاویل میں شامل ہوتے رہیں گے۔

* (تفسیر انوار النجف) *

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا: "کیا مومن کو اپنی روح کا نکلنا ناگوار گذرتا ہے۔"؟ امامؑ نے فرمایا: "نہیں۔ خدا کی قسم! جب مومن کے پاس ملک الموت آتا ہے تو مومن اُس کو دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اُس سے کہتا ہے: "اے خدا کے ولی (دوست!) پریشان نہ ہو۔ اُسی ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اگر تیرا رحم دل باپ بھی اِس وقت موجود ہوتا تو مجھ سے زیادہ تجھ پر مہربان نہ ہوتا، میں اُس سے زیادہ تجھ پر مہربان ہوں اپنی دونوں آنکھوں کو کھول اور دیکھ۔۔۔۔ پھر اُس کے سامنے جناب رسولِ خداؐ حضرت امیر المومنینؑ حضرت فاطمہ زہراؑ امام حسنؑ و امام حسینؑ اور باقی تمام ائمہ طاہرینؑ کی صورتیں آجاتی ہیں۔ پھر اُن کا مومن سے تعارف کرایا جاتا ہے۔ پس مومن خوش ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک منادی ندا کر کے کہتا ہے۔ اِس کو روزی مل گئی: اے نفسِ مطمئنہ! اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً: "تو اپنے پالنے والے مالک کی طرف لوٹ آ، تو اُس سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ پس تو میرے غلاموں میں داخل ہو جا، وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور تو میری جنّت میں داخل ہو۔ پس جب مومن یہ سُنتا ہے تو اُسے کوئی چیز پیاری نہیں لگتی، سوا اِس کے کہ اُس کی روح نکل جائے، اور یہ الفاظ پکارنے والے سے جا ملے۔

* (تفسیر صافی ص۵۲۹، الکافی، تفسیر قمی) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الْبَلَدِ "مکّی"

شہرِ مکّہ کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات:

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ البلد کی تلاوت کرے گا۔ یعنی (سمجھ کر پڑھے گا) خدا روزِ قیامت اُسے اپنے غیظ و غضب سے امان میں رکھے گا۔ (مجمع البیان جلد ۱۰)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "جو شخص نمازِ واجب میں سورۃ البلد کو پڑھے گا، وہ دنیا میں صالحین میں شمار ہوگا، اور آخرت میں ایسے لوگوں میں سے پہچانا جائے گا جو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں (اِس لیے) وہ انبیاء کرام ع، شہداء اور صالحین کے دوستوں میں سے ہوگا۔"

★ (کتاب ثواب الاعمال، تفسیر نور الثقلین جلد ۵) ★

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر کسی بچّے کی گردن میں یا کسی حیوان بچّے کی گردن میں ڈال دے تو وہ بچّہ بچّوں کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہے گا اور ہر آفت سے بھی محفوظ رہے گا، اور رونے کی بیماری سے بھی بچ جائے گا۔ اور اُم الصّبیان" سے بھی محفوظ رہے گا۔"

★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اس سورۃ کو لکھ کر دھوئے اور اُس کا پانی بچّے کی ناک میں ڈالا جائے تو بچّہ ناک کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔ اور اُس کی تربیت بھی اچھی ہوگی۔

★ (تفسیر برہان) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ۲۰ — رُکُوْعُہا ۱

شہرِ مکّہ کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ "نہیں، (بات وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو کہ تم پر کبھی کوئی قابو پا کر حساب نہ لے گا، میں قسم کھاتا ہوں شہر (مکّہ) کی

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ اِس حالت میں کہ آپؐ اِس شہر میں رہ رہے ہیں،

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ اور قسم کھاتا ہوں ایک باپ کی اور جو اُس کی اولاد ہو

* خداوندِ عالم شہرِ مکّہ کی قسم اس لئے کھا رہا ہے تاکہ شہرِ مکّہ کی عظمت ثابت ہو جائے۔ کیونکہ: مکّہ

www.drhasanrizvi.com

توحید اور عبادتِ الٰہی کا پہلا مرکز ہے۔ خدا کے گھر کا طواف عظیم انبیاء کرامؑ نے کیا۔ پھر اس پر مکّہ کی عظمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرمؐ کے قدم اس پر آجاتے ہیں۔

* خدا نے یہ فرما کر مکّہ کی قسم کھائی کہ اے نبیؐ! آپؐ اس میں رہتے ہیں، تاکہ کفارِ مکّہ نہ اترائیں کہ ہماری وجہ سے خدا نے مکّہ کی قسم کھائی ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

دوسری تفسیر فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو آیات (۱ و ۲) آیتوں کی دوسری تفسیر بھی فرمائی ہے کہ: "میں اس شہر مکّہ کی قسم نہیں کھاؤں گا، جب تک کہ مکّہ والے آپؐ کے احترام کو ضائع کرتے رہیں گے اور آپؐ کی جان، مال، عزت و آبرو کو حلال سمجھتے رہیں گے۔"

اس تفسیر میں قریشِ مکّہ کو لتاڑا گیا ہے۔ کیونکہ وہ خود کو خادمِ حرم کہتے تھے اور مکّہ کے احترام کے اس قدر قائل تھے کہ ان کے باپ کا قاتل بھی مکّہ میں آجاتا تھا تو اُس کو اپنا مہمان سمجھتے تھے، اور جو شخص مکّہ کے درخت کی چھال بھی اپنے بدن پر باندھ لے اُس کو بھی امان دیتے تھے۔ مگر اس کے باوجود محمدؐ کے قتل پر آمادہ ہوگئے اور آپؐ کو طرح طرح سے اذیتیں دیں۔ اور آپؐ کا خون اور عزت سب حلال سمجھتے تھے

* (تفسیر مجمع البیان) *

آیت ۳: "وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" (اور باپ کی قسم اور جو اُس کی اولاد ہو) باپ سے مراد حضرت آدمؑ اور "اولاد" سے مراد تمام اولادِ حضرت آدمؑ۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

(۲) باپ سے مراد حضرت ابراہیمؑ اور اولاد سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہیں کیوں کہ جاہلیت کے عرب ان کا احترام کرتے تھے

(۳) باپ سے مراد ہر باپ اور اولاد سے مراد ہر بیٹا ہے۔ کیونکہ اس سلسلے کی وجہ سے نسلِ انسانی قائم ہے

(۴) باپ سے مراد حضرت امیرالمومنینؑ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور اولاد سے مراد آپؑ کی اولاد سے گیارہ امامؑ ہیں۔

(۵) باپ سے مراد حضرت آدمؑ اور اولاد سے مراد تمام انبیاء کرامؑ۔ یہ تمام کی تمام تفسیریں جمع کی جاسکتی ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ * (تفسیر برہان۔ تفسیر انوار النجف، تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ (۴) کہ حقیقتاً ہم نے انسان کو محنت اور مشقت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ (۵) کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟

یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت مال و دولت خرچ کر کے اُڑا دیا۔

آیت ۴ کی تشریح: اصل بات یہ تھی جس پر یہ تمام قسمیں کھائی گئیں کہ "حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو (دنیا میں) مشقت میں پیدا کیا ہے (محنت کے لیے پیدا کیا ہے) یعنی انسان کو اس دنیا میں چین کی بانسری بجانے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ امتحان کی مشقتیں جھیلنے کے لیے فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنے کے لیے اور محرّمات سے بچنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ خود یہ شہر مکّہ گواہ ہے کہ خود رسولِ اکرمؐ نے کس قدر مشکلات کا مقابلہ کیا۔ جس شہر میں جنگلی جانوروں کے لیے امان تھی، آں حضرتؐ کے لیے امان نہ تھی۔ اسی طرح ہر انسان کو پیدا ہونے سے موت تک محنت مشقت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

؎ قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں ∴ موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟ * (غالب) *

آیت ۵: ایک قبیلے کے پہلوان ابو الاشدّین کے بارے میں اُتری ہے جو بڑا بہادر تھا اور کہتا تھا کہ سارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ مجھ سے کوئی ٹکّر نہیں لے سکتا۔ اُس نے بہت سا مال رسول خداؐ کی مخالفت پر خرچ کیا تھا۔

* مگر اس آیت سے مراد ایسے ہی تمام احمق ہیں جو اپنی طاقت پر نازاں ہیں [1] * (مجمع البیان، انوار النجف) *

[1] (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ انسان تکالیف سے گذرتا ہے اس کا منطقی نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اُس میں عجز و انکساری اور دوسروں کے غم کا احساس ہوتا، خدا کی اطاعت کرتا، خدا سے اپنے تعلّقات درست رکھتا، اور سمجھتا کہ میرے اوپر کوئی طاقت حکمراں ہے۔ مگر انسان کی حالت تو یہ ہے کہ وہ اپنی چوکڑی بھول گیا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھ پر کوئی قابو نہیں پا سکتا، مجھے کوئی سزا نہیں دے سکتا، اِس لیے کہ میں بڑی توپ ہوں۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ آیت ۶ کی تشریح: ڈھیر سا مال خرچ کرنے پر فخر کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اُن کو پائی پائی کا حساب بھی دینا ہوگا، : حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے مالِ دنیا کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

" فِی حَلَالِهَا حِسَابٌ وَ فِی حَرَامِهَا عِقَابٌ " "(اِس کے حلال کا حساب ہوگا، اور اِس کے حرام کی سزا بھگتنی پڑے گی۔)" ★ (نہج البلاغۃ) ★

اِس آیت کے مصداق | وہ تمام لوگ ہیں جو کارِ خیر میں ایک دھیلا خرچ نہیں کرتے (اور اگر خرچ کرتے ہیں تو ظاہری نام و نمود کے لیے) مگر وہ عیّاشیوں، شوبازیوں پر کروڑوں خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر کسی کو کچھ مال دیتے بھی ہیں تو صرف ذاتی کسی فائدے یا نام و نمود کے لیے۔ ★ (تفسیر نمونہ) ★

★ دوسرے اِس آیت میں اُن لوگوں کی طرف بھی اشارہ ہے جو رسولِ خداؐ کی دشمنی میں خوب خوب خرچ کرتے تھے، پھر فخر کرتے تھے مثلاً جنگ خندق میں جب حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے عمرو ابنِ عبدِ وُد سے فرمایا کہ اسلام قبول کرلے، اور تو یہودی ہے پھر مشرکوں کی طرف سے لڑنے کیوں آیا ہے؟ ہماری تمھاری کوئی جنگ و دشمنی نہیں ہے، (پھر تو یہ بھی کہتا ہے کہ میں ابوطالبؑ کا دوست ہوں، ابوطالبؑ تو مشرک نہ تھے موحّد تھے) یہ سن کر وہ قائل ہوگیا، مگر واپس جانے سے یہ کہکر انکار کر دیا کہ: " فَاَیْنَ مَا اَنْفَقْتُ مَالًا لُبَدًا " پھر کیا میرا وہ سارا مال اکارت گیا جو میں نے تم لوگوں کی مخالفت پر خرچ کر ڈالا، اُس مال کا کیا بنے گا

★ (تفسیر برہان۔ تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝۷ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اُس کو (یہ سب بدمعاشیاں حرام خوریاں کرتے) نہیں دیکھا۔؟

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ کیا ہم نے اُس کو دو آنکھیں نہیں دی تھیں ؟

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے تھے ؟

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ اور (کیا) ہم نے اُس کو دو واضح راستے (نہیں) دکھادیے تھے ؟

آیت ۷ میں فرمایا: "کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اُس کو (فضول خرچیاں کرتے) نہیں دیکھا"؟

یعنی کیا خدا کو معلوم نہیں ہے کہ کن کن حرام طریقوں اور بدمعاشیوں سے اُس نے دولت حاصل کی ہے اور کس نیّت سے وہ یہ فضول خرچیاں کر رہا ہے۔ اُس کی یہ حرکتیں خدا خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے۔ وہ دنیا والوں کو دھوکہ بھی دے سکتا ہے اور اُن کی پکڑ سے بھی بچ سکتا ہے مگر خدا کے ہاں اُس کی خبر اچھی طرح لی جائے گی، پائی پائی کا حساب لیا جائے گا۔" * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا:

"قیامت کے دن کوئی شخص ایک قدم آگے نہ بڑھا سکے گا جب تک چار چیزوں کے بارے میں اُس سے سوال نہ کر لیا جائے گا۔ (۱) عمر کس طرح (کس راہ یا مقصد میں) گذاری؟ (۲) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۳) کون کونسے کام انجام دیے اور کیوں؟ (۴) ہم اہلِ بیتؑ کی محبّت کا سوال[1] ہوگا (کتنا حق ادا کیا)

[1] * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰، تحف العقول، تفسیر روح البیان، تفسیر کوثر، تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

★ آیت ۸-۹ کی تشریح : حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی (کے ٹکڑے) سے دیکھتا ہے، اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے، اور ہڈی (کے ٹکڑے) سے سُنتا ہے، اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔" (کتنا عجیب ہے کہ اتنے بڑے بڑے کام چھوٹی چھوٹی چیزوں سے لیتا ہے) (سبحان اللہ وبحمدہ) ★ (نہج البلاغہ کلمات قصار)

★ حضور اکرم ص سے روایت ہے کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے اولادِ آدم! اگر زبان تم کو نافرمانی کی طرف لے جانا چاہے (یعنی بیہودہ الفاظ بولنا چاہے) تو دو ہونٹ میں نے اُس کی قید بنائے ہیں، لہٰذا اُس کو بند کردو، اور اگر تمھاری آنکھیں آوارگی اختیار کرنے لگیں تو دو پلکیں اُن کی قید ہیں، اُن کو بند کردو۔ اسی طرح اگر شرمگاہ میں آوارگی کا شوق پیدا ہو تو اُس کو اپنے کنٹرول میں رکھو۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ آیت ۱۰: "وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ" (اور ہم نے اُس کو دو راستوں کی ہدایت کی)

★ "نجد" کے معنی اونچی زمین - بلند مقام - بلند جگہ - (مفردات امام راغب)

★ "نجد" بلند، اونچی زمین سے مراد خیر اور سعادت کی راہ ہے۔ (بقول حضرت امام علی بتفسیر مجمع البیان)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ "ہم نے انسان کو عقل و فکر کی طاقتیں بھی عطا کیں اور ساتھ ساتھ اپنا راستہ خود دکھا بھی دیا، اُس کو بھلائی، بُرائی کے دونوں راستے صاف صاف دکھا دیے تاکہ خوب سوچ سمجھ کر آگے بڑھے۔ اسی بات کو سورۂ دھر میں یوں فرمایا: "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝" (سورۃ الدھر آیت ۲، ۳ پارہ ۲۹)

یعنی: (ہم نے انسان کو ایک ملے جُلے حقیر قطرے (نطفے) سے پیدا کیا، تاکہ اُس کا امتحان لیں، اِس لیے ہم نے اُس کو سننے والا، دیکھنے والا بنایا، (پھر) ہم اُس کو (سیدھا) راستہ بھی دکھا دیا، اب وہ چاہے ہمارا شکر ادا کرنے والا بنے یا کفر و انکار کرنے والا بن جائے۔)

www.drhasanrizvi.com

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ (صلے) مگر اُس نے (نیک کام انجام دینے کی) مشکل گھاٹی میں، بلندی پر چڑھنے کی کوشش ہی نہ کی۔

وقف لازم

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ اور تم کیا جانو کہ وہ مشکل اور بلند گھاٹی (دو پہاڑوں کے درمیان اونچا راستہ) کیا ہوتا ہے؟

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ (۱۳) وہ کسی کی گردن کو (غلامی، قرض یا مشکلات سے) چھڑانا ہے۔

اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ (۱۴) یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے،

يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ کسی قریبی رشتہ دار یتیم کو،

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ یا مٹی پر پڑے ہوئے کسی غریب کو،

آیت ۱۱: "اقتحام" کے معنی ہیں خود کو کسی سخت مشقت کے کام میں ڈالنا۔

اور "عقبة" کے معنی ہیں بلند دشوار گذار راستے سے گزرنا جو دو پہاڑوں کے درمیان سے جاتا ہے۔ * (مفردات امام راغب) *

آیت کا مطلب یہ ہے کہ: ہم نے ہر انسان کو دونوں راستے دکھا دیے۔ ایک راستہ بلندی و کمال کی طرف جاتا ہے، مگر اُس میں مشقت اُٹھانی پڑتی ہے اپنے نفس کی غلط خواہشوں پر قابو پانا پڑتا ہے اور فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ دوسرا راستہ بڑا آسان ہے، کھڈوں میں اُترنا، اپنے نفس کی باگوں کو

www.drhasanrizvi.com

ڈھیلا چھوڑ دو اور گناہوں کے گندے کھڈوں میں اُتر جاؤ۔ انسان کو اللہ نے اختیار دیا ہے۔ دونوں میں سے جس راستے کو چاہے اختیار کر لے۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اے لوگو! دو زمینیں موجود ہیں۔ خیر اور اچھائی کی زمین (اور) پست زمین یعنی) شر اور بُرائی کی زمین۔ خدا نے شر کی زمین کو تمہارے لیے خیر کی زمین سے زیادہ محبوب نہیں بنایا ہے۔"

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۵، تفسیر قرطبی جلد ۱۰) *

* مطلب یہ ہے کہ تم کو چاہیئے کہ خیر کی زمین کی طرف بلندی پر چڑھو اور شر کی پست زمین کی طرف مت بڑھو۔ پھر تم کو اختیار دیا ہے کہ خیر کی طرف بڑھ جاؤ یا شر کی طرف۔

خیر کی آگاہی تین طریقوں سے ہوتی ہے۔ (۱) عقل کو استعمال کرنے سے۔

(۲) فطرت اور وجدان سے (۳) وحی۔ یعنی قرآن اور احادیث سے۔

خدا نے اِن تینوں طریقوں سے سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ نیکی کا راستہ، خیر کی بلند زمین کہلاتا ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

تفسیرِ اہلِ بیتؑ میں ہے کہ "عقبہ" یعنی بلندی سے مراد حضرت امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولایت (محبت اور سرپرستی) کو قبول کرنا اور اُس کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا بھی ہے۔ جہنم کی قید سب سے بُری غلامی ہے، پس جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت، ولایت و اطاعت میں داخل ہو گیا وہ جہنم کی آگ سے آزاد ہو گیا۔ اِس لیے باطنی تفسیر کے اعتبار سے عقبہ "محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت کا نام ہے۔ بلاشبہ تمام اعمال کا دارومدار ایمان پر ہے، اور ایمان صحیح نہیں ہو سکتا جب تک محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت و محبت (اطاعت کے ساتھ) نہ ہو۔ اِس لیے اصحابِ میمنہ (داہنی طرف والے) لوگ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت، ولایت اور اطاعت پر ثابت قدم رہیں گے اور اصحابِ مشئمہ (بائیں طرف والے) وہ لوگ ہیں جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں۔ روایاتِ آلِ محمدؐ میں یہی مضمون ہے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۳ تا ۱۶ کی تشریح | ترقی کی بلندی پر چڑھنے والا کیا ہے ؟

(۱) فَكُّ رَقَبَةٍ : کسی مقروض، پریشان حال یا غلام کی گردن چھڑانا، آزاد کرانا۔

(۲) "اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ" فاقے کے دن کسی کو کھانا کھلانا

(۳) "يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ" کسی قریبی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا

(۴) "اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ" یا خاک نشین، فقیر مسکین کو کھانا کھلانا

(۵) اللہ، رسولؐ، قیامت یعنی ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننا۔

(۶) خود بھی بلاؤں پر صبر کرنا اور دوسروں کو صبر اور خلقِ خدا پر رحم کرنے کی تعلیم و تربیت دینا۔

★ بس یہ ہیں کامیاب لوگ۔ اِن کاموں کے لیے نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ سخت مشقت کرنی پڑتی ہے، لوگوں کے طعنے، جملے، فقرے سننے پڑتے ہیں، مال خرچ کرنا پڑتا ہے، لوگوں کی بے لوث خدمت کرنی پڑتی ہے۔ پھر اِن کاموں سے شہرت کے ڈنکے نہیں بجتے، دریا دلی سے خرچے نہیں ہوتے، شاندار دعوتوں میں بلایا نہیں جاتا۔ مگر اخلاقی طور پر روحانی بلندیوں کی راہ یہی ہے۔ جو دشوار گذار ہے۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) ★

★ "فَكُّ رَقَبَةٍ" "گردن چھڑانے" کے بارے میں جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جس شخص نے ایک مومن غلام کو آزاد کیا، خدا اُس غلام کے ہر عضو کے بدلے، آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔"

★ (مسند احمد، بخاری۔ ترمذی۔ نسائی) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اِس مذکورہ بالا حدیث کے راوی سے یہ حدیث سن کر اپنے سب سے زیادہ قیمتی غلام کو فوراً بلایا اور اُسی وقت آزاد کر دیا، جبکہ اُس غلام کی قیمت اُس وقت دس ہزار درہم مل رہی تھی۔ (تفہیم مولانا مودودی)

(نوٹ) اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ امامؑ کو حضورؐ کی یہ حدیث معلوم نہ تھی بلکہ عملاً بتایا کہ حدیث سن کر اِس طرح کرنا چاہیئے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۴ : بیوہ مسکین کی مدد کرنا : جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بیوہ مسکین کی مدد کے لیے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ میں دوڑ دھوپ کرنے والا، بیوہ مسکین کی مدد کرنے والا ایسا ہے جیسے نماز میں کھڑا رہنے والا، پے در پے روزے رکھنے والا، کبھی روزہ نہ چھوڑنے والا۔"

* (بخاری۔ مسلم) *

بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا : جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے خداوندِ کریم اُس کو جنّت میں داخل کرے گا۔"

* نیز جناب جابر ابنِ عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بھوکے کو کھانا کھلانا گناہوں کے معاف ہونے کا سبب ہے۔"

* (تفسیر انوار النجف) *

* ایک شخص نے فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اپنے بیٹے کی بیماری کی شکایت کی۔ امامؑ نے فرمایا: "اپنے بیٹے سے کہو کہ اپنے ہاتھ سے روٹی کا صدقہ کرے۔ خاص طور پر اپنے رشتہ دار یتیم کو پہلے کھلائے۔ ..... ان تمام نیکیوں کے بعد ایمان کی شرط بھی لگائی ہے

* (تفسیر انوار النجف) *

* نیز جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص کسی بھوکے کو قحط کے دنوں میں پیٹ بھر کے کھانا کھلائے گا، تو خداوندِ کریم اُس کو قیامت میں جنّت کے دروازوں میں سے اُس دروازے سے داخل کریگا جس سے کوئی دوسرا داخل نہیں ہو سکے گا، سوا اُس شخص کے جس نے ایسا ہی عمل کیا ہوگا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "وہ شخص جو کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کرے، میں اور وہ جنّت میں اِس طرح ہوں گے۔" پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ مگر دونوں میں ذرا سا فاصلہ رکھا۔"

* (بخاری) *

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾

(۱۷) پھر اُن لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جو خدا اور رسولؐ کو دل سے مانتے ہیں، اور جو ایک دوسرے کو صبر کرنے اور ایک دوسرے پر رحم کرنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾

(۱۸) یہی لوگ تو داہنی طرف والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾

(۱۹) اور جنھوں نے ہماری باتوں اور آیتوں کو ماننے سے انکار کر دیا ہے، وہی لوگ بائیں طرف والے ہیں۔

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ ع ۱۵/۲۰

(۲۰) اُن پر ایسی آگ چھائی ہوئی ہوگی جو اُن کو چاروں طرف سے گھیر گھیر کر بالکل بند کر لے گی (جس میں سے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ یا طریقہ نہ ہوگا)

آیت ۱۷ کی تشریح: جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) مصیبت پر صبر (کرنے کے تین سو درجے ہیں۔) (۲) اطاعتِ خدا پر صبر (کرنے پر چھ سو درجے عطا ہوں گے) اور (۳) معصیتِ الٰہی (گناہوں سے بچنے) پر صبر (کرنے پر خدا جنت میں نو سو درجے عطا فرمائے گا۔)" . . . . . (یہاں تینوں قسم کے صبر مراد ہیں)

* (روح الحیوٰۃ علامہ مجلسیؒ) * (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

مگر ان تمام اچھے اوصاف کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ وہ آدمی صبر کرنے اور رحم کی نصیحت کرنے والا مومن ہو۔ کیوں کہ ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔

امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ: "کونسا عمل سب سے بہتر ہے"؟

فرمایا: "وہ عمل جس کے بغیر کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا، اور وہ "ایمان" ہے۔ (الحدیث)

★ قرآن میں فرمایا: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝"

یعنی: "جو شخص نیک عمل کرے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، لیکن وہ مومن ہو، تو ہم اُس کو پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ہم بالضرور اُنھیں اُس عمل کے صلے و اجر میں جو وہ بجالائے بہترین اجر عطا کریں گے۔

★ (سورۃ النحل آیت ۹۷ پارہ ۱۴) ★

★ سورۂ مومن میں فرمایا: "وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝" یعنی: "اور جو شخص نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، مگر وہ مومن ہو، تو ایسے لوگ جنّت میں داخل ہوں گے، جس میں اُن کو بے حساب رزق دیا جائے گا"

★ (سورۃ المومن آیت ۴۰ پارہ ۲۴) ★

★ آیت ۱۸: اصحابِ میمنہ | داہنی طرف والوں سے اوّلین مراد حضرت امام علیؑ کے اصحاب اور اُن کی پیروی کرنے والے ہیں۔" ★ (تفسیر صافی، تفسیر قمی) ★

★ آیت ۱۹: اصحابِ مشئمہ | "بائیں طرف والوں سے مراد (اوّلین معنی میں) محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں۔"

★ (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی) ★

★ اُن کو نحوست والا گروہ بھی کہہ سکتے ہیں، جو "شوم" کے لفظ سے ماخوذ ہے۔ یہی لوگ جہنّم کے ایسے احاطے میں ہوں گے جو ہر طرف سے بند ہوگا۔" ★ (فصل الخطاب) ★

★ آیت ۲۰: کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو جہنّم میں ڈال کر جہنّم کے سارے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ تاکہ جہنّم کی گرمی کی شدّت محدود ہو جائے۔" ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ شیخ الاسلام منہاتی)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الشمس "مکی"

سورج کی قسم سے شروع ہونے والی سورت
فضائل اور خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ الشمس کی تلاوت کرتا ہے (یعنی) سمجھ کر پڑھتا ہے، گویا اُس نے اُن تمام چیزوں کی تعداد کے برابر صدقہ دیا جن پر سورج اور چاند طلوع کرتے ہیں۔
★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۵) ★

★ "ظاہر ہے! اس قدر فضیلت اُسی شخص کے لیے ممکن ہے جو اس سورت کو (۱) سمجھ کر پڑھے (۲) اس کے مطالب پر غور و فکر کرے (۳) اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوششیں کرے۔"
★ (تفسیر نمونہ) ★

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص خداوندِ عالم کی توفیقات سے محروم ہو اُس کو یہ سورت زیادہ پڑھنی چاہیئے۔ اس کے حافظے میں اضافہ ہوگا، مقبولیت بڑھے گی، اور اُس کا مرتبہ بلند ہوگا۔

★ فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا رزق کم ہو، اور توفیق میسّر نہ ہو، اور خسارہ زیادہ ہوتا ہو، ایسے شخص کو یہ سورت زیادہ، ہمیشہ پڑھنی چاہیئے۔
اس سورۃ کو لکھ کر دھوتے اور اُس کا پانی پیئے تو دل کی دھڑکن سے محفوظ رہے گا۔
(تفسیر برہان۔ انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۵ — رُكُوْعُهَا ۱

سورج کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ قسم ہے سورج اور اُس کی پھیلتی ہوئی شعاعوں کی۔

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ اور قسم ہے چاند کی جبکہ وہ سورج پیچھے پیچھے آتا ہے۔

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳ اور قسم ہے دن کی جب وہ (ہر چیز) کو ظاہر کر دیتا ہے،

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ اور قسم ہے رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے،

www.drhasanrizvi.com

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ اور قسم ہے آسمان کی اور اُس ذات کی، جس نے اُس کی بنا ڈالی۔

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ اور قسم ہے زمین کی اور اُس ذات کی، جس نے اُسے بچھایا

آیت ۱: سورج اور اُس کی دھوپ کی قسم یا سورج اور اُس کی حرارت کی قسم۔

"ضحیٰ": جب سورج کے لیے استعمال ہوتا ہے تو عربی زبان میں اِس کے معنی روشنی کے مقابلے میں دھوپ کے معنی ہوتے ہیں۔ سورج کی روشنی + گرمی۔ (مفردات امام راغب)

سورج اہمیت (۱) انسان کو سب سے پہلے حرارت اور روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں سورج سے ملتی ہیں۔

(۲) تمام غذائی اشیاء سورج کی روشنی اور حرارت سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۳) تمام رنگ، زیبائش، جلوے، روشنیاں سورج سے متعلق ہیں جو علم فزکس سے ثابت ہو چکا ہے۔

(۴) بارشیں، بادل، بخارات سورج کی گرمی سے پیدا ہوتے ہیں جن سے دریا چشمے، نہریں، کنوئیں زیرِ زمین بہتے ہیں۔

(۵) ہواؤں کا ہیر پھیر، چلنا بھی سورج کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۶) تمام انرجی پیدا کرنے والے ذرائع مثلاً آبشاریں، ڈیم، بند، کوئلہ، تیل سورج کی گرمی سے پیدا ہوتے ہیں

(۷) سارا نظامِ کائنات Solar System کو نظامِ شمسی کہتے ہیں کیونکہ یہ نظام سورج کی کشش پر منحصر ہے

اب واضح ہو گیا کہ خداوندِ عالم نے سب سے پہلے سورج کی قسم کیوں کھائی۔

* (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "الشمس" سے (اوّلین) مراد

www.drhasanrizvi.com

جناب رسولِ خداؐ ہیں، جن کے ذریعہ سے خداوندِ حکیم نے لوگوں کے لیے اُن کے دین کو روشن و واضح فرمایا۔ اور "القمر" سے مراد حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں، جو جناب رسولِ خدا کے فوراً بعد آئے اور اُن کا سینہ جناب رسولِ خدا نے علم سے بھر دیا۔

* (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی، تفسیر برہان) *

* حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ: سورج سے مراد (اوّلین معنی میں) جناب رسولِ خداؐ ہیں اور "چاند" سے مراد حضرت امام علیؑ ہیں، دن (نہار) سے مراد امام حسنؑ و امام حسینؑ ہیں۔ اور "الیل" سے مراد بنی اُمیّہ ہیں۔"

* (تفسیر انوار النجف) *

* دوسری روایت میں ہے کہ "نہار" (دن) سے مراد امام مہدیؑ ہیں۔

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب میں تبلیغِ رسالت پر فائز ہوا تو بنی اُمیّہ کو میں نے اسلام اور خدا کا پیغام پہنچایا، مگر اُنھوں نے مجھے جھٹلایا۔ پھر میں نے بنی ہاشم کو دعوتِ اسلام دی تو علیؑ نے میری ظاہری اور باطنی دونوں طریقوں سے حمایت کی اور حضرت ابو طالبؑ نے میری حمایت ظاہری صورت سے کی، مگر ایمان کو دل میں چھپائے رکھا۔ یہ دیکھ کر جبریلؑ نے اللہ کے حکم سے اپنا جھنڈا علم بنی ہاشم میں نصب کر دیا، اور ابلیس نے اپنا جھنڈا بنی اُمیّہ میں گاڑ دیا۔ تو وہ اور اُن کی اولاد ہماری اور ہماری اولاد کی قیامت تک دشمن رہے گی۔

* (تفسیر برہان۔ انوار النجف) *

آیت ۶: جدید مفسّرین نے اسی آیت سے نتیجہ نکالا ہے کہ زمین حرکت کر رہی ہے۔ اس لیے کہ "طحو" کے معنی کسی چیز کو دھکیلنا ہوتا ہے۔ اس سے زمین کی حرکتِ محوری ثابت ہوتی ہے۔

* طحوا کے دوسرے معنی بچھانے اور پھیلانے کے ہیں۔ کیوں کہ زمین پہلے پانی میں غرق تھی پھر آہستہ آہستہ پانی زمین کے گڑھوں میں چلا اور خشکیوں نے سر نکالا۔ پھر زمین پھیلتی چلی گئی۔ اسی کو دحوالارض فرمایا۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ اور قسم ہے انسان کے نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسے ٹھیک ٹھاک کرکے اُس میں توازن پیدا کیا،

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ پھر اُس پر اچھائی اور بُرائی کا اِلہام یا اِلقاء کیا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ حقیقتاً وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے اس نفس کو پاک صاف کیا،

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ اور یقیناً وہ نامراد اور برباد ہوا جس نے (اس نفس کی نشوونما سے لاپروائی کرکے) اُسے (بُرائیوں میں) دبا دیا۔

★ جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: "کوئی بچہ ایسا نہیں پیدا ہوتا جو اسلام کی فطرت کے علاوہ کسی اور فطرت پر پیدا ہوتا ہو، پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"
★ (بخاری۔ مسلم) ★

★ نیز حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرا مالک فرماتا ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف (یعنی) صحیح فطرت پر پیدا کیا تھا، پھر شیطانوں نے آکر اُن کو اُن کے فطری دین سے بہکا کر گمراہ کر دیا۔ اُن پر وہ چیزیں حلال کر دیں جو میں نے اُن کے لیے حرام قرار دی تھیں، اور اُن پر وہ چیزیں حرام کر دیں، جو میں نے اُن پر حلال کی تھیں۔ اُنھیں شیطانوں نے یہ حکم دیا کہ میرے ساتھ اُن کو میرا شریک بھی قرار دیں جبکہ اُن کو میرا شریک ہونے پر کوئی دلیل میں نے نہیں نازل کی۔

★ سَوّٰىهَا "یعنی انسان کے جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ حواسِ ظاہری سے

www.drhasanrizvi.com

لے کر ادراک، حافظہ، تخیل، ارادہ، محبت، نفرت سب کی تنظیم کی، اُن کو درست فرمایا، معتدل فرمایا دوسرے معنی میں روح اور جسم کا تعلق ٹھیک طور پر قائم فرمایا۔ کیوں کہ نفس سے مراد جسم اور روح دونوں ہیں۔
* (تفسیر نمونہ، تفسیر مجمع البیان) *

★ پھر نفس کو نکرہ استعمال کر کے انسانی نفس کی عظمت کو سمجھایا، پھر انسان کے اندر الہام کیا کہ کیا چیز اُس کے لیے بُری (فجور) ہے اور کیا چیز اُس کے لیے اچھی (تقویٰ) یا پاکیزگی ہے؟ اِس طرح خلقتِ انسانی کی تکمیل ہوئی۔ یعنی خدا نے اِس بات کی تعلیم دی کہ کیا کام کرنا چاہیئے اور کس کام سے بچنا چاہیئے۔ اِس طرح انسان ایک ایسا وجود بن گیا کہ وہ اپنے آپ کو پاک کرلے یعنی بُرائیوں سے بچ کر خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرلے، تو فرشتوں سے آگے بڑھ جائے۔ اور اگر خود کو گرا دے، دبا دے یعنی بلند اور پاک ہونے کے بجائے بُرائیوں کی پستیوں میں خود کو دبا دے، تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے۔ * (تفسیر نمونہ) *

طبیعت میں اعتدال نفس کی پاکیزگی کا سبب ہے

جناب امیر المومنینؑ نے ایک یہودی عالم کے سوال کے جواب میں فلسفۂ انسانی کے بارے میں اس طرح سمجھایا کہ: "فلسفے سے تمہاری کیا مراد ہے" کیا ایسا نہیں ہے کہ جس انسان کی طبیعت میں اعتدال پیدا ہو جائے تو اُس کا مزاج خود بخود پاکیزہ ہو جاتا ہے، اور جس کے مزاج میں پاکیزگی راسخ ہو جاتی ہے تو اُس کے اثراتِ نفس قوی ہو جاتے ہیں، اور جو اپنے نفس کے اثرات میں طاقتور ہو جاتا ہے تو وہ (انسانیت کے) منتہائے کمال پر بلند ہو جاتا ہے، اور جو اِس معراجِ کمال پر پہنچ جائے تو وہ فضائلِ نفسانیہ سے آراستہ ہو جاتا ہے، اور جو فضائلِ نفس سے مزین ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اُس میں تمام کمالِ انسانیت موجود ہوتے ہیں، (بجائے اِس کے کہ اُس میں خاصۂ حیوانی موجود ہو کر اپنا اثر دکھلائے۔) اِس حالت میں ایسا انسان ملکوتی صفات بن جاتا ہے بس اِس سے زیادہ انسانی عروج کا تصور نہیں۔" یہ سن کر یہودی عالم نے اعتراف کیا کہ یا علیؑ! آپ نے تو بالکل فلسفہ ہی میں کلام فرمایا ہے۔"

★ (العرب صلوا لعبر المنعم العدد ۷ الفرقان طبع ۱۰)

www.drhasanrizvi.com

الہام کے اصل معنی کسی چیز کے نگلنے یا پینے کے ہوتے ہیں۔ یعنی خدا نے انسان کو القار کر کے اُس کی روح کو یہ مطلب پلا دیا۔ (سمجھا دیا) کہ کیا چیز اُس کے لیے بُری ہے اور کیا چیز اچھی ہے۔

الہام اور وحی میں فرق یہ ہوتا ہے کہ جس پر الہام یا القار ہوتا ہے وہ آدمی یہ بات نہیں سمجھ پاتا کہ یہ خیال اُس کے دل و دماغ میں کہاں سے اچانک آگیا؟ جبکہ جس پر وحی ہوتی ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ وحی کس کی طرف سے ہو رہی ہے۔

★ "فجور" فجر سے ہے جس کے معنی شگاف کرنا۔ کیوں کہ گناہوں سے دیانت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اس لیے بُرائی کو فجور کہا۔ اور "تقویٰ" وقایہ کے مادّے سے ہے یعنی بچانا۔ گناہوں سے خود کو بچانا۔

★ (مفردات امام راغب)

زَكّٰىهَا "تزکیہ کے مادّے سے ہے جس کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا۔ نشوونما دینا۔ ترقی کرنا۔

★ (مفردات امام راغب) ★

اس آیت کی آخری تفسیر فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یوں فرمائی کہ: "جس نے خدا کی اطاعت کی وہ نجات پاگیا، اور جس نے خدا کی نافرمانی کی وہ ناامید و محروم ہوگیا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۵) ★

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ (مثلاً قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے ابدی حقیقتوں کو جھٹلایا،

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ جب اُس قوم کا سب سے زیادہ بدبخت اور شقی آدمی اُٹھا۔

آیت ۱۲: "اَشْقٰىهَا" (بدبخت ترین آدمی) قومِ ثمود کا بدبخت ترین آدمی قِدار بن سالف تھا جس نے حضرت صالح پیغمبرِ خدا کی ناقہ (اونٹنی) کو قتل کیا تھا۔ تفسیر [illegible] میں ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ:

www.drhasanrizvi.com

عبدالرحمٰن ابنِ ملجم اسی قِدار کی نسل سے تھا۔ اور دونوں کا قصہ بھی ایک جیسا ہے۔ قِدار، رُباب نامی عورت کے عشق میں گرفتار ہوکر ناقۂ صالحؑ کا قاتل بنا۔ اور عبدالرحمٰن ابنِ ملجم قُطام نامی عورت کے عشق میں مبتلا ہوکر حضرت امام علیؑ کا قاتل بن گیا۔

* (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف) *

* شیعہ، سُنّی اکابرین نے اِس روایت کو لکھا ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علیؑ سے دریافت فرمایا: "پہلے والوں میں سب سے زیادہ شقی (بدبخت ترین) کون تھا؟"

حضرت امام علیؑ نے عرض کی: "حضرت صالحؑ کے اونٹ (ناقہ) کے ٹخنوں کے پچھلے حصّوں (پٹھوں) کو کاٹنے والا۔" آں حضرتؐ نے فرمایا: "تم نے ٹھیک کہا"۔ پھر آپؐ نے پوچھا: "بتاؤ بعد والوں میں سب سے زیادہ شقی (بدبخت ترین) کون ہوگا؟" عرض کی: "یارسول اللہؐ! میں نہیں جانتا۔" جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علیؑ کے سر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "جو اِس سر پر ضرب لگائے گا۔"

(تفسیر مجمع البیان، صحیح بخاری کتاب الانبیاء۔ بغوی طبرانی) *
(ابنِ مردویہ، حاکم، ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں) *
(بروایت عمّار یاسر۔ طبری، احمد بن حنبل نے عمار یاسرؓ سے، جابر بن سمرہ)
(عمان بن صہیب۔ تفسیر قرطبی جلد ۶ صـ ۷۱۶۸، ثعلبی، واحدی، خطیب بغدادی) *

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾

(۱۳) (حالاں کہ) ان لوگوں سے خدا کے رسولؑ (صالحؑ) نے کہا تھا کہ اللہ کی اونٹنی کا اور اُس کے پانی پینے کا خیال رکھنا۔

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

(۱۴) مگر انھوں نے خدا کے رسولؑ کی بات کو جھوٹا سمجھا اور اونٹنی کے پیروں کے

www.drhasanrizvi.com

فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ پیچھے کے پٹھے کاٹ کر مار ڈالا۔ اس پر اُن کے پالنے والے مالک نے اُن کے اِس گناہ کی وجہ سے اُن پر ایسی آفت توڑی کہ اُس بستی کی پوری زمین کو برابر کر ڈالا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ ع اور خدا کو اپنے کسی کام پر کسی بُرے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہوا کرتا۔ (یعنی خدا کو اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا کہ ثمود جیسی عظیم قوم کو تباہ کرنے پر اُس کو کسی انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا یا کوئی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔)

دَمْدَمَ دمدمہ کے مادّے سے ہے۔ یعنی ہلاک کرنا۔ کوٹنا، جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، سخت سزا دینا، بہت غصہ ہونا، گھیر لینا، مکمل سزا دینا۔ * (مفردات امام راغب) *

"سوّٰىهَا" کے معنی زمین کو صاف کر دیا۔ یعنی سخت زلزلہ آیا یا زبردست بجلی گری کہ ساری قوم کا صفایا ہو گیا۔ ساری قوم کو سزا کی یکساں سزا ملی۔ کوئی سزا سے بچ سکا۔ * (تفسیر نمونہ) *

اصول: مفسرین نے اس آیت سے یہ اصول نکالا کہ اگر کسی قوم میں برائی کرنے والے چند آدمی ہوں لیکن اگر باقی قوم اُن کی برائی کو پسند کرتی ہو تو اللہ کے ہاں پوری قوم اُس برائی کی مرتکب قرار پائے گی اور اُس جرم یا برائی میں سب کی شریک سمجھی جائے گی۔ * (تفسیر کبیر) *

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ جب کوئی بادشاہ اپنی قوم کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا ہے تو پہلے دس دفعہ سوچتا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا کہیں میرے خلاف کوئی قسم کی بغاوت نہ ہو جائے۔ خداوند عالم کو اس طرح کا کوئی خوف و خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ اُس کا اقتدار لوگوں کے مانے نہ ماننے پر منحصر نہیں ہے۔ ←

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الّیل "مکی"

رات کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ الیل کی تلاوت کرے گا (یعنی) سمجھ کر پڑھے گا، خدا اُس کو اِسقدر عطا فرمائے گا کہ وہ راضی اور خوش ہو جائے گا۔ اور خدا اُسے سختیوں سے نجات دے گا۔ اور اُس کے لیے زندگی کی راہوں کو آسان کر دے گا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اِس سورۃ کو پندرہ مرتبہ پڑھے گا سونے سے پہلے، تو وہ اپنی نیند میں اچھی باتیں دیکھے گا، بُرائی نہ دیکھے گا۔ اور جو شخص نمازِ عشاء میں اِس سورۃ کو پڑھے گا، تو گویا اُس نے ایک چوتھائی قرآن پڑھا اور اُس کی نماز مقبول ہوگی۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص اِس سورۃ کو پندرہ دفعہ پڑھے گا تو وہ ناپسندیدہ چیز نہ دیکھے گا۔ اور نیند میں خدا اُس کو امن میں رکھے گا۔ * اگر کسی بیہوش آدمی یا مرگی کے مریض پر یہ سورۃ پڑھی جائے تو وہ فوراً ہوش میں آجائے گا۔ (باذن اللہ) ★ (تفسیر برہان، انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۱ رُكُوْعُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ (۱) قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے

وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ (۲) اور قسم ہے دن کی جب وہ چمک اٹھے

وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ۙ (۳) اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا،

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۧ (۴) حقیقت یہ ہے کہ تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔

شانِ نزول سورۃ

حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے کہ "ایک امیر آدمی کے کھجور کے درخت کی ایک شاخ ایک فقیر بچوں والے کے گھر کے اوپر لٹک رہی تھی۔ جب امیر آدمی کھجوریں توڑتا تو کچھ کھجوریں اُس فقیر و غریب کے

www.drhasanrizvi.com

گھر میں گرتیں۔ اُس کے بچے وہ کھجوریں اُٹھا لیتے۔ وہ شخص درخت سے اُتر کر بچوں کے ہاتھ سے کھجوریں چھین لیتا یہاں تک کہ بچوں کے منہ میں سے بھی نکال لیتا۔ اُس فقیر نے حضور اکرمؐ سے شکایت کی آپؐ نے اُس امیر آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ میں تمہارے درخت کی اُس شاخ کو خریدتا ہوں جو تمہارے پڑوسی فقیر کے گھر میں جھکی ہوئی ہے"۔ اُس شخص نے انکار کر دیا ایک صحابیؓ رسولِ خدا نے عرض کی کہ حضورؐ کی اجازت ہو تو یہ درخت میں خرید لوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اجازت ہے"۔

"صحابیٔ رسولِ خداؐ نے اُس امیر آدمی سے درخت خریدنے کی پیشکش کی"۔ اُس نے کہا میں نے رسولِ خداؐ کو بھی نہیں دیا جبکہ وہ حضرتؐ جنت کے درخت اس کے بدلے میں دینا چاہتے تھے۔

پھر اُس صحابی نے مکرر اُس سے کہا کہ بتاؤ تم مجھے کس قیمت پر یہ درخت فروخت کر سکتے ہو؟

امیر آدمی نے کہا: اچھا اگر تم اِس درخت کے بدلے میں مجھے چالیس درخت دے سکتے ہو تو میں قبول کرتا ہوں، پھر یہ درخت تمہارا ہوگا"۔ درخت کے خریدار صحابی نے کہا: میں تمہیں چالیس درخت دیتا ہوں"۔ دونوں کے مابین معاملہ طے پا گیا۔ اُس نے گواہ طلب کیے۔ خود اس نے کہا عرض وہ درخت صحابی نے خرید لیا، اور حضور اکرمؐ سے عرض کی" ملکیت ہے۔ میں اُس کو آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جناب رسولِ خداؐ اُس غریب آدمی کے تشریف لے گئے اور فرمایا: "اب یہ درخت تمہارا اور تمہارے بچوں کا ہے"۔

اسی موقع پر یہ سورہ نازل ہوئی جس میں بخیلوں کی مذمت کی گئی۔ اُس درخت کے خریدار صحابی کا نام ابوالدحداح تھا۔ * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ (آیت میں) "النّھارِ" یعنی: دن سے اوّلین مراد ہم ائمہ اہلِ بیتؑ میں سے قائمِ آلِ محمدؐ امام مہدیؑ ہیں۔ جب وہ قیام کریں گے تو آپؑ

www.drhasanrizvi.com

ہر حکومتِ باطلہ پر غالب آجائیں گے۔ اللہ نے لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرمائی ہیں، اور اُس کا علم رسولِ اکرمؐ کو دیا ہے اور ان (اولین معنی) کا علم ہمارے (ہم ائمہ اہلِ بیتؑ کے) سوا کسی کو نہیں۔

* (تفسیر صافی) *

آیت کی وضاحت:

* نیز امام علیہ السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ الذکر یعنی مرد سے اوّلین مراد حضرت امام علیؑ ہیں اور "الانثیٰ" یعنی عورت سے اوّلین مراد جناب فاطمہ زہراؑ ہیں۔"

* (تفسیر صافی ۵۲۱) *

* آیت ۴ میں: "سَعْيُكُمْ لَشَتّٰى" (تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں)" یعنی: کچھ لوگ نیک کاموں میں کوششیں کرتے ہیں، اور کچھ لوگ بُرے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ اچھے کاموں کا اجر جنت ہے اور بُرے کاموں کی سزا دوزخ ہے۔

* (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی۔ تفسیر کبیر) *

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝۵ تو جس نے خدا کی راہ میں مال، محنت یا وقت دیا اور خدا کی نافرمانیوں سے ڈرا اور بچا۔

وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ اور اچھی باتوں کو سچ مانا (یعنی خدا، رسولؐ، آخرت، شریعت، اچھے اخلاق و اعمال کو صحیح سمجھا)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ تو ہم اُس کو آسان راستے اور منزل تک پہنچنے میں آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔

سب سے افضل کونسا عمل ہے؟

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا: "سب سے اچھا، افضل عمل کونسا ہے"؟ فرمایا: "وہ عمل جس کے بغیر خداوندِ عالم کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اور وہ ہے (اللہ، رسولؐ اور آخرت پر) ایمان لانا۔" * (اصولِ کافی) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۷ : کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص (۱) اپنا مال نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے اور (۲) دل میں خدا سے ڈرتا رہتا ہے، (۳) اسلام کی باتوں کو دل سے سچ سمجھتا ہے۔ اُس کے لیے ہم اپنے قانون اور عادت کے مطابق نیک کام انجام دیتے رہنے کو آسان کر دیں گے اور آخر کار اُس کو نہایت ہی آسانی اور راحت کے مقام جنّت میں پہنچا دیں گے۔
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ اور جس نے کنجوسی کی اور خدا سے بے نیازی اور لاپروائی اختیار کی،

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩ اور اچھی بات کو جھٹلایا،

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠ تو ہم اُس کو مشکل راستے اور منزل تک پہنچنے کو آسان کر دیتے ہیں (یعنی) سخت منزل تک پہنچنے کا سامان کر دیتے ہیں۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١ پھر اُس کا مال اُس کے کسی کام نہیں آتا بس وہ منہ کے بل گر کر ہلاک و برباد ہو جاتا ہے

یعنی : وہ اپنا مال چھوڑ چھاڑ کر اپنی قبر میں منہ کے بل گر کر خدا کی سخت سزا میں گرفتار رہتا ہے۔

آیت ۸ تا ۱۰ کی تشریح | مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے (۱) خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ نہ کیا (۲) خدا کو خوش کرنے اور اُس کا اجر و ثواب حاصل کرنے کی پرواہ نہ کی (۳) اور اسلام کے پیغام کو اور اللہ کے وعدوں کو جھوٹ سمجھا، اُس کا دل روز بروز سخت ہوتا چلا جائے گا، اُس سے نیک کام کرنے کی توفیق سلب ہوتی چلی جائے گی

www.drhasanrizvi.com

آخر کار آہستہ آہستہ خدا کی سزا کی انتہائی سختی میں پہنچ جائے گا، یہی اللہ کی عادت اور قانون ہے۔ اسی قانون کو قانونِ مکافاتِ عمل کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نیکی کا راستہ اختیار کر کے اُس پر چلتا ہے تو ہم اُس کے لیے نیکی کے کام انجام دینا آسان کر دیتے ہیں، اور جو بُرائی کا راستہ اختیار کرتا ہے ہم برائی کرنے کو اُس کے لیے آسان کر دیتے ہیں، جو اُس نے اپنے ارادے و اختیار سے پسند کیا ہوتا ہے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* آیت ۱۱ کی تشریح | " وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ " اور کام نہ آئیگا اُس کو اُس کا مال جب وہ (منھ کے بل جہنم کے) گڑھے میں گرے گا "

اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس مال و دولت پر گھمنڈ کر کے یہ شخص اپنی آخرت کی دوسری آنے والی زندگی سے بالکل بے پرواہ رہا تھا، وہ شخص خدا کی سزاؤں سے ہرگز نہ بچ سکے گا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿۱۲﴾ حقیقت یہ ہے کہ راستہ دکھانا ہماری ذمّے داری ہے۔

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿۱۳﴾ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آخرت اور دُنیا کے ہم ہی مالک ہیں۔

خداوندِ عالم نے فرمایا: "آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں" اِس لیے جس کو دنیا چاہیئے وہ بھی ہم سے مانگے، اور جس کو آخرت چاہیئے وہ بھی ہم سے مانگے۔ ہم نے دنیا اور آخرت دونوں کو عطا کرنے کے اصول بتا دیے ہیں جس کا فارمولا یہ ہے کہ لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ "انسان کے لیے کچھ نہیں سوا اس کے

www.drhasanrizvi.com

جس کے لیے وہ کوشش کرے۔" (عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری ہے)
ہم انسان کی کوشش کو دیکھ کر اپنی مشیت اور حکمت کے مطابق عطا کرتے ہیں۔ * (مؤلف) *
قرآن میں دوسری جگہ یوں فرمایا: "مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ" یعنی: "جو شخص دنیا کے ثواب کا ارادہ سے کام کرے گا اُس کو ہم دنیا میں سے کچھ دیدیں گے اور جو شخص آخرت کے ثواب (اجر) کے لیے کام کرے گا اُس کو ہم آخرت میں سے (خوب) دیں گے۔" (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۵)
* مزید وضاحت خود فرمائی: "مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝" (شوریٰ آیت ۲۰ پارہ ۲۵)
یعنی: "جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اُس کی کھیتی کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں، مگر جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اُسے دنیا ہی میں سے کچھ دے دیتے ہیں، مگر آخرت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔" (شوریٰ آیت ۲۰)
* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تقیم) *

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ پس (اِس لئے) اب میں نے تمھیں اُس بھڑکتی دہکتی (جہنم کی) آگ سے ڈرا کر خبردار کر دیا،

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ اُس میں نہیں جلے گا مگر وہ انتہائی بدترین، بدبخت،

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ جس نے خدا اور رسولؐ کو جھٹلایا اور ابدی حقیقتوں سے منہ پھیر لیا۔

www.drhasanrizvi.com

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ اور اُس آگ سے بچا رہے گا بُرائیوں سے اور خدا کی ناراضگی سے بہت ڈرنے اور بچے رہنے والا،

الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ جو اپنا مال (حرص اور خدا کی نافرمانی سے) پاک ہونے کے لیے دیتا ہے،

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ ﴿۱۹﴾ جبکہ اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوتا جس کا اُسے بدلہ دینا (ضروری) ہو

تُجْزٰى ﴿۲۰﴾

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ (بلکہ) وہ تو صرف (اور صرف) اپنے بلند و برتر پالنے والے مالک کی خوشی اور رضامندی حاصل کرنے کے لیے (یہ سب کام کرتا ہے)

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ (اِس لیے) اُس کا مالک (خدا) اُس سے خوش ہوگا (یا) عنقریب خدا اُس شخص کو اتنا کچھ دے دے گا کہ وہ شخص "پوری طرح" خوش اور راضی ہو جائے گا۔

آیت ۱۳ سے آیت ۲۱ تک کا پیغام | یہ ہے کہ (۱) دنیا اور آخرت سب ہمارے ہاتھ میں ہے

(۲) مگر ہماری حکمت و عدالت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہم آدمی کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کر دیں

(۳) ہاں، ہم نے بات اپنے ذمے لے لی ہے کہ سب کے سب کو نیکی بدی کی راہ سمجھا دیں یعنی بھلائی

www.drhasanrizvi.com

اور بُرائی کو واضح کردیں۔ بدی کی بُرائی اور نقصانات کھول کھول کر سمجھادیں، اور اچھائی کی اچھائی اور فوائد پوری پوری طرح بتلادیں۔ (۴) پھر جو شخص جو راہ اپنے اختیار سے اختیار کرے اُس کو دنیا اور آخرت میں اُسی کے مطابق جزاء سزا دیں۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

جناب فاطمہ زہراؑ کے خطبے کے ابتدائی حصّے کا خلاصہ

"حمد" تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ اور شکر اُسی پالنے والے مالک کا ہے جس نے ہمیں نیکی اور بدی کا الہام فرمایا (یعنی ہمارے دلوں کو نیکی اور بدی کا فرق سمجھادیا)۔ اور اللہ ہی کے لیے ثناء و تعریف ہے کہ اُس نے اپنی نعمتوں کو دینے کی اپنی طرف سے ابتداء فرمائی، اور اپنی نعمتوں کو تمام مخلوقات پر پھیلادیا۔ یہ ساری نعمتیں خداوندِ عالم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمائیں، اور اپنی مشیّت سے اُن کو جاری و ساری (تقسیم) فرمایا، جبکہ اُس کو اُن نعمتوں کے پیدا کرنے اور استعمال کرنے کی کوئی ضرورت یا حاجت نہ تھی۔ اُس نے یہ کام صرف اِس لیے کیا (۱) کہ اُس کی حکمت ثابت ہوجائے، (۲) اور لوگ اُس کے احسانات، عطاؤں اور قدرتوں کو دیکھ کر اُس کی اطاعت کی طرف مائل ہوجائیں۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت و فرماں برداری پر عظیم ثواب رکھا، اور اپنی نافرمانی پر سزا رکھی۔"

* (خطبۂ لمۂ جناب فاطمہ زہراؑ از جلاء العیون، بحار الانوار) *

آیت ۱۴ میں: "تلظّی" کے معنی سخت بھڑکتی آگ۔ اِس سے شاید جہنّم کا وہ طبقہ مراد ہے جو بڑے بھاری مجرموں کے لیے مخصوص ہے۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۱۵: یعنی جس شخص نے سخت بدبختی یعنی نافرمانی کا راستہ اختیار کیا وہ سخت بھڑکتی جہنّم کی آگ میں پھینکا جائے گا اور پھر اُسے وہاں سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت ۱۶: اِس آیت سے مرجیہ فرقہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ جہنّم میں صرف کافر ہی جائیں گے، کوئی مسلمان چاہے

www.drhasanrizvi.com

کتنا ہی گناہگار ہو، جہنّم میں نہیں جائے گا۔

لیکن یہ نتیجہ بہت سی قرآنی آیات اور احادیثِ رسولؐ سے غلط ثابت ہوتا ہے جن میں یہ بتایا ہے کہ بہت سے ظالم، بدکار، فاسق، فاجر مسلمان بھی جہنّم داصل ہوں گے، اُن میں سے جو اہل ہوں گے وہ بعد میں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نکل آئیں گے۔ یا۔ جب اُن کی سزا ختم ہو جائے گی تو نکل آئیں گے

اِس زیرِ نظر آیت میں فرمایا گیا ہے کہ: "جس میں (جہنّم میں) صرف وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا، اور منہ پھیر لیا۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پکّے حق کے منکر ہیں وہ نہایت بدبخت ہیں جہنّم دراصل اُنہی کے لیے بنائی گئی ہے جس میں وہ لازمی طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل کیے جائیں گے البتہ جو سرکش ظالم مسلمان جہنّم میں داخل ہوں گے اُن کی حیثیّت ثانوی ہوگی۔ اُن کا جہنّم میں داخلہ عارضی ہوگا۔ * (فتح القدیر) *

★ آیت ۱۸: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ

یعنی: جو خدا کی ناراضگی اور برائیوں سے بہت ڈرنے اور بچنے والا ہوگا وہ اُس آگ سے بچا رہے گا اور جو اپنا مال پاک ہونے کے لیے (راہِ خدا میں) دیتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی سزاؤں سے بہت ڈرنے والے ہوں گے اُن کو خدا کی سزاؤں اور جہنّم کی ہوا تک نہ لگے گی۔ وہ لوگ صاف بچا لیے جائیں گے۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

★ آیت ۲۱: وَلَسَوْفَ يَرْضٰى "(اور ضرور اللہ اُس سے خوش ہوگا۔) اِس کے دو معنی ہیں۔

(۱) جو شخص اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرے گا عنقریب خداوندِ عالم اُس کو اس قدر نعمتیں عطا فرمائے گا کہ وہ بالکل خوش، راضی اور مطمئن ہو جائے گا۔ (۲) جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے اپنا مال نیک کاموں پر خرچ کرے گا، اللہ بھی اُس سے راضی ہو جائے گا۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم، تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الضحیٰ (۹۳) "مکیۃ"

چمکتے ہوئے روشن دن کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل وخصوصیات

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

★ "جو شخص سورۃ الضحیٰ کی تلاوت کرے گا (سمجھ کر پڑھے گا) وہ ایسے لوگوں میں سے ہوگا جن سے خداوندِ عالم راضی ہوگا۔"

★ پھر وہ اس لائق ہو جائے گا کہ جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس کی شفاعت کریں۔ اُن کو ہر ہر یتیم اور سوال کرنے والے مسکین کی تعداد سے دس دس گنا نیکیاں دی جائیں گی۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

یہ تمام فضائل اُس کے لیے ہیں جو سمجھ کر پڑھے اور اس سورۃ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

نوٹ: روایات میں آیا ہے کہ سورۃ الضحیٰ اور اس کے بعد والی سورۃ "الم نشرح" ایک ہی سورۃ ہیں۔ اب کیوں کہ فقہ جعفریہ کے مطابق ہر فرض نماز میں الحمد کے بعد ایک مکمل سورۃ پڑھنی ضروری ہے اس لیے نمازِ فریضہ میں ان دونوں سورتوں کو اکٹھا پڑھنا چاہیئے اور الم نشرح سے پہلے بسم اللہ بھی پڑھیں۔

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الضُّحٰی (مَکِّیَّۃٌ)

اٰیَاتُہَا ۱۱ رُکُوْعُہَا ۱

چمکتے اور دھوپ چڑھتے دن کی قسم سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ الضُّحٰی ۙ (۱) قسم ہے چمکتے اور دھوپ چڑھتے وقت کی۔

وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ (۲) اور قسم ہے رات کی جب کہ اُس کا سکون اور سناٹا پوری طرح چھا جائے

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ؕ (۳) آپؐ کے پالنے والے مالک نے آپؐ کو نہ تو چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ آپؐ سے ناراض ہوا ہے۔

شانِ نزولِ سورۃ: ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ یہودیوں نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ ذی القرنین

www.drhasanrizvi.com

کون تھے ؟ اصحابِ کہف کا قصّہ کیا ہے ؟ روح کی حقیقت کیا ہے ؟
جناب رسولِ خدا نے فرمایا : "میں کل بتاؤں گا۔" مگر آپؐ نے "انشاءاللہ" نہ فرمایا۔
اسی لیے وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ پھر کیا تھا دشمنوں کی زبانیں قینچیوں کی طرح چلنے لگیں۔ مگر یہ شانِ نزول
درست نہیں معلوم ہوتی۔ اِس لیے کہ یہودی مدینے میں تھے، اور وحی کا یہ رُکنا مکّہ کا واقعہ ہے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ بعض روایات میں آیا ہے کہ مسلمانوں نے حضور اکرمؐ سے پوچھا کہ : وحی کا سلسلہ کیوں رُک گیا ؟
فرمایا : "مجھ پر وحی کیسے اُترے جبکہ تم لوگ اپنی انگلیوں کے جوڑوں کو پاک نہیں رکھتے، اور ناخن
نہیں کتروالتے ؟

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴

(۴) حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کے لیے آپؐ کا بعد میں آنے والا زمانہ پہلے والے زمانے سے کہیں بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

(۵) اور بہت جلد آپؐ کا پالنے والا مالک آپؐ کو اتنا کچھ عطا کرے گا کہ آپؐ خوش اور راضی ہو جائیں گے۔

آیت ۴ کا مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم اپنے حبیبؐ سے فرما رہا ہے کہ آپؐ ابتدائی دور کی پریشانیوں سے خاطر برداشتہ نہ ہوں، آپؐ کے لیے ہر بعد کا دور پچھلے دور سے بہتر ثابت ہوگا۔ آپ کی قوت عزت

www.drhasanrizvi.com

مقبولیت برابر بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ اور یہ وعدہ صرف دنیا تک محدود نہیں ہے، آخرت کی دوسری زندگی میں بھی آپؐ کا مرتبہ ہر آن بدرجہا بڑھتا چلا جائے گا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میرے سامنے میری وہ تمام کامیابیاں پیش کی گئیں جو میرے بعد میری اُمّت کو حاصل ہونے والی ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اِس کے بعد خداوندِ عالم نے مجھ سے فرمایا: یقیناً تمھارے لیے بعد کا دور تمھارے پہلے دور سے بہتر ہوگا۔"

* (طبرانی نے "اوسط" میں۔ بیہقی نے "دلائل" میں بروایت ابنِ عباسؓ) *

* خداوندِ عالم کا اپنے رسولؐ سے یہ فرمانا کہ: "تمھیں اسقدر بخشوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"

یعنی (۱) دنیا میں تمھارا پیغام عالمگیر ہو جائے گا،

(۲) آخرت میں حقِ شفاعت عطا کر کے تم کو راضی کروں گا،

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علیؑ نے فرمایا کہ:

"جناب رسولِ خداؐ نے مجھ سے فرمایا: "قیامت کے دن میں شفاعت کے مقام (مقامِ محمود) پر کھڑا کیا جاؤں گا، وہاں میں اسقدر شفاعت کروں گا کہ آخرِ کار خدا فرمائے گا

أَرَضِيتَ يَا مُحَمَّدُ ؟ اے محمدؐ! (کیا تم) اب تم راضی ہو گئے؟

میں کہوں گا: رَضِيتُ رَضِيتُ۔ میں راضی ہو گیا، میں راضی ہو گیا۔

* (تفسیر نمونہ) *

خواتین کے لیے درسِ خاتونِ جنّت فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسولِ خداؐ، حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ اونٹ کی اُون کا سخت لباس پہنے ہوئے گھر کا سارا کام خود کر رہی ہیں، ایک ہاتھ سے چکّی پیس رہی ہیں،

www.drhasanrizvi.com

دوسرے ہاتھ سے اپنے فرزند کو دودھ پلا رہی ہیں۔ جناب رسول خدا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: "بیٹی! دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس کے لیے برداشت کرو۔ کیوں کہ خداوند کریم نے مجھ پر یہ نازل فرمایا ہے کہ: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" (اور آپؐ کا پالنے والا مالک آپؐ کو اتنا عطا کر دے گا کہ آپؐ راضی ہو جائیں گے۔)

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ کیا اُس نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا، تو (ابوطالبؑ کے پاس) پناہ کی جگہ دی؟

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ اور آپؐ کو کھویا ہوا پایا، تو آپؐ کی رہنمائی کی (یعنی آپؐ کو ہدایت کے کام کے شروع کرنے کا طریقہ کار معلوم نہ تھا اُس کو بتایا۔ (یا) آپؐ کو لوگوں کی نظروں میں غیر معروف پا کر متعارف کرایا)

---

* "یتیم" کے اصلی معنی یہ ہیں کہ جس کے مثل کوئی نہ ہو۔ اس لئے ایسے بے حد قیمتی موتی کو درِ یتیم کہتے ہیں جس کی مثل کوئی موتی نہ ہو۔ * (تفسیر صافی، تفسیر قمی) *

* خدا اپنے رسولؐ سے فرما رہا ہے کہ تم سے ناراض ہونے اور تم کو چھوڑ دینے کا کیا سوال، جبکہ تم میرا پیغام پہنچا رہے ہو، میری خاطر ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہو، ہم نے تو تم کو اُس وقت بھی اکیلا نہیں چھوڑا جب تم یتیم ہو گئے تھے۔ آٹھ سال کی عمر تک دادا عبدالمطلبؑ نے پرورش کیا، اُن کے انتقال کے بعد آپؐ کے حقیقی چچا حضرت ابوطالبؑ نے آپؐ کی کفالت کی۔ اعلانِ نبوت کے زمانے میں بھی سارے عرب کی دشمنی کے باوجود آپؐ کے سینہ سپر رہے۔ (تفہیم تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

یتیم پر مہربانی کرنے کی فضیلت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب یتیم روتا ہے تو خدا کا عرش لرز لرز جاتا ہے، پھر خدا فرشتوں سے کہتا ہے کہ: جو شخص روتے یتیم کو سہارا دے کر خوش کرے گا، میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ قیامت کے دن اُس کو خوش کردوں گا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

* حضورِ اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا: "جب یتیم روتا ہے تو اُس کے آنسو خدائے رحمٰن کے ہاتھ پر گرتے ہیں۔"

* (تفسیر کبیر امام رازی جلد ۳۱) *

* نیز آپؐ نے فرمایا: "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اِس طرح ہوں گے۔" پھر آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا، بشرطیکہ وہ شخص خدا کا خوف اور تقویٰ رکھتا ہو۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ نے حضرت امام حسنؑ کو جو وصیت میں فرمائی تھیں اُن میں فرمایا تھا:

"اَللّٰہَ اللّٰہَ فِی الْاَیْتَامِ": یتیموں کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا، یتیموں کو کبھی بھوکا نہ رکھنا ایسا نہ ہو کہ تمھارے سامنے یتیم ضائع ہو جائیں۔" (یعنی اُن کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو)۔

* (نہج البلاغۃ خطبہ ۴۷) *

آیت: "ضَآلًّا" کے عربی میں کئی کئی معنی ہیں (۱) گمراہی (۲) راستہ معلوم نہ ہو اور آدمی حیران کھڑا ہو کہ کدھر جاؤں۔ عرب کہتے ہیں "ضل الماء اللبن" پانی دودھ میں غائب ہو گیا۔ (۳) عربی میں ضالًا اُس درخت کو بھی کہتے ہیں جو صحرا میں اکیلا کھڑا ہو۔ (۴) ضائع ہونا (۵) غافل ہونا۔ مثلاً قرآن میں فرمایا: "لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی" میرا رب نہ غافل ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔" (سورۃ ۲۰ طٰہٰ آیت ۵۲ پارہ ۱۶)

* "ضَآلًّا" کے معنی یہاں گمراہی کے نہیں ہیں بلکہ "حیرانی" کے ہو سکتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا حیران تھے،

www.drhasanrizvi.com

گم تھے، کھوئے ہوئے تھے، کس طرح اپنی قوم کی ہدایت کے کام کو شروع فرمائیں۔ گویا آپؐ درخت کی مانند عرب میں اکیلے کھڑے تھے اور بظاہر آپؐ کی کوئی پیروی کرنے کو تیار نہ تھا۔ آپؐ کی صلاحیتیں ضائع ہو رہی تھیں کہ دنیا آپؐ سے ہدایت نہیں پا رہی تھی۔ پھر یہ کہ آپؐ اصولِ دین اور فروعِ دین کے تفصیلی علم سے غافل تھے، جو بعد میں آپؐ کو عطا ہوا۔ جیسا کہ قرآن خود فرماتا ہے کہ: "مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ" (ایک وقت تھا کہ) آپؐ یہ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔"
(سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ پارہ ۲۵)

پھر یہ کہ حضور اکرمؐ جاہلیت کے معاشرے میں گم ہو کر رہ گئے تھے، کیوں کہ ایک ہادیٔ برحق کی حیثیت سے آپؐ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ جاہلیت کے صحرا میں آپؐ اکیلے درختِ سرسبز کی طرح کھڑے تھے۔

* (تفسیر کبیر - تفہیم - مجمع البیان) *

سب سے اعلیٰ تفسیر امام علی ابنِ امام موسیٰ رضاؑ نے یوں فرمائی "اے رسولؐ! کیا ہم نے تمھیں اپنی مخلوق کے درمیان یتیم یعنی بے نظیر فرد، لاجواب شخص نہیں پایا، اس لیے ہم نے لوگوں کو تمھاری پناہ میں دے دیا اور تمھیں تمھاری قوم میں گمنام، گمشدہ اور غیر معروف پایا۔ (وہ لوگ تمھارے فضل و شرف کو نہیں پہچانتے تھے) تو ہم نے اُن لوگوں کو تمھاری طرف ہدایت کی، پھر تمھیں علم و دانش میں تمام اقوامِ عالم کا سرپرست قرار دیا اور اِس طرح اُنھیں تمھارے ذریعہ بے بہا نہ کر دیا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ اور آپؐ کو غریب بے مال پایا، تو آپؐ کو خدیجہؑ کے ذریعہ مال دار کر دیا۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ (لہٰذا اس کا شکرانہ یہ ہے کہ کسی) یتیم پر سختی نہ کیجیے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۸ میں "عَآئِلًا" "عائل" اصل میں عیالدار، کثیر العیال شخص کے معنی میں ہے۔ مگر یہ لفظ فقیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ★ (مفردات امام راغب) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خداوندِ بزرگ و برتر نے ہرگز کسی پیغمبرؑ کو اُس وقت تک مبعوث نہیں فرمایا جب تک کہ اُس سے بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کا کام نہیں کرایا تاکہ وہ اِس طرح انسانوں کی نگہبانی کا طریقہ سیکھ لیں۔" ★ (بحار الانوار جلد ۱۱) ★

★ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ ابن عمرانؑ نے خدا سے پوچھا کہ: "مالک! آپ نے مجھے کیوں نبوت سے سرفراز فرمایا؟" خدا نے فرمایا: "اے موسیٰؑ! تمھیں وہ دن بھی یاد ہے کہ جب ایک بکری کا بچہ تمھارے گلے سے بھاگا، تو تم نے اُس کا پیچھا کیا، بالآخر بڑی دوڑ دھوپ کے بعد اُس کو تم نے پکڑا، اور اُس سے کہا: "اے حیوان! تو نے اپنے کو کیوں تھکا لیا؟" پھر تم نے اُس کو اپنے کندھے پر اُٹھا کر گلے میں چھوڑ دیا۔ اِس عمل کی وجہ سے میں نے تمھیں اپنی مخلوق کا سرپرست اور نگہبان بنا لیا۔ (ایک جانور کے مقابلے پر تمھارا عجیب و غریب تحمل، حوصلہ، محبت، محنت تمھاری عظیم روحانی قوت کی دلیل ہے) ★ (تفسیر نمونہ) ★

★ جناب رسولِ خداؐ کے والد نے اپنی میراث میں صرف ایک اونٹنی اور ایک لونڈی چھوڑی تھی، مگر پھر ایک وقت آیا کہ قریش کی سب سے مالدار خاتون حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو اپنی تجارت میں شریک کر لیا، پھر شریکِ حیات بنا لیا، اور آخر کار سارا کاروبار آپؐ کے حوالے کر دیا۔ اور آپؐ نے اس کاروبار کو آگے بڑھا دیا۔ (تفسیر کبیر تفہیم)

★ مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! ہم نے تمھیں ہر ایک سے ہر طرح بے نیاز کر دیا۔ یعنی حضرت عبد المطلبؑ اور ابو طالبؑ جیسے شفیق دادا اور چچا کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھایا، اور جوانی میں جناب خدیجہؓ جیسی مالدار شریکِ زندگی کے ذریعہ مالدار بنایا۔

★ اِن آیتوں میں مفسرینِ اسلام کسی طرح حضرت ابو طالبؑ اور حضرت خدیجہؓ کے ذکر کو نہ روک سکے شاہ عبد القادر صاحب نے لکھا کہ: حضرت خدیجہؓ اپنی قوم میں اشرف اور مالدار تھیں، اُن سے آپؐ کا نکاح ہوا۔ ★ (موضح القرآن) ★

www.drhasanrizvi.com

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ اور جو سوال کرنے والا ہو اُس کو جھڑکیے نہیں،

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ اور اپنے پالنے والے مالک کی نعمت کو بیان کر کر کے ظاہر کرتے رہیئے۔

آیت ۱۰ کی تشریح: سائل کو نہ جھڑکو مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سوال کرے، اور اُس کی مدد کر سکتے ہو تو ضرور مدد کرو۔ اگر مدد نہیں کر سکتے ہو تو نرمی کے ساتھ اُس سے معذرت کر لو۔ اُس کو جھڑکو مت۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تم سائل نہیں ہو۔ نادار نہیں ہو، بلکہ مالدار ہو۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

★ دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص دین کے بارے میں کتنے ہی غیر معقول طریقے سے سوال کرے، تم بہرحال محبت اور شفقت اور نرمی کے ساتھ جواب دو۔ بدمزاج لوگوں کی طرح اُس کو جھڑکو مت۔

* (حسن بصری۔ سفیان ثوری) *

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کی حاجتوں کا تم سے وابستہ ہونا، یہ تمھارے اوپر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا نعمتوں (یعنی حاجتمندوں) کو رنج نہ پہنچاؤ، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ نعمت، نقمت و عذاب سے بدل جائے۔"

* (بلاغت الحسین) *

★ مطلب یہ ہے کہ اگر سائل کو انکار بھی کرنا ہو تو پیار و محبت کے ساتھ، معذرت اور معافی کے ساتھ انکار کرو۔ سختی سے جواب نہ دو، ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو۔ سائل دینی ضرورت کے تحت سوال کرے یا مادی یا مالی ضرورت کے تحت سوال کر رہا ہو، علمی و دینی ضرورت کے تحت سوال کر رہا ہو، ہر قسم کے سائل کو

www.drhasanrizvi.com

نرمی اور محبت سے جواب دو۔ مالی سوال کرنے والے کو اس لیے نہ جھڑکو کہ ہم نے تمھاری اُس وقت مالی مدد کی تھی جب تم مال کے اعتبار سے فقیر تھے، ہم نے تمھیں غنی کر دیا تھا، اُس کے شکرانے میں مالی سوال کرنے والے سے نرمی سے پیش آؤ۔ اور علمی سوال کرنے والے کو اس لیے نہ جھڑکو کہ تم خود گمشدہ تھے، گمنام تھے، ہم نے لوگوں کو تمھاری طرف ہدایت کی۔ یا تم خود دین کو نہ جانتے تھے، ہم نے تمھیں علم، نبوت اور رسالت سے نوازا۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

آیت ۱۱: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ "(اور اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرکے ظاہر کرو۔)

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "خدا جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے، تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس بندے پر اپنی نعمت کے آثار دیکھے۔" ★ (نہج الفصاحۃ حدیث ۶۸۲) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے معنی اس طرح بیان فرمائے:

"جو کچھ خدا نے تم کو بخشا ہے مثلاً دوسروں پر برتری دی ہے، روزی عطا کی ہے، تمھارے اوپر احسان کیا ہے، پھر تمھیں ہدایت کی نعمت دی ہے۔ ان سب نعمتوں کو بیان کرو۔ (مجمع البیان جلد ۱۰)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام حسین علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کیے گئے۔ تو آپ نے فرمایا: "اَمَرَهٗ اَنْ يُّحَدِّثَ بِمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِ فِيْ دِيْنِهٖ۔" یعنی: "خدا نے حکم دیا ہے کہ دین کی جو نعمت خدا نے تمھیں بخشی ہے اُس کا اظہار کرو۔" (بحار الانوار جلد ۱۷۔ بلاغۃ القرآن)

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جس شخص کو کوئی چیز یا نعمت دی جائے لیکن اُس کی شخصیت میں اُس چیز یا نعمت کے آثار نظر نہ آئیں، تو اُس کو خدا کا دشمن اور خدا کی نعمتوں کا مخالف شمار کرنا چاہیئے۔"

★ (تفسیر قرطبی جلد ۱۰ - کافی جلد ۶) ★

★ حضرت امام علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "خدا جمیل (خوبصورت) ہے اور وہ جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے خدا اُس بندے سے محبت کرتا ہے جس پر اپنی نعمتوں کے آثار دیکھے۔"

★ (فروع کافی جلد ۶) ★

www.drhasanrizvi.com

سورۃ ۹۴ اَلَمْ نَشْرَحْ "مکیۃ"

"اے نبیؐ! کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟" کے سوال سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات

تفسیر اہلِ بیتؑ کے اعتبار سے سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ اور سورۃ الضُّحٰی ایک ہی سورۃ ہیں اہلِ سنت کے بھی بعض اکابرین نے اِس کو تسلیم کیا ہے۔

* (تفسیر کبیر، بقول طاؤس اور عمر ابنِ عبدالعزیز۔ مجمع البیان) *

* مگر شیعہ فقہاء کے نزدیک دونوں سورتیں نماز میں پڑھی جائیں تو درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھنا ضروری ہے۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الم نشرح کو پڑھتا ہے اُس کو اُس شخص کے برابر اجر ملتا ہے جس نے مجھے غمگین دیکھا ہو اور میرے دل سے میرا غم واندوہ دور کرایا ہو۔" * (تفسیر مجمع البیان جلد) *

* نیز فرمایا کہ: "جو شخص سورۃ الم نشرح کی تلاوت کرے گا (سمجھ کر پڑھے گا) اُس کو اللہ یقین اور عافیت عطا فرمائے گا۔"

* اور جو شخص اس سورۃ کو سینے کے درد پر پڑھے گا یا لکھ کر پاس رکھے، تو سینے کے درد سے شفا پائے گا۔"

* (تفسیر انوار النجف) *

* نیز آپؐ نے فرمایا: "اگر کسی شخص کا پیشاب بند ہو جائے اور وہ کسی برتن پر اس سورۃ کو لکھ کر اُس کا پانی پیئے تو پیشاب کھل کر آئے گا، اور اُس کا اخراج آسان ہو جائے گا۔ اور اگر دردِ دل اور سینے کی تکلیف پر اس سورۃ کو پڑھا جائے گا تو شفا ہوگی۔ اس سورۃ کو لکھ کر دھو کر پیئے تو سردی دور ہو جائے گی۔ (تفسیر برہان)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُہا ۸	اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ	رُکُوْعُہا ۱

کیا ہم نے آپؐ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟ کے سوال سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۙ﴿۱﴾ اے نبیؐ! کیا ہم نے آپؐ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟

وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ﴿۲﴾ اور آپؐ پر سے وہ (ذمہ داری کا) بھاری بوجھ اُتار دیا۔

الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَہْرَکَ ۙ﴿۳﴾ جو آپؐ کی کمر توڑے ڈال رہا تھا۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ﴿۴﴾ اور آپؐ کے ذکر کو اونچا (مشہور) کیا۔

شانِ نزول اور شرحِ صدر کے معنی | سینہ کھولنے کے معنی پریشانی کو دور کرنا، عزم و ہمت عطا کرنا،

www.drhasanrizvi.com

بے چینی کو اطمینان سے بدل دینا۔ * (فصل الخطاب) *

جناب رسولِ خدا اپنے ابتدائی کارِ رسالت کے زمانے میں بہت ہی سخت ناگوار حالات سے گزر رہے تھے اُن حالات میں خدا اپنے رسول کو تسلی دے رہا ہے کہ اے رسول! کیا ہم نے تمھارے سینے کو کھول نہیں دیا؟ یعنی: تمھیں ہر قسم کے ذہنی خلجان، پریشانی، فکر، خوف، تردد، تکلیف اور بے چینی سے نکال کر پوری طرح پُرسکون اور پُر اطمینان نہیں بنا دیا۔

جس طرح حضرت موسیٰ کو جب خدا نے یہ حکم دیا کہ تم فرعون کے پاس جا کر اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔" تو اُنھوں نے عرض کی تھی کہ: "مالک! (میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے اس لیے) میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے۔" اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ۝ القصص ع ۲۸ آیت ۳۳ پ ۲۰

پھر اسی احساس کے ساتھ حضرت موسیٰ نے خدا سے دعا فرمائی: رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝ "یعنی: "مالک! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو آسان کر دے۔"

* (سورۃ طٰہٰ آیت ۲۵-۲۶ پارہ ۱۶) *

یعنی: میرا سینہ کھول دے تاکہ مجھ میں اسقدر ہمت اور ولولہ پیدا ہو جائے کہ میں جا کر بلا کسی خوف کے آپ کا پیغام پہنچا دوں اور فرعون کو ٹھیک کر دوں۔

بس اسی طرح انہی معنی میں ہمارے نبی کو بغیر دعا مانگے یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ خود خدا نے اپنی طرف سے مبارکبادیں پیش کیں، کہ ہم نے تمھیں نبوت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ حوصلہ ہمت اور جذبۂ کامل، وسعتِ قلب و نظر عطا فرما دی ہے جو منصبِ رسالت کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے درکار ہوتی ہیں۔

* (تفسیر نمونہ۔ تفسیر مجمع البیان۔ تفہیم) *

شرحِ صدر کے غلط معنی:- بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ لکھا کہ: "ایک دن جبریل نے جناب رسولِ خدا کو دبوچ لیا اور سینہ کاٹا، دل نکالا، دھویا، صاف کیا، پھر سینے میں فٹ کر دیا۔

www.drhasanrizvi.com

ایسی باتوں کو حدیث یا روایات کے راویوں سے جانچنا چاہیئے۔ ایسی اوٹ پٹانگ باتیں قرآن سے ثابت کرنے کی کوششیں نہیں کرنی چاہئیں۔ عربی ادب میں شرحِ صدر کبھی شقِ صدر (آپریشن) دل پھاڑنے کاٹنے، نکالنے کے معنی میں نہیں آتا۔

★ (تفہیم مولانا مودودی - مفردات امام راغب) ★

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "میں نے اپنے پالنے والے مالک سے ایک درخواست کی، حالاں کہ میں سوال کرنا نہیں چاہتا تھا، مگر میں نے عرض کی کہ: مالک! آپ نے مجھ سے پہلے کسی نبیؑ کو ہواؤں پر اختیار عطا فرمایا، کچھ انبیاءؑ نے مردے زندہ کیے"۔ اس پر خداوندِ عالم نے مجھ سے فرمایا: "کیا تم یتیم نہ تھے کہ میں نے تمھیں پناہ دی"؟ میں نے عرض کی: "جی ہاں"۔ پھر فرمایا: "کیا تم حیران نہ تھے تو میں نے تمھیں ہدایت دی"؟ میں نے عرض کی: "جی ہاں"۔ پھر فرمایا: "کیا میں نے تمھارے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔؟ (شرحِ صدر نہیں کیا؟) میں نے تمھاری پشت کا بوجھ ہلکا نہیں کر دیا؟؟ (کیا تمھارا کام آسان نہیں کر دیا؟) میں نے عرض کی: "جی ہاں! اے میرے پالنے والے مالک!"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ غرض "شرحِ صدر" کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے قلبِ رسول ؐ میں سکون و اطمینان، صبر و استقامت قوتِ عمل، معارف کے علوم کے سمندر اُتار دیے، زبردست حوصلہ اور قوتِ برداشت عطا فرمائی، اور مخالفین کی مخالفتوں پر ڈٹے رہنے کی قوت عطا فرمائی۔

احادیث و سیر سے ثابت ہے کہ ظاہری طور پر بھی فرشتوں نے کئی کئی مرتبہ آپ ؐ کا سینہ کاٹا اور صاف کیا، لیکن مدلولِ آیت کا ظاہر اس معنی کو ثابت نہیں کرتا۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

★ خدا نے خود قرآن میں فرمایا: "فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ" یعنی: "اللہ جس کو ہدایت سے نوازنا چاہتا ہے، اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے"۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۵ پارہ ۸)

www.drhasanrizvi.com

آیت کی تشریح: سوال یہ ہے کہ وہ کونسا بوجھ تھا جس نے پیغمبرِ اکرمؐ کی پشت سے اُٹھالیا؟ اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کارِ رسالت و نبوّت کا بوجھ تھا، جو خدا کی مدد سے ہلکا ہوگیا۔

★ (۱) بعض مفسّرین نے لکھا: "یہ وحی کا بوجھ تھا جس کو خدا نے آپؐ پر آسان کر دیا۔"

★ (۲) بعض مفسّرین نے لکھا: "یہ اُس غم واندوہ کا بوجھ تھا جو حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجہؑ کی وفات سے آپؐ کے دل پر چھاگیا تھا، اور آپؐ اکیلے اور بے سہارا ہوگئے تھے۔"

★ (تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر) ★

تفسیرِ اہلِ بیتؑ: رسولؐ کا بوجھ اس طرح ہلکا ہوا کہ یتیم تھے تو حضرت ابوطالبؑ سے کفالت کرائی اِس یتیمی کا بوجھ ہلکا ہوگیا۔ حضرت خدیجہؑ سے شادی کے ذریعہ خداوندِ عالم نے فقر و فاقے کا بوجھ ہلکا کرادیا اِسی طرح سینے کی کشادگی حضرت امام علیؑ کی ولایت و محبت سے ہوئی۔ اور دشمنوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کی وجہ سے پشت کے بوجھ کی تکلیف حضرت امام علیؑ کی تائید و نصرت سے دور ہوگئی۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

آیت: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" (اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا)

حضور اکرمؐ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جہاں جہاں توحید کا علَم بلند ہوا وہاں حضورؐ کا نام نامی بھی ساتھ ہی ساتھ بلند ہوتا ہے۔ چناں چہ اذان، اقامت، نماز، دُرود اِس آیت کا سب سے بڑا اور واضح مصداق ہیں۔ توحید کے ساتھ ساتھ حضورؐ کی نبوّت و رسالت کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔

★ (فصل الخطاب۔ انوار النجف) ★

★ ابوسعید خُدری سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کہ: "آپؐ کو معلوم ہے کہ آپؐ کے رب نے آپؐ کا نام کس طرح بلند فرمایا؟" میں نے کہا کہ "میرا رب ہی بہتر جانتا ہے۔" جبرئیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: "جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی کیا جائے گا۔" ★ (ابونعیم، ابن جہان، ابن جریر، ابن ابی حاتم۔ مسند ابویعلیٰ، ابن منذر، ابن مردویہ)

www.drhasanrizvi.com

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ حقیقتاً دشواری کے ساتھ ساتھ آسانی کا ہونا ہوتا ہے،

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ اور واقعاً دشواری کے ساتھ ساتھ آسانی ہوتی ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ لہٰذا جب (نبوت کے کاموں سے) فارغ ہو جائیں تو (اپنا وصی، اپنا خلیفہ، اپنا جانشین) مقرر کر دیجیے۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨ اور (پھر) اپنے پالنے والے مالک کی طرف (واپس جانے کے لیے) رغبت فرمائیے۔

ع ۱ ۸ ۱۹

* آیت ۵-۶: میں اس اصول کو دہرایا گیا ہے کہ: "یہ حقیقت ہے کہ تنگی کے ساتھ ساتھ فراخی بھی ہے۔" بیشک تنگی اور تکلیف کے ساتھ ساتھ فراخی اور آرام ہے" تاکہ حضور اکرمؐ کو اور ہر مسلمان کو پوری پوری طرح تسلی ہو جائے کہ سخت حالات دیر تک نہیں رہا کرتے، اُن کے فوراً بعد قریب میں اچھے حالات آنے والے ہیں۔ بظاہر یہ دو ضدوں کا جمع ہو جانا ہے کہ تکلیف کے ساتھ ساتھ آرام کیسے ہوگا۔؟ سختی کے ساتھ ساتھ آسانی کیسے جمع ہوگی؟ مگر قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ سختی کے بعد آسانی ہوگی، بلکہ فرمایا کہ سختی کے ساتھ ساتھ آسانی ہے۔ یعنی سختی سے آسانی اسقدر قریب ہے گویا یہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: "اے رسولؐ! آپؐ نے جو تبلیغ دین کے سلسلے میں اسقدر شدید تکلیفیں برداشت کی ہیں، ان تمام سختیوں کے ساتھ ساتھ کئی کئی آسانیاں بھی ہیں۔ مثلاً ان تکلیفوں کی وجہ سے ہم نے آپؐ کا

www.drhasanrizvi.com

دل کھول کر حوصلہ بڑھا دیا، جس کی وجہ سے آپؐ کے لیے اسقدر سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا آسان ہو گیا۔
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

آیت: "فَانْصَبْ" || فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
آیت کا پیغام یہ ہے کہ: "اے رسولؐ! تم جب ہمارے پیغام کے پہنچانے سے فارغ ہو چکو تو علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دو۔ اور تم اِس بارے میں اللہ کی طرف توجہ کرو۔" * (تفسیر صافی، تفسیر قمی) *
* نیز آپؑ سے روایت ہے کہ: "اے رسولؐ! جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا عَلَم قائم کرو، اپنے وصی کا اعلان کرو، اُن کے فضائل علانیہ بیان کر دو۔" اِسی حکم پر جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" "جس کا میں آقا ہوں، علیؑ بھی اُس کے آقا ہیں۔"
جس کا میں حاکم ہوں علیؑ بھی اُس کے حاکم ہیں۔" * (کافی) *
* اِس کے علاوہ بھی اِس آیت کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں۔||

(۱) بعض نے لکھا کہ: "اے رسولؐ! جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعاؤں میں مشغول ہو جاؤ۔
(۲) جب تم فرائض سے فارغ ہو جاؤ تو نفل نمازوں میں مصروف ہو جاؤ۔
(۳) جب تم دنیا کے کاموں سے فارغ ہو جاؤ، تو آخرت کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔
(۴) جب تم واجبات سے فارغ ہو جاؤ، تو مستحبات کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔
(۵) جب تم دشمن کے مقابلے پر جہاد سے فارغ ہو جاؤ تو جہاد بالنفس پر آمادہ ہو جاؤ۔
(۶) جب کارِ رسالت کے انجام دینے سے فارغ ہو جاؤ تو شفاعت کی درخواست کے لیے نمازِ شب میں کھڑے ہو جاؤ۔ * (تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر) *
(۷) اہلِ سنت کے عظیم عالم "حاکم حسکانی نے لکھا کہ" اِس آیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو علیؑ کو ولایت کے لیے نصب کر دو۔" (بقول امام جعفر صادقؑ شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ احادیث ۱۱۱۶ تا ۱۱۱۹) *

www.drhasanrizvi.com

سُورۃُ التِّین "مکّیۃ"

انجیر کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل وخصوصیات

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص سورۃ التین نمازِ فرائض و نوافل میں پڑھتا رہے گا اُس کو جنّت میں اُس کی اپنی مرضی کے مطابق مکان ملے گا۔"

★ (تفسیر برہان) ★

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ التین کی تلاوت کرے گا۔ (سمجھ کر پڑھے گا) اُس کو بحساب اجر و ثواب دیا جائے گا (اتنا کہ) گویا اُس نے جنابِ رسولِ خدا کو غمزدہ دیکھا ہو اور آں حضرت کو کسی مدد کی ہو، اور اگر اِس سورت کو اُس کھانے پر پڑھ دیا جائے جو سامنے ہو اُس کھانے کے نقصان سے خدا اُس کو محفوظ رکھے گا۔ اگر اُس کھانے میں زہر بھی ہوگا تب بھی وہ زہر اُس کے لیے شفا میں بدل جائے گا۔"

★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اگر اِس سورت کو روٹی کے کسی ٹکڑے پر لکھ لیا جائے اور اس پر اِس سورۃ کو پڑھ بھی دیا جائے تو اُس روٹی کے مضر اثرات ختم ہو جائیں گے، بلکہ خدا کی قدرتِ کاملہ کے باعث وہ روٹی باعثِ شفا ثابت ہوگی۔

★ (تفسیر برہان) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ التِّیْنِ مَکِّیَّةٌ

انجیر کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

اٰیَاتُھَا ۸ رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی

وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ اور قسم ہے طورِ سینا کی،

وَ ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ اور قسم ہے اِس امن و امان والے شہر (مکہ) کی۔

* اِن دو میووں تین (انجیر) اور زیتون کی قسم اِس لئے کھائی ہے کہ انجیر بہت عمدہ میوہ ہے پُر از غذا ہے، زود ہضم اور ہاضم ہے، اِس کا نفع بہت زیادہ ہے۔ بلغم کو گھلاتا، دفع کرتا ہے گردوں کو صاف کرتا ہے، ریگِ مثانہ (پتھری) کو دور کرتا ہے، بواسیر کو دور کرتا ہے۔

* اور زیتون میوہ بھی ہے اور سالن بھی ہے، درد کی دوا ہے، اِس کا روغن بہت لطیف ہوتا ہے اور بے حد مفید ہے۔ * (تفسیر صافی) *

www.drhasanrizvi.com

"التین" انجیر۔ اور زیتون مشہور پھل ہیں۔ شام اور اردن میں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔
تین۔ یعنی انجیر کے بارے میں جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اگر جنت سے کوئی میوہ اُترا ہے تو وہ انجیر اُترا ہے۔ یہ وہ میوہ ہے جو گٹھلی کے بغیر ہے۔ اِس کو زیادہ کھایا کرو۔ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔
★ تین اور زیتون کے بارے میں چند اقوال ہیں۔ (۱) "تین" دمشق کے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ ہے اور زیتون بیت المقدس کا کوئی پہاڑ ہے۔ کیوں کہ اِن پہاڑوں پر انجیر اور زیتون کے درخت بکثرت ہیں اِس لیے اِن کے یہ نام رکھے گئے۔
(۲) دمشق کی جامع مسجد کا نام زیتون ہے۔ (۳) تین (انجیر) سے مراد مکّہ کی مسجد الحرام ہے، اور زیتون سے مراد مسجدِ اقصیٰ ہے۔ (۴) تین سے مراد امام حسنؑ اور زیتون سے مراد امام حسینؑ ہیں۔
★ (تفسیر انوار النجف) ★

آیت ۲: "طُورِ سِینِینَ" سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰؑ نے اپنے پالنے والے مالک سے مناجات فرمائی تھی۔ سینین اور سینا ایک گاؤں کے نام ہیں جو کوہِ طور پر واقع ہے۔ (تفسیر صافی)
★ "طورِ سینین" کے معنی ہر وہ پہاڑ جو پھلدار درختوں سے لدا ہوا ہو۔ ★ (مفردات امام راغب)
آیت ۳: "الْبَلَدِ الْأَمِينِ" (یعنی) امن والے شہر سے مراد مکّہ مکرّمہ ہے جس میں قتال کی اجازت نہیں ہے۔ اِس شہر میں جو داخل ہو جائے اُسے امن حاصل ہو جاتا ہے۔
★ بعضوں نے کہا ہے کہ ہر وہ پہاڑ جو پھلدار درختوں سے لدا ہو اُس کو سینین کہتے ہیں اور اِس کی تاویل حضرت امیر المومنینؑ ہیں۔ اور "البلد الامین" کی تاویل جناب رسولِ خدا ہیں۔
★ مفسّرین لکھتے ہیں کہ اصل میں تین مقامات کی قسم کھائی گئی ہے۔ (۱) وہ جگہ جہاں ایک جلیل القدر صاحبِ شریعت پیغمبر مبعوث ہوئے۔ انجیر و زیتون سے مراد بیت المقدس ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے تھے (۲) طورِ سینین پر حضرت موسیٰؑ سے خدا نے کلام کیا (۳) شہر مکّہ میں جناب رسولِ خداؐ کی بعثت ہوئی۔ (ابن کثیر)

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۪ ﴿۴﴾

(۴) کہ ہم نے انسان کو بہترین اور اعلیٰ درجہ کی ساخت پر پیدا کیا ہے

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۙ﴿۵﴾

(۵) پھر پلٹا کر ہم نے اُسے سب نیچوں سے بالکل نیچا کر دیا،

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾

(۶) سوا اُن لوگوں کے جو ایمان لائے۔ اور اچھے اچھے کام کیے، اُن کے لیے تو کبھی نہ ختم ہونے والا معاوضہ ہے۔

آیت ۴ کی تشریح: اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ "بہترین ساخت" پر انسان کو پیدا کیا۔

* ساری قسمیں اِسی بات پر کھائی جا رہی ہیں، گویا یہ جوابِ قسم ہے کہ انسان کو ہم نے بہترین صورت پر پیدا کیا ہے۔ مثلاً ہر مخلوق کو خدا نے اس طرح پیدا کیا کہ اُس کا منھ نیچے کو چارپایوں کی طرح جھکا ہوا نہیں ہے، پھر انسان جانوروں جیسا بے ڈھنگا بھی نہیں ہے، پھر انسان میں عقل و تدبّر فہم و حکمت، غور و فکر کی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، نتیجے اخذ کر سکتا ہے۔ اِس طرح انسان خدا کی قدرت، حکمت، عظمت، شان و شوکت کا چھوٹا سا مظہر یا پرتو ہے۔ اِسی لیے جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ" (صحیح مسلم) یعنی: بیشک اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔" اِسی لیے اللہ نے انسان کو پیدا کیا تو فرمایا: "ہم نے انسان کو احسنِ تقویم پر پیدا

www.drhasanrizvi.com

یعنی بہترین ترکیب اور اندازے سے بنایا۔ اِسی لیے انسان کی عظمت کو خدا نے تین قسمیں کھانے کے بعد بیان فرمایا۔ (سبحان اللہ) * (فتح القدیر) *

آیت ۵: "اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ" یعنی: "پست حالت"

* یہ اشارہ ہے انسان کے ارذلِ عمر (بہت لمبی عمر) کی طرف۔ جب بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے انسان کی عقل بچّے کی عقل کے برابر رہ جاتی ہے۔ بوڑھا اور بچّہ برابر ہو جاتا ہے۔

لیکن کچھ دوسرے مفسّرین نے اِس سے انسان کا اپنی صلاحیتوں کو غلط استعمال کرنا مراد لیا ہے۔

کچھ مفسّرین نے اِس سے مراد جہنّم کا وہ عذاب مراد لیا ہے جو کافروں، ظالموں، فاسقوں، فاجروں کو اُن کے اعمال کی وجہ سے ملے گا۔ گویا انسان خدا و رسولؐ کی اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو اپنے بلند مرتبہ کو اور اپنی عزّت کو پامال کر دیتا ہے اور جہنّم کے سب سے نچلے طبقے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ * (تفسیر کبیر) *

* اور اِس کے تاویلی مصداق آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں۔ * (انوار النجف) *

آیت ۶: "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ..." یعنی: جو مومن ہوگا وہ انتہائی بڑھاپے کے بعد بھی "اسفل سافلین" کی طرف نہیں پلٹایا جائے گا۔ چنانچہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بچّہ جب تک جوانی کو نہیں پہنچتا اُس وقت تک اُس کے نیک اعمال اُس کے والدین کے نامۂ اعمال میں درج کیے جاتے ہیں، اور بداعمالیوں کو نہیں لکھا جاتا۔ پس جب وہ جوانی کی فضا میں قدم رکھتا ہے تو دو لکھنے والے فرشتے غلط کاریوں سے اُس کی محافظت پر مامور ہوتے ہیں اور وہ اُسے سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب اسلامی زندگی میں اُس کو چالیس برس گذرتے ہیں تو خداوندِ کریم اُس کو جنون، جذام اور برص کی موذی بیماریوں سے امان دیتا ہے۔ جب پچاس برس کا ہوتا ہے تو خدا اُس کا حساب خفیف (ہلکا) کر دیتا ہے۔ جب ساٹھ برس کا ہوتا ہے تو خدا اُس کو انابت و توبہ کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔ جب ستّر برس کو پہنچتا ہے تو ملائکۂ سما اُس کی محبّت پر مامور ہو جاتے ہیں۔ جب اَسّی سال کا ہوتا ہے تو اُس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اُس کے خاندان میں اُس کی شفاعت مقبول ہوتی ہے اور آسمان میں اُس کا نام اللہ کا قیدی ہوتا ہے

www.drhasanrizvi.com

اور جب اس عمر سے بھی تجاوز کر جائے تو جسقدر اعمال اُس کے نامۂ اعمال میں جوانی کے دوران لکھے جاتے تھے اُسی طرح اُس کے اعمال درج ہوتے رہتے ہیں اور اُس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے۔

* (تفسیر انوار النجف) *

خلاصۂ کلام | اِن آیتوں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ جو بہترین ساخت پر پیدا ہو کر بُرائی کی طرف مائل ہو جائے، اور اخلاقی پستی میں گرتے گرتے انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

(۲) دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو ایمان اور اعمالِ صالح کی زندگی اختیار کرتے ہیں، اِس لیے وہ اِس گراوٹ سے بچ جاتے ہیں، اور بلند مقام پر قائم رہتے ہیں جو بہترین ساخت پر پیدا ہونے کا لازمی تقاضا ہے۔

آخر میں اسی کو دلیل بنا کر فرمایا کہ جب انسانوں میں یہ دو الگ الگ قطعی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں، * تو پھر جزاء و سزا سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ بھلا (اے نبیؐ) اِس کے بعد جزاء اور سزا کے بارے میں آپؐ کو کون جھٹلا سکتا ہے؟

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨ کیا اللہ تمام حاکموں پر سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

ع ۱ ۸ ۲۰

آیت میں اُس انسان کو ڈانٹا ڈپٹا جا رہا ہے جو بدلے کے دن کے خدا کے وعدے کو جھوٹ سمجھتا ہے۔ وہ احمق یہ نہیں سمجھتا کہ جس خدا نے اُسے بہترین صورت پر پیدا کیا، وہ تجھے تیرے کرتوتوں پر سزا بھی دے سکتا ہے۔ پھر جو خدا تجھے ایک دفعہ پیدا کر سکتا ہے، وہ تجھے دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے، اِس کے باوجود احمق انسان روزِ جزا و سزا کا منکر ہے۔

(تفسیر کبیر)

* روایاتِ اہلِ بیتؑ میں بکثرت وارد ہوا ہے کہ اِس آیت میں دین کی تاویل ولایتِ امیرالمومنینؑ ہے۔ (یعنی) واضح اعلانِ ولایتِ حضرت امام علیؑ کو کون جھٹلا سکتا ہے سوا منکرِ ولایت کے، جو پیغمبرؐ کے اعلان کو جھٹلاتا ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۸ : "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ" (کیا اللہ تمام حاکموں پر سب سے بڑا حاکم نہیں ہے)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جناب رسولِ خدا جب اِس سورۃ یا اِس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے:

"بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ"

یعنی: "بیشک (اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے) اور میں اِس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں" (یعنی میں بھی گواہی دیتا ہوں)

★ (تفسیر صافی۔ تفسیر مجمع البیان، عیون الاخبار الرضاؑ) ★

★ جو اللہ سب حاکموں پر حاکم ہے اُسی کے عدل کا تقاضا ہے کہ وہ قیامت برپا کرے اور اُن کی فریاد کو پہنچے جن پر دنیا میں ظلم ہوا تھا۔

جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس آیت کو پڑھتے تھے تو اِس کے بعد فرمایا کرتے تھے "بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ" بیشک (اللہ تمام حاکموں کا حاکم ہے۔ اور میں اِس بات کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔"

★ (ترمذی شریف) ★

اِس سورۃ کا حاصل اور پیغام: خلاصہ: اِس سورۃ کے شروع میں انبیاءِ کرامؑ کے مرکزوں کی قسم کھائی۔ کیوں کہ انبیاءِ کرامؑ انسانی کمال کے نمائندے ہیں۔ پھر یہ بتایا گیا کہ: انسان اپنے اختیارات کو غلط استعمال کر کے انتہائی پستی میں جا گرتا ہے، مگر اِس اخلاقی پستی میں گرنے سے صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جو واقعاً دل سے خدا اور رسولؐ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں، اور اس ایمان کو اپنے نیک اعمال سے عملاً ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن دونوں قسم کے لوگوں کو اُن اعمال کے مطابق لازمی طور پر جزاء اور سزا دینے پر قادر ہے، سزا یا جزاء دے گا۔ اِس لئے خدا کی جزاء سزا کا قانون جسے مکافاتِ عمل کہتے ہیں، کسی طرح جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اور یہی قانون زندگی کا اصل فلسفہ اور مقصد ہے کیوں کہ اللہ سب سے بڑا حاکم ہے۔

(فضل الطلاب) ★ اُس کی جزاء و سزا دینے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ العَلَق "مکیۃ"

خون کے جمے ہوئے ایک ٹکڑے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت،
(یا)
اے نبیؐ! "پڑھو" کے حکم سے شروع ہونے والی سورت

(فضائل اور خصوصیات)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"وہ جس نے سورۃ العلق کی دن یا رات میں تلاوت کی (یعنی) سمجھ کر پڑھا، پھر اُسی دن یا اُسی رات مرگیا تو وہ شہید مرتا ہے۔ اِس سورۃ کے پڑھنے والے کو میرےؐ ساتھ رہ کر جہاد کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔
* (تفسیر مجمع البیان) *

* نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص سمندر کے سفر کے دوران اِس سورۃ کو پڑھے گا، تو وہ سمندر میں ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔

* اگر اِس سورۃ کو خزانے (جہاں مال، زیورات وغیرہ رکھے گئے ہوں) کے دروازے پر پڑھے گا، تو وہ خزانہ ہر آفت اور چوری سے محفوظ رہے گا۔"
* (تفسیر انوار النجف، تفسیر برہان، تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُھا ۱۹ — رُکُوْعُھا ۱

خون کے جمے ہوئے ایک ٹکڑے کے ذکر والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ (۱) (۱) (اے نبیؐ!) آپؐ اپنے پالنے والے مالک کے نام کے سہارے سے پڑھیئے، جس نے (سب کچھ) پیدا کیا۔

تفسیرِ اہلِ بیتؑ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"یہ سب سے پہلی سورۃ ہے، جو نازل کی گئی۔ جب جبرئیل اس سورۃ کو جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں لائے تو فرمایا: "اے محمدؐ! اِقْرَاْ: پڑھیئے۔" آپؐ نے پوچھا: "کیا پڑھوں"؟ پھر یہ آیت پڑھی: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ"

★ یہاں "خَلَقَ" پیدا کرنے سے اوّلین مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نور کو سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا۔ (تفسیر صافی، تفریقی)

www.drhasanrizvi.com

★ روایت میں ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ کی عمر چالیس سال ہوگئی اور آپؐ غارِ حرا میں خدا کی عبادت فرما رہے تھے تو آپؐ نے ایک آواز سُنی، جبکہ بولنے والا دکھائی نہ دیتا تھا۔ دوسرے دن حضرت جبریلؑ بہت ہی خوبصورت شکل میں دکھائی دیے اور آپؐ کو خداوندِ عالم کا سلام پہنچایا، اور فرمایا کہ خداوندِ عالم نے آپؐ کو تبلیغِ دین کا حکم دیا ہے، اور آپؐ کو جنّوں اور انسانوں پر اپنا رسولؐ بنایا ہے۔

پھر جبریلؑ نے زمین پر اپنا پر مارا۔ جس سے میٹھے پانی کا چشمہ نمودار ہوا۔ آپؐ نے پانی پیا، اور وضو فرمایا۔ پھر جبریلؑ نے سورۃ العلق کی آیات پڑھیں، اور واپس چلے گئے۔ جب آپؐ غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لا رہے تھے تو راستے میں ہر درخت اور ہر پتھر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر آپؐ کا استقبال کرتا۔ جب آپؐ نے یہ واقعہ حضرت خدیجہؑ کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئیں۔

جب ورقہ بن نوفل (جناب خدیجہؑ کے چچا) کو آپؐ نے یہ آیات اور سورۃ الحمد پڑھ کر سنائیں تو وہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ آپؐ یقیناً وہی نبیؐ ہیں جن کی خوشخبری حضرت عیسٰےؑ نے دی تھی۔ اور آپؐ حضرت موسٰیؑ کی طرح صاحبِ شریعت ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو ضرور آپؐ کی مدد کروں گا۔ مگر اُن کا انتقال ہوگیا، اور حضورِ اکرمؐ نے اُن کو جنت کے باغات میں دیکھا۔ (سبحان اللہ)

★ (تفسیر انوار النجف) ★

تفسیر اہلِ سنّت یہ سب سے پہلی وحی ہے جو نبی کریمؐ پر اُتری، جب آپؐ غارِ حرا میں مصروفِ عبادت تھے۔ فرشتے نے آکر کہا: پڑھ! آپؐ نے فرمایا: "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ پھر فرشتے نے آپؐ کو پکڑ کر زور سے بھینچا (دبایا) اور کہا: "اب تو پڑھ"۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس طرح تین مرتبہ فرشتے نے آپؐ کو بھینچا۔ ★ (صحیح بخاری باب بدء الوحی، مسلم باب بدء الوحی)

★ جناب رسولِ خداؐ نے حضرت خدیجہؑ سے فرمایا کہ "جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو ایک آواز سن کر پریشان ہو جاتا ہوں"۔

جناب خدیجہؑ نے فرمایا: "خدا کی قسم! آپؐ امانتدار، ایمان دار انسان ہیں، لوگوں پر رحم کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ اِس لیے خدا آپؐ کے ساتھ خیر کے سوا کچھ نہیں کرے گا"۔ ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۱۴ از علامہ طبرسیؒ) ★

www.drhasanrizvi.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ ﴿۲﴾ جس نے جمے ہوئے خون کے ایک ٹکڑے سے انسان کو پیدا کر دیا۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ﴿۳﴾ پڑھیئے، کہ آپ کا پالنے والا مالک بڑے فضل وکرم والا ہے،

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ ﴿۴﴾ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا،

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ ﴿۵﴾ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ (بالکل) جانتا تک نہ تھا۔

آیت ۲ میں "عَلَقٍ" فرمایا: انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ یہ انسان کی وہ ابتدائی حالت ہے جو حمل قرار پانے کے بعد پہلے چند دنوں میں ہوتی ہے، پھر وہ گوشت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر بتدریج انسان کی شکل بنتی چلی جاتی ہے۔ یہ خداوندِ قدیر کی قدرتِ کاملہ اور رحمتِ واسعہ کی دلیل ہے کہ اتنی حقیر و ذلیل اور نجس چیز سے بننے والے انسان کو صاحبِ علم اور صاحبِ قلم بنایا۔

(سبحان اللہ) * (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

* "علق" وہ حالت ہے جو نطفہ قرار پانے کے بعد دوسری منزل میں ظاہر ہوتی ہے، اس کے بعد مضغہ بنتا ہے۔ قرآن نے انسان کی پہلی شکل کو کبھی نطفہ فرمایا، کبھی "ماءٍ مھین" حقیر پانی فرمایا علق، نطفہ اور مضغہ کی درمیانی شکل کا نام ہے۔ یہ تینوں حالتیں انسان کے اندر روح داخل ہونے سے پہلے کی ہیں۔ * (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۴ میں فرمایا: "جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔" اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ لکھنا جانتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ آپؐ مصلحتاً لکھتے نہ تھے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

(۱) قلم کے فوائد (۱) قلم سے علم محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۲) قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت ہوتی ہے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل کتابوں کے ذریعہ علم سیکھ لیتی ہے۔ اور اس طرح ترقی کی راہیں کھلتی اور منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

نتائج و تعلیمات جناب رسولِ خداؐ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی، اُس کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلی وحی میں تلوار کا ذکر ہوتا، مگر قلم کا ذکر سب سے پہلے ہونا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے رسولؐ دنیا میں علم اور تعلیم کو عام کرنے کے لیے تشریف لائے تھے، جنگ کرنے کے لیے نہیں، بلکہ امن پھیلانے کے لیے تشریف لائے تھے۔

* اب یہ کہنا کہ اسلام خوں ریزی کا دین ہے، یہ سراسر تہمت ہے مسلمانوں کا عمل، رسولؐ کا عمل یا اسلام نہیں کہلایا جا سکتا۔

* یہ کہ انسان کو جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ خدا کی دین و عطا سے ہوتا ہے۔ خدا جتنا چاہتا ہے ہمیں علم عطا فرماتا ہے۔ اس لیے وہ چاہے ہم سے علم کو سلب بھی کر سکتا ہے۔ علم پر تکبر سب سے بڑی جہالت ہے۔ * (فصل الخطاب) *

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝٦ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰٓ ۝٧

(۶) ہرگز نہیں (یعنی انسان کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ) انسان سرکشی کرتا ہے۔ وہ بھی اس بناء پر کہ وہ اپنے آپ کو (خدا سے) بے نیاز سمجھتا ہے۔ (مال و اولاد، عزت پاکر بھی خدا کی عطا کا منکر ہے)

www.drhasanrizvi.com

"كَلَّا" یعنی ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ جس خدا نے انسان پر اتنے بہت سے کرم فرمائے ہیں، وہی انسان اپنے خالق و مالک کے مقابلے پر جہالت کا مظاہرہ کر کے سرکشی پر اُتر آئے اور خود کو اپنے مالک سے بے نیاز سمجھے جبکہ اُس کو اُسی اپنے مالک کی طرف واپس پلٹ کر بھی جانا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو ایسا طرزِ فکر و عمل ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ جب اُسے مال و دولت عزّت و اولاد مل جائے تو وہ بجائے شکر گذار ہونے کے، دینے والے مالک کے مقابلے پر سرکشی اور بغاوت پر اُتر آئے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلے اور بندگی کی حدیں توڑ ڈالے۔ بالآخر اُسے اپنے خالق و مالک کے سامنے واپس جا کر کھڑا ہونا ہے، تب اُسے سرکشی اور تکبّر کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ) *

اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ ۸ حالاں کہ اُسے لازمی طور پر آپؐ کے پالنے والے مالک ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۝ ۹ تو کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو روکتا ٹوکتا اور منع کرتا ہے،

عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ ۱۰ خدا کے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝ ۱۱ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ نماز پڑھنے والا بندہؐ سیدھے اور صحیح راستے پر ہے،

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ ۱۲ اور وہ لوگوں کو تقویٰ (یعنی) خدا سے ڈرنے اور بُرائیوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۸ تا ۱۲ : مطلب یہ ہے کہ آدمی کی حقیقت تو صرف اتنی سی ہے کہ وہ جمے ہوئے نجس خون سے بنا، اور وہ جاہلِ محض تھا، پھر خدا نے اُس کو علم دیا، پھر مال و دولت، اولاد دی تو مغرور ہو گیا اور اپنی حقیقت کو بھول بیٹھا اور سرکش ہو گیا، جبکہ اوّل بھی خدا ہی نے اُسے پیدا کیا ہے اور آخر کار اُسے خدا ہی کے پاس جانا ہے، اُس وقت تکبّر اور خدا فراموشی کی پول کھلے گی۔

ذرا اِس انسان کی سرکشی کی انتہا تو دیکھو کہ اُسے خود تو خدا کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں ہے، کوئی دوسرا بندہ اگر خدا کے سامنے جھکتا ہے تو اُسے بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ابوجہل جیسوں کی طرف اشارہ ہے جب رسولِ خدا نماز پڑھا کرتے تھے تو ابوجہل سخت چڑتا تھا، اور آپ کو دھمکیاں دیتا تھا اور بڑا اکڑتا تھا۔

آخر میں فرمایا: اگر یہ احمق نیک راہ پر ہوتا تو لوگوں کو بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا ہوتا، اب جو اُس نے ہم سے منھ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا؟ خود اپنے کو تباہ کیا۔

* (شیخ الاسلام عثمانی۔ تفسیر روح البیان) *

* اگرچہ آیت میں یہاں پر انسان سے خاص مراد ابوجہل ہے، مگر مسلّمہ طور پر یہاں انسان ایک مفہومِ کلّی بھی رکھتا ہے یعنی ابوجہل جیسے تمام احمق اِس میں شامل ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ "اے احمقو! یہ بھی سمجھ لینا کہ تمھیں لوٹنا بھی خدا کی طرف ہے۔" یہ حقیقتاً بہت ہی سخت تنبیہ (Warning) ہے صاحبانِ عقل کے لیے۔

؎ پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ٭ مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر (اقبال)

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ تمھارا کیا خیال ہے کہ یہ نماز سے روکنے والا (ابوجہل) جو حق کو جھٹلاتا ہے اور اُس سے اپنا منھ پھیر لیتا ہے (کیا یہ دونوں قسم کے لوگ ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟)

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ کیا وہ (نماز سے روکنے والا) یہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟

www.drhasanrizvi.com

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ (۱۵) ہرگز نہیں (یعنی ابوجہل جو یہ کہتا ہے
لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ (۱۵) کہ جب رسولؐ نماز پڑھیں گے تو میں اُن کی
گردن اپنے پاؤں سے دبا دوں گا' یہ ہرگز ایسا
نہ کر سکے گا) اگر وہ (اپنی اِن بدمعاشیوں سے) باز نہ آیا' تو ہم اُس کے ماتھے کے بال
پکڑ کر اُسے گھسیٹیں گے۔

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ (۱۶) اُس ماتھے کو جو جھوٹا بھی ہے اور
خطاکار بھی۔

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ (۱۷) وہ بُلا لے اپنے ساتھیوں اور حامیوں کے
مجمع کو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ (۱۸) ہم سخت سزا دینے والے فرشتوں اور دھکے
دینے والے چوکیدار بُلائے لیتے ہیں۔

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ (۱۹) ہرگز نہیں یعنی ہم اُسے ہرگز نہ
وَاقْتَرِبْ ۩ (۱۹) السجدة چھوڑیں گے) آپؐ اُس کی بات ہرگز
نہ مانیئے گا (اپنے مالک کی بارگاہ میں) سجدہ کیجیئے اور اُس کا قُرب حاصل کیجیئے۔

(سجدۂ واجب ادا کیجیئے)

السجدة ۳۲ ع ۱۱ ۲۱

ابوجہل نے جب جناب رسولِ خداؐ کو پہلی مرتبہ نماز پڑھتے دیکھا تو سخت غصّہ میں آگیا اور جب آپؐ سجدے میں تشریف لے گئے تو اُس نے چاہا کہ حضور اکرمؐ کی گردن پر پیر رکھ کر دبا دے لیکن جب اِس نیّت سے

www.drhasanrizvi.com

آگے بڑھا تو فوراً ہانپتا کانپتا واپس بھاگ آیا، اور کہنے لگا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی خندق ہے اور میں نے اُن کے قریب پروں کے پھڑپھڑانے کی آوازیں سُنیں۔" بعد میں حضور اکرمؐ نے فرمایا: "اگر ابوجہل اور آگے بڑھتا تو ملائکہ اُس کی بوٹیاں نوچ ڈالتے۔ * (تفسیر مجمع البیان) *

* غرض آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابوجہل اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور اسی حالت پر مر گیا تو قیامت کے دن ہم اُس کو پیشانی سے پکڑ کر جہنّم میں پھینک دیں گے۔

* جب ابوجہل نے یہ آیتیں سُنیں تو کہنے لگا: میں مکّہ کا سربراہ ہوں۔ بھلا مجھے کون پکڑ سکتا ہے اس پر یہ آیت اُتری "فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ" "اچھا تو پھر بُلا لے وہ اپنے حمائتوں چمچوں کو "سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" "ہم بھی عنقریب جہنّم کے محافظ فرشتوں کو بلائیں گے۔"

* (تفسیر انوار النجف) *

* "زبانیۃ" کلامِ عرب میں پولیس کو کہا جاتا ہے۔ (بقول قتادہ)

* اصل میں "زبن" عربی میں زور سے دھکا دینے کو کہتے ہیں۔ بادشاہوں کے چوکیدار بادشاہ کے ناراض ہونے پر لوگوں کو دھکے دے کر باہر نکالا کرتے تھے اس لیے اُن کو "زبانیۃ" کہتے تھے۔

* (مفردات امام راغب) *

* آیت میں "زبانیۃ" سے مراد جہنّم کے فرشتے ہیں۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

ابوجہل کا دنیا ہی میں بُرا انجام: عبرت:

جس وقت سورۂ رحمٰن اُتری تو عبداللہ ابنِ مسعودؓ صحابیِ رسولؐ نے یہ سورۃ قریش کے سرداروں کے سامنے پڑھی۔ ابوجہل نے عبداللہ ابنِ مسعودؓ کو اتنا زور دار تھپڑ مارا کہ اُن کا کان پھٹ گیا۔ آنحضرتؐ نے جب اُن کو دیکھا تو غمگین ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے آکر خبر دی کہ عنقریب ابوجہل کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ جنگِ بدر میں ابوجہل زخمی پڑا ہوا تڑپ رہا تھا عبداللہ ابنِ مسعودؓ اُس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ ابوجہل نے کہا: "اے حقیر چرواہے! تو اتنے بلند مقام پر چڑھ گیا" عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا: "الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ" اسلام ہی بلند ہو جائے گا، اسلام پر

www.drhasanrizvi.com

کسی چیز کو برتری یا بلندی نہیں حاصل ہو سکتی۔"

ابوجہل نے کہا: "اپنے دوست محمدؐ سے کہدینا کہ نہ تو میری زندگی میں کوئی شخص اُس سے زیادہ میری نظر میں بُرا تھا اور اِس آخری سانس کے وقت میری نگاہ میں اُس سے زیادہ قابلِ نفرت کوئی نہیں۔"

جب جنابِ رسولِ خدا کو یہ قصہ بتایا گیا تو فرمایا:

"میرے زمانے کا فرعون، موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون سے بدتر ہے۔ کیوں کہ موسیٰؑ کے فرعون نے مرتے وقت کہا تھا: "میں ایمان لے آیا، میں نے دل سے مان لیا۔" لیکن میرے زمانے کے فرعون کی سرکشی موت کے وقت اور بڑھ گئی۔"

پھر ابوجہل نے ابنِ مسعودؓ سے کہا: "میرا سر اُس تلوار سے کاٹ جو بہت زیادہ تیز ہے ابنِ مسعودؓ جب اُس کا سر کاٹ چکے تو اُس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے ہوئے اُس کا سر رسولِ خدا کے قدموں میں لاکر پھینک دیا۔ گویا آیت کا مضمون کس حد تک دنیا ہی میں پورا ہو گیا۔ * (تفسیر کبیر، امام رازی) *

اللہ نے ہر سرکش پر زبردست کو مسلّط فرمایا

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اللہ جلّ شانہٗ عزّ اسمہٗ نے پہلے سمندروں کو پیدا کیا۔ جب انھوں نے اپنی طاقت اور طوفانوں پر فخر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی سرکشی کو دبانے کے لیے اُن کے اوپر زمین کے سینے کو فرش کی طرح بچھا دیا، جس سے اُن کا تلاطم دب کر رہ گیا اور سارا دم خم جاتا رہا۔ پھر جب زمین نے اپنی طاقت پر فخر کیا تو خداوندِ عالم نے زمین کے سینے میں جگہ جگہ، سر بفلک پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں

www.drhasanrizvi.com

پھر جب پہاڑوں نے اپنی بلندیوں اور مضبوطی پر فخر کیا تو خداوندِ قدیر نے اُن کی سرکوبی کے لیے لوہے کو پیدا کر دیا (جس سے پہاڑوں کے پرخچے اڑا دیے جاتے ہیں) جب لوہے نے اپنی مضبوطی اور سختی پر فخر کیا تو خدا نے آگ کو پیدا کر دیا جو لوہے کو پگھلا ڈالتی ہے)
جب آگ نے اپنی گرمی پر ناز کیا تو خدائے تعالیٰ نے پانی کو پیدا کر دیا، جو آگ پر غالب آجاتا ہے جب پانی نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر سر اُبھارا تو اللہ عزیز و غالب نے ہوا کو پیدا کر دیا، جو پانی کو اُڑائے اُڑائے لیے پھرتی ہے۔ جب ہوا نے فخر کیا تو خدا نے انسان کو پیدا کر دیا، جس کے سامنے ہوا بے بس ہے۔ پھر جب انسان نے فخر کیا تو خدائے تعالیٰ نے انسان کا سر نیچا کرنے کے لیے موت کو پیدا کر دیا، پھر جب موت نے فخر سے سر بلند کیا تو خدا نے اعلان کر دیا کہ جنت اور جہنم کے درمیان تجھے ذبح کر دیا جائے گا، جس کے بعد تجھے کبھی زندہ ہی نہ کیا جائے گا۔ (جب ابوجہل نے فخر کیا تو عبداللہ ابن مسعودؓ کے ذریعہ اُس کا سر قلم کرا دیا)
یہ اعلان سن کر موت خدا کے خوف سے لرزتی رہتی ہے۔ (یہ عبرت کا مقام ہے)۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "اسی طرح حلم غصے پر غالب ہو جاتا ہے، اور رحمت، ناراضگی و غضب پر غالب آجاتی ہے، اور صدقہ، گناہوں پر غالب آتا ہے۔
* (تفسیر برہان، انوار النجف) *

آیت ۱۹: "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بندہ سب سے زیادہ اپنے پالنے والے سے اُس وقت قریب ہوتا ہے جب وہ اُس کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے۔" * (صحیح مسلم) *
* یہ روایت بھی آئی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ جب بھی یہ آیت پڑھتے تھے تو سجدے میں گر جاتے تھے، اور حالتِ سجدہ میں اِس آیت کو پڑھتے تھے۔ * (صحیح مسلم) *
* فقہِ جعفریہ کے مطابق یہ چوتھی جگہ ہے جہاں سجدہ کرنا واجب ہے (قرآن میں چار جگہ سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔) * (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ

مقدراتِ الٰہیہ کے فیصلوں کے اترنے کی بیحد قدر و قیمت والی رات (کے بیان والی سورت)

فضائل اور خصوصیات

۱۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) تو وہ اُس شخص کی طرح ہوگا جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور (پوری) شبِ قدر جاگتا رہا۔" جلد ۱۰
* (تفسیر مجمع البیان) *

(۲) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا:
"جو شخص سورۃ القدر کو بلند آواز سے پڑھے، وہ اُس شخص کی طرح ہے جس نے خدا کی راہ میں تلوار کھینچی اور جہاد کیا۔ اور جو شخص سورۃ القدر کو آہستہ آہستہ (خاموشی سے) پڑھے، وہ اُس شخص کے برابر ہے جو راہِ خدا میں اپنے خون میں تڑپ رہا ہو (یعنی اللہ کی راہ میں قتل ہو کر اپنے خون میں تڑپ رہا ہو۔)
* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

ضروری نوٹ: مگر یہ سارے فضائل صرف اُس کے لیے ہیں جو (۱) اس سورۃ کو سمجھ کر پڑھے گا۔ (۲) اور اس کے پیغام پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا (طوطے کی طرح بلا سمجھے پڑھنے سے یہ ثواب ہرگز نہیں مل سکتا۔)
* (تفسیر نمونہ) *

(۳) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ "اس سورۃ کا بکثرت پڑھنا قرض ادا کرتا ہے، اور رزق وسیع کرتا ہے"
+ (از فوائد القرآن)

www.drhasanrizvi.com

(۴) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"سوتے وقت سورۃ القدر کا گیارہ دفعہ پڑھنا حفاظت کا سبب ہے۔"
* (تفسیر انوار النجف) *

(۵) نیز دشمن کے سامنے اس سورۃ کو پڑھا جائے تو پڑھنے والا اپنے دشمن پر غالب آتا ہے۔
* (تفسیر انوار النجف) *

(۶) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام اکثر و بیشتر اس سورۃ کو نماز کی پہلی رکعت میں اور سورۃ الاخلاص کو دوسری رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔
* (از فوائد القرآن) *

(۷) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابن الحسین (زین العابدین) علیہ السلام نے فرمایا:
"اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے (غالب آسکتی ہے) تو وہ سورۃ القدر پڑھنے والا ہے۔ اس لیے جو شخص سفر پر جاتے وقت اس کو پڑھے گا، صحیح و سالم واپس لوٹے گا۔"
(یعنی: تقدیر کا لکھا ہوا نقصان بھی مٹ جائے گا) * (از مکارم الاخلاق) *

(۸) فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "مومن کی قبر پر سات دفعہ سورۃ القدر پڑھنے سے صاحبِ قبر اور پڑھنے والے، دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"
* (تفسیر انوار النجف) *

(۹) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے دفن کی پہلی رات اس کے لیے دو رکعت نماز پڑھو، اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ القدر پڑھ کر نماز تمام کرنے کے بعد اس کا ثواب میت کو بخشو تو خداوند بزرگ و برتر اسی وقت ایک ہزار فرشتے اس صاحبِ قبر کے پاس بھیج دیگا، وہ اسے جنت کا لباس پہنائیں گے، اور اس کی قبر کو وسیع کر دیں گے۔ اور نماز پڑھنے والے کو اجرِ عظیم عطا ہوگا۔ پہلی رات میت کے لیے صدقہ بھی دو۔" (مصباح کفعمی) *

* کیونکہ میت پر پہلی رات بہت سخت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے صدقہ بھی دو۔ (مصباح کفعمی) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۵ — رُكُوْعُهَا ۱

مقدراتِ الٰہیہ کے فیصلوں کے اترنے کی بیحد قدر و قیمت والی رات کے بیان والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① ج صلے

(۱) ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اُتارا ہے،

شانِ نزول جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ کے خلفاء (بندروں کی شکل میں) آپؐ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں اور اُتر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضور اکرمؐ کو سخت رنج پہنچا۔ اس پر جناب رسولِ خداؐ کی تسلی کے لیے سورۃ القدر نازل ہوئی کہ آپؐ بنی اُمیہ کی حکومت کی پرواہ نہ کیجیے (جو ایکہزار ماہ رہی تھی) "لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔ * (تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ صـ ۱۸۸، تفسیر در منثور جلد ۶ صـ ۳۷۱، تفسیر مجمع البیان) * یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ: "۲۳ ویں شب قدر میں ہی میں نے اس سورۃ کی ابتداء کی ہے"۔ کاتب:

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱ کی تشریح: حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ نے مجھ سے شبِ قدر کا مطلب دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہؐ! جب تک آپؐ نہ بتائیں میں کیوں کر جانوں"؟

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "(یا علیؑ!) اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر میں، وہ سب کچھ جو قیامت تک ہونے والا ہے، مقرر فرمادیا۔ یہاں تک کہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی ولایت کو مقرر فرمادیا، جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ * (تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار) *

قرآن کے نزول کی ۲ دو قسمیں (۱) ایک ہی رات میں پورے کا پورا قرآن اور اس کے مطالب جناب رسولِ خداؐ کے قلبِ پاک پر بیت المعمور یا لوحِ محفوظ سے اُترے۔ یہ واقعہ شبِ قدر میں ہوا۔ اِس کو "انزال" کہتے ہیں۔

(۲) نزولِ تدریجی۔ پھر ۲۳ سال کے طویل عرصے میں موقع اور محل پر آیات جستہ جستہ اُترتی رہیں اس کو "تنزیل" کہتے ہیں۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ شبِ قدر میں پورے کا پورا قرآن جناب رسولِ خداؐ کے قلبِ پاک پر نہیں اُترا تھا بلکہ قرآن کے اُترنے کا سلسلہ شبِ قدر ہی میں شروع ہوا تھا۔ (یہ مفسرین کا اپنا خیال ہے)

* (مفردات امام راغب۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ) *

اہلِ سنّت کی تفسیر شبِ قدر۔ یعنی جس رات قرآن اُترنا شروع ہوا وہ ماہِ رمضان کی ایک رات تھی، جس میں فرشتہ غارِ حرا میں جناب رسولِ خداؐ کے پاس وحی لے کر آیا تھا۔ نزولِ قرآن کی ابتدا اسی رات سے ہوئی۔ * (تفسیر کبیر۔ ابنِ جریر۔ ابنِ المنذر۔ ابنِ ابی حاتم۔ حاکم، ابنِ مردویہ۔ بیہقی)

* (روایاتِ اہلِ بیتؑ کے اعتبار سے فرشتہ پہلی وحی ۲۷ رجب کو لایا تھا۔)

* (سنّی روایات میں ہے کہ شبِ قدر ہی میں سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات غارِ حرا میں اُتریں)

قدر کے معنی (۱) تقدیر۔ یعنی یہ وہ رات ہے کہ جس میں اللہ تقدیروں کے فیصلے کر کے فرشتوں کے

www.drhasanrizvi.com

سپرد کرتا ہے جیسا کہ خود فرمایا: "فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ" (اس رات میں ہر معاملے کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔) (سورۃ الدخان آیت ۴ پارہ ۲۵)

شبِ قدر کونسی رات ہے مطابق روایاتِ اہلِ سنّت

اس سلسلے میں ۴۰ اقوال ہیں۔ علماءِ اہلِ سنّت کی اکثریت ماہِ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کسی طاق رات کے ہی شبِ قدر کے قائل ہیں۔ پھر اکثر علماءِ اہلِ سنّت کی رائے یہ بھی ہے کہ وہ ستائیسویں (۲۷) رات ہے۔

★ (مطابق روایات و احادیثِ رسولؐ از ابوداؤد) ★

★ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ: "شبِ قدر کو آخری دس راتوں میں سے طاق رات میں تلاش کرو۔

★ (بخاری۔ مسلم۔ احمد۔ ترمذی) ★

★ عبداللہ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ: "شبِ قدر کو ماہِ رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ جبکہ مہینہ ختم ہو رہا ہو اور ۹ دن باقی ہوں یا سات دن یا پانچ دن باقی ہوں۔" (مراد طاق راتیں ہیں)

★ (بخاری۔ ترمذی۔ نسائی) ★

شبِ قدر یقین بمطابق تفسیرِ اہلِ بیتؑ

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "شبِ قدر ۲۱ ویں یا ۲۳ ویں رات ہے۔" راوی نے عرض کی کہ اگر دونوں رات عبادت نہ کر سکوں (تو ایک رات تادیجئے۔)

امام علیہ السلام نے فرمایا: "اُس (عظیم) چیز کے لیے جسے تم حاصل کرنا چاہتے ہو (یعنی شبِ قدر) دو راتیں عبادت کر لینا کتنا آسان ہے"؟ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ حدیث ۵۸)

نیز فرمایا کہ اِن راتوں میں سو رکعت نمازیں پڑھو (رات بھر) صبح تک جاگتے رہو۔ پہلے غسل کرو (پھر وضو کر کے) کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھو[1]۔ نیز فرمایا کہ: تقدیریں ۱۹ ویں رات کو مقرر ہوتی ہیں، اُن کا حکم ۲۱ ویں رات کو اُتارا جاتا ہے اور آخر میں ۲۳ ویں شب کو معاملہ طے Final Confirmation ہو جاتا ہے

★ (فصل الخطاب) ★

[1] (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ بروایت علی ابنِ حمزہ ثمالی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢

(۲) اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا چیز ہوتی ہے۔؟

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣

(۳) شبِ قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤

(۴) اِس میں فرشتے اور روح اپنے پالنے والے مالک کی اجازت سے ہر حکم کو لے کر اُترتے ہیں،

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

(۵) وہ رات سلامتی ہی سلامتی اور خیر ہی خیر (کی رات) ہے، صبحِ صادق کے طلوع ہونے تک۔ (یعنی یہ رات صبحِ صادق تک ہر آفت و بلاء سے سلامتی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے، اور ہر خیر و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی)

وقف النبی علیہ السلام ۱ منذ اخاصرین ۔ الثلثۃ ۔ ۵-۴

آیت ۳ شانِ نزول | جناب رسولِ خدا صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ایک ہزار مہینے تک اللہ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔" اصحاب کو بڑا تعجب ہوا اور انھوں نے آرزو کی کہ کاش ہمیں بھی یہ خصلت مل سکتی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (کہ ہم تم کو ایک شب ایسی عطا کر رہے ہیں جو ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے) * (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۱، تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: اگر تمھاری عمریں کم ہیں، لیکن اگر تم شبِ قدر کو عبادت میں گذارو گے تو ہم تم کو اتنا ہی ثواب دیں گے، بلکہ اُس سے بھی زیادہ عطا کریں گے جتنا اُس شخص کو دیا جائے گا جس نے ایکہزار مہینے یعنی ۸۳ سال جہاد کیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری کم عمری پر رحم فرمایا۔
(سبحان اللہ) * (مؤلف) *

شبِ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یعنی۔ اِس رات کا عمل ہزار مہینے کے عمل سے بھی افضل ہے۔

"جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور صرف اللہ سے اجر حاصل کرنے کی خاطر عبادت کے لیے کھڑا رہا، اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔" (سبحان اللہ)
* (بخاری۔ مسلم۔ مُسند احمد) *

آیت: "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ" حضرت امام علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ نے شبِ قدر میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، سب مقرر فرما دیا۔"
* (تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار) *

اِس رات کی خصوصیت یہ بتائی گئی کہ اِس رات میں ملائکہ اور روح اُترتے ہیں، اپنے پالنے والے مالک کی اجازت سے، تمام احکامات لے کر۔ یعنی یہ رات صرف رسولِ خداؐ کے زمانے ہی میں نہیں تھی، بلکہ ہر سال ہوتی ہے کیوں کہ یہاں مضارع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ "ملائکہ اور روح" اللہ کی اجازت سے اُترتے ہیں، اور اُترتے رہیں گے تمام احکامات کو لے کر۔"
* (تفسیر نمونہ) *

"روح" کیا ہے؟ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"جبرئیل تو ملائکہ میں سے ہیں، اور "روح" ملائکہ سے زیادہ عظیم مخلوق ہے۔ کیا خداوندِ عالم نے یہ نہیں فرمایا: "ملائکہ اور روح" نازل ہوتے ہیں۔ * (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۸۱) *

تفسیر اہلِ سنّت مگر مفسرین نے لکھا کہ (۱) روح سے مراد جبرئیل ہیں۔ کیوں کہ اُن کو روح الامین کہتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

(۲) بعض نے لکھا کہ "روح" سے مراد وحی ہے۔ کیوں کہ قرآن میں وحی کو روح فرمایا ہے۔
فرمایا: "وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط" (جیسا کہ ہم نے پچھلے انبیا پر وحی کی تھی، اسی طرح ہم نے تمھاری طرف اپنے حکم سے ایک روح کو بھیجا۔) (سورہ ۴۲ شوریٰ آیت ۵۲ پارہ ۲۵)

* (تفسیر کبیر) *

★ روح سے مراد جبرئیل ہیں۔ اور اُن کے شرف کی وجہ سے اُن کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔

* (تفہیم) *

"مِنْ كُلِّ اَمْرٍ" تمام امور کو لے کر۔ یعنی (۱) تمام مقدّرات (تقدیروں) کو لے کر ملائکہ اُترتے ہیں۔ ہر خیر و برکت کو لاتے ہیں۔ ہر آدمی کے امرِ خیر کو اور اُس کی سرنوشت تقدیر کو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

(۲) بعض مفسّرین نے لکھا کہ خدا کے احکامات اور فرامین کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ اسی لیے دنیا کی پوری خیر و برکت سے بھری رہتی ہے کیوں کہ قرآن اسی رات میں نازل ہوا۔

"سَلٰمٌ" کے معنی | سلامتی کے بھی ہیں، اور سلام اس لیے بھی فرمایا کہ اس رات فرشتے مومنین پر مسلسل سلام بھیجتے رہتے ہیں، اور زمانے کے امامؑ جناب رسولِ خداؐ کے آخری خلیفہ کی خدمت میں بھی رات بھر ملائکہ سلام پیش کرتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ تفسیر اہل بیتؑ اور شبِ قدر | کسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا: یا ابن رسول اللہؐ! کیا آپؑ شبِ قدر کو پہچانتے ہیں"؟
فرمایا: "ہم بھلا شبِ قدر کو کیسے نہ جانیں گے جبکہ فرشتے اُس رات ہمارے چاروں طرف طواف کرتے رہتے ہیں۔" (تفسیر برہان جلد ۴ صـ ۴۸۸)

★ عرب کا مشہور شاعر فرزدق نے امام زین العابدین علیہ السلام کی مدح میں کہا تھا: "لوگ سمجھتے ہیں

www.drhasanrizvi.com

کہ یہ حجرِ اسود کو چومتے ہیں، حالاں کہ حجرِ اسود تو خود اِن کے لبوں کے بوسے لینے کے لیے ترستا ہے۔"
* (فرزدق) * متاعِ اہلبیتؑ)

"مِنْ کُلِّ اَمْرٍ" کی تفسیر اہلِ بیتؑ

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "نبیؐ کریم کو شبِ معراج "کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" یعنی: "جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا" سب کا علم دیا گیا تھا، مگر وہ علم مجمل تھا، جس کی تفصیلات شبِ قدر میں بھیجی جاتی ہیں۔

اور جناب رسولِ خداؐ نے وہ علم حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو عطا فرمایا، پھر وہ علم اوصیاء (ائمہ معصومینؑ) کو ملا۔ (مگر قواعدِ کلیہ کی حیثیت سے) جس کی تفصیل ملائکہ شبِ قدر میں لاتے ہیں۔ یعنی کلیات کی تفصیلات امامِ وقت کے پاس لاتے ہیں۔

راوی نے دریافت کیا: اِس کے علاوہ ائمہ معصومینؑ کے پاس شبِ قدر میں کونسا علم آتا ہے؟

فرمایا: "اِس کے بتانے کی اجازت نہیں دی گئی۔"

راوی نے پھر عرض کی: "کیا شبِ قدر سے پہلے ائمہؑ کو اُن مقدرات کا علم نہیں ہوتا؟"

فرمایا: "علم تو ہوتا ہے مگر ہم (ائمہ اہلِ بیتؑ) اُس کو نافذ نہیں کر سکتے جب تک کہ شبِ قدر میں اُس کا حکم نہ دیا جائے کہ اگلے سال تک کیا کرنا ہے۔ اب جو اِس کا انکار کرے گا وہ ہمارا نہیں ہوگا۔ جب کوئی نبیؐ رحلت کرتا ہے تو اپنا سارا علم اپنے وصی کو دے جاتا ہے، اور جب وہ نبیؐ کا وصی رحلت کرتا ہے، تو وہ بھی اپنا علم اپنے وصی کو دے جاتا ہے۔

شبِ قدر میں حق کی خبریں فرشتے صرف امامِ برحق کے پاس لاتے ہیں۔ اب کیوں کہ شبِ قدر میں روح اور فرشتے امرِ الٰہی کو لے کر اُترتے ہیں، اِس لیے ضروری ہے کہ زمین پر ایک مردِ خدا ایسا ہو جس کی طرف فرشتے تمام اُمورِ خدا لے کر آئیں۔ وہی اولوالامر صاحب الامرؑ ہوتا ہے۔ * (تفسیر برہان ملخص) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الْبَیِّنَۃِ "مَکِّیَّۃٌ"

روشن و واضح دلیل کے بیان سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس سورۃ کے پڑھنے میں کون کونسی برکتیں (فائدے) ہیں تو وہ اپنے گھر والوں اور اپنے مال و متاع کو چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف بڑھتے۔ (یعنی بس اسی کی تلاوت کرتے رہتے)

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ ایک شخص نے جناب رسولِ خدا ص سے دریافت کیا کہ "سورۂ بیّنہ کی تلاوت کا کیا اجر و ثواب ہے"؟ آں حضرت ص نے فرمایا: "کوئی منافق اور شکی اس سورۃ کی تلاوت نہیں کرے گا، البتہ خدا کی قسم خدا کے مقرب فرشتے اُس دن سے جب سے سارے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں اس سورۃ کو پڑھتے ہیں۔

★ جو شخص رات کے وقت اس سورۃ کو پڑھے گا، خداوندِ عالم اُس پر ایسے فرشتوں کو مقرر فرمادے گا جو اُس کے دین و دنیا کی حفاظت کریں گے، اور اُس کے لئے بخششیں اور رحمت طلب کرتے رہیں گے۔

★ اور اگر دن کے وقت اس سورۃ کو پڑھے گا، تو اسے اُن تمام چیزوں کی برابر ثواب ملے گا جسے دن روشن کرتا ہے اور رات چھپا لیتی ہے۔" ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق ع سے روایت ہے، کہ اگر اس سورۃ کو روٹی پر لکھ کر چور کو کھلایا جائے تو لقمہ اُس کے گلے میں پھنسے گا۔

★ نیز فرمایا: اگر اس کو لکھ کر یرقان کے مریض پر باندھے، تو مریض شفایاب ہوگا۔ (انشاء اللہ)

★ نیز فرمایا: "برص کا مریض اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اور اس کا پانی پیے تو شفا پائے گا،

★ حاملہ عورت اس کا پانی پیے تو اُس کا حمل محفوظ رہے گا، اور وضع حمل میں آسانی ہوگی۔ (فوائد القرآن)

★ تمام دردوں میں آرام کا موجب بھی ہے۔ (فوائد القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۸ | سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ | رُکُوْعُھا ۱

روشن، واضح دلیل کے بیان سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾

(۱) اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا (یعنی توحید اور ہمارے نبیؐ کی رسالت اور قیامت کا انکار کیا) وہ اپنے کفر سے باز آنے والے نہ تھے، جب تک کہ اُن کے پاس ایک روشن دلیل اور واضح رہنمائی نہ آجائے،

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا

(۲) (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسولؐ جو (اُن کو)

www.drhasanrizvi.com

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ پاک و پاکیزہ خدا کی کتابیں پڑھ پڑھ کر سنائے،
فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ جن میں بالکل ٹھیک اور درست تحریریں
موجود ہوں (یعنی اِس دلیل کی آمد کے بغیر اُن کا حالتِ کفر و انکار سے نکلنا ممکن
ہی نہ تھا۔)

آیت ۱-۲ کی تشریح | فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"بیّنۃ" (روشن دلیل) سے اوّلین مراد جناب رسولِ خداؐ ہیں جیسا کہ اگلی آیت ۲ سے ثابت ہے کہ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولؐ جو پاک صحیفے پڑھتا ہے۔"
* (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی) *

★ اہلِ کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس کسی بھی نبیؑ کی لائی ہوئی کتاب موجود ہو۔ چاہے وہ تحریف شدہ شکل میں ہی ہو۔
★ مشرکین وہ ہیں جو کسی نبیؑ یا کسی نبیؑ کی لائی ہوئی کتاب کو نہیں مانتے۔

قرآن میں اہل کتاب کے شرک کو بیان کیا گیا ہے۔ یہودی یا نصرانی کہا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ اصل توحید کو مانتے تھے، پھر بعد میں شرک کرنے لگے۔ مثلاً نصاریٰ کے لیے فرمایا: "وہ کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا ایک ہے۔" (سورۃ مائدہ ۵ آیت ۷۳ پارہ ۶)
"وہ مسیح ہی کو خدا کہتے ہیں"۔ (مائدہ ۵ آیت ۱۷ پارہ ۶) "وہ مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں" (توبہ ۹ آیت ۳۰ پارہ ۱۰)
اور یہود کے لیے فرمایا: "وہ عُزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔" (توبہ ۹ آیت ۳۰ پارہ ۱۰)

★ یہاں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "جو لوگ کافر تھے" یہاں کفر وسیع معنی میں استعمال کیا گیا ہے

www.drhasanrizvi.com

کفر کے معنی انکار کرنے کے ہیں۔ اُن انکار کرنے والوں میں سے کوئی اللہ کے وجود کا منکر تھا، اور کوئی اللہ کو اکیلا، واحد نہیں مانتا تھا بلکہ شرک کرتا تھا، کوئی کسی نبیؑ کو مانتا تھا کسی کا انکار کرتا تھا۔ کوئی آخرت کا منکر تھا۔ غرض مشرک اور اہلِ کتاب دونوں کفر میں مبتلا رہے تھے۔ اِن سب سے کہا جا رہا ہے کہ قرآن اور اُس کی اِس واضح دلیل کے بغیر کہ ایک رسولؐ (محمدؐ) کا آنا اور پاک صحیفے پڑھ کر سنانا، اُس کی غیر موجودگی میں تمہارے واسطے حالتِ کفر و شرک سے نکلنا یقیناً ممکن نہ تھا، لیکن اب قرآن اور رسولؐ کے آجانے کے بعد، اب بھی جو لوگ اپنے کفر و شرک پر باقی ہیں، تو اِس کے ذمہ دار وہ خود ہی ہوں گے، اِس لیے وہ خداوندِ عالم سے شکایت نہیں کر سکتے کہ آپؐ نے ہماری ہدایت نہ فرمائی۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ۔ تفہیم) *

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۴﴾

(۴) رہے وہ لوگ جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی، اُن میں تفرقہ نہیں پڑا، مگر اِس کے بعد کہ اُن کے پاس کھلا ہوا واضح بیانِ حقیقت آچکا تھا۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾

(۵) جبکہ اُنھیں اِس کے سوا، کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ خالص اللہ کی بندگی کریں، وہ بھی بالکل ایک طرف ہو کر، تمام غلط راستوں سے کٹ کر، اپنے دین کو صرف

www.drhasanrizvi.com

اللہ کے لیے خالص رکھیں اور نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں اور زکوٰۃ ادا کریں (یعنی خدا کا بھی حق ادا کریں اور خدا کے بندوں کا بھی)، یہی بالکل صحیح اور درست دین ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۚ﴿۶﴾

(۶) (اس کے باوجود) اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ کی رسالت کو نہ مانا) وہ یقیناً جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے، اور ہمیشہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے، یہ لوگ بدترینِ مخلوق ہیں۔

آیت ۶ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا ختمی مرتبت ﷺ کی تصدیق کرنے میں اہلِ کتاب متفق تھے، مگر جب رسولِ خدا ﷺ کو خداوندِ عالم نے بھیجا تو اُن میں آپ ﷺ کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ تو ایمان لے آئے، اور کچھ نے انکار کیا۔ (یعنی) کافر رہے۔

* (تفسیر صافی) *

اُنھوں نے خدا کی رہنمائی کے آجانے کے بعد، روشن دلائل کے باوجود گمراہی کا راستہ از خود اختیار کر لیا۔ یعنی خداوندِ عالم نے اپنا رسول ﷺ واضح، روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور اُن پر پاک صحیفے یعنی قرآن بالکل روشن، درست تعلیمات کے ساتھ بھیجا، اور اُن پر اپنی حجت تمام کر دی، مگر اس کے باوجود وہ فرقے فرقے ہو گئے، اِس لیے وہ اپنی گمراہی اور فرقہ بندیوں کے خود ہی ذمہ دار ہیں۔

* (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۵-۶ کی تشریح محققین نے آیت ۵ سے یہ نتیجہ نکالا کہ (۱) خدا کی عبادت کی لازمی شرط خدا کی قربت حاصل کرنا ہے یعنی دینی امور کو صرف خدا کی پسندیدگی سے قریب ہونے کے لیے انجام دینا ضروری ہے۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ شرک کے مقابلے پر توحید کو سچ اور حق ثابت کرنا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ انھیں توحید کے سوا کسی اور چیز کی طرف نہیں بلایا گیا تھا۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کی مخلوق میں سب سے افضل وہ لوگ ہیں جو خدا و رسولؐ اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں۔ اور بدترین مخلوق حق کے منکر ہیں۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

(۴) تمام ادیانِ آسمانی کا پیغام توحید ہے، نماز اور زکوٰۃ ہے، خلوص فی العبادۃ ہے۔

انسان کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ایک اللہ کی اطاعت والی زندگی اختیار کرو، اس طرح کہ نماز پڑھو (یعنی خدا کا حق ادا کرو) اور زکوٰۃ دو۔ یعنی بندوں کا حق ادا کرو۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

آیت ۶: کا حاصل یہ ہے کہ علم کے دعویدار اہلِ کتاب ہوں یا جاہل مشرک، جو بھی حق کا انکار کرے گا، واصلِ جہنم ہوگا، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب سے بُرے لوگ وہ ہیں جو اہلِ کتاب کی طرح سب کچھ جانتے ہوئے حق بات کا انکار کرتے ہیں۔ یعنی یہ جانتے ہوئے کہ شرک بدترین جرم ہے، شرک کرتے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ محمد مصطفےٰ صلعم سچے رسولؐ ہیں، اُن کا انکار کرتے ہیں۔ (۲) دوسرے وہ جو شرک کرتے ہیں۔ ان دونوں کا انجام جہنم، یعنی ابدی تباہی ہے۔

اس کے برعکس جو لوگ خدا و رسولؐ، قیامت، امامت اور تمام ضروریاتِ دین کو سمجھ کر دل سے قبول کرتے ہیں اور اس ایمان کے تقاضوں کو اپنے عمل سے پورا کرتے ہیں، وہ تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔ اسی آیت کی بنا پر اہلِ علم مومنین کو ملائکہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ (خیر البریۃ) ★ (مؤلف) ★

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّةِ ؕ ﴿۷﴾

(۷) مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کو دل سے مان لیا، اور اچھے اچھے کام بھی کیے، وہ یقیناً بہترین مخلوق ہیں (یعنی وہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں)

جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾ ع ۱ ۸ ۲۳

(۸) اُن کا صلہ اور جزاء اُن کے پالنے والے مالک کے ہاں دائمی قیام کی جنتوں کے سرسبز و شاداب گھنے باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب اُس کے لیے ہے جو اللہ کی ناراضگی یا سزا سے ڈرتا ہے۔

★ آیت ۷ کی تشریح: جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "یا علیؑ! اِس آیت سے (اوّلین) مراد تم ہو، پھر تمھاری پیروی کرنے والے مراد ہیں۔ تمھاری اور اُن کی وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہے۔ تم سب اِس شان سے آؤ گے کہ تمھارے سروں پر تاج ہوں گے اور چہرے اور پیشانیاں نورانی ہوں گی۔ ★ (تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

★ بہترین خلائق ہیں، اِس لئے کہ وہ اختیاری اطاعت کرتے ہیں، اسی لیے فرشتوں سے بھی افضل و برتر ہیں۔ کیوں کہ فرشتے خدا کی نافرمانی اختیاری نہیں کرسکتے، جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اختیار رکھنے کے باوجود خدا کی فرماں برداری کی زندگی اختیار کیے رہتے ہیں۔

★ (تفہیم - تفسیر کبیر) ★

★ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سامنے سے آرہے تھے جناب رسولِ خداؐ نے کعبہ کی طرف رُخ کرکے ہم سے فرمایا: "خدا کی قسم، یہ شخص اور ان کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے"۔۔۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف رُخ کرکے فرمایا:

"خدا کی قسم، یہ (علیؑ) سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے، اِنھوں نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے قیام کیا۔ یہ تم سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں، اور تم سب سے زیادہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے کرنے والے ہیں۔ اور بیت المال کی تقسیم میں سب سے زیادہ مساوات کرنے والے ہیں، اور اپنی رعیت میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے ہیں، خدا کے نزدیک اِن کا مقام اور مرتبہ تم سب سے زیادہ ہے۔" اُسی وقت یہ آیت اتری کہ: "جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال انجام دیے وہی بہترین مخلوق ہیں" "هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ"

جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ اِس آیت اور واقعہ کے بعد اصحابِ رسولؐ جب بھی علیؑ کو آتے ہوئے دیکھتے تو کہتے "یہی رسولؐ کے بعد بہترین مخلوق ہیں"۔

★ (صواعق محرقہ ص۹۶، شواہد التنزیل ص۳۶۲ حدیث ۱۱۲۹) ★

★ ابن مردویہ سے روایت ہے کہ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "کیا تم لوگوں نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ "جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے اچھے نیک اعمال انجام دیے وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں" جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! یہ لوگ، تم اور تمھارے شیعہ ہیں، اور میری اور تمھاری وعدہ گاہ

www.drhasanrizvi.com

حوضِ کوثر کا کنارہ ہے۔ جب میں اُمتوں کا حساب لینے آؤں گا تو تم لوگوں کو "غُرِّ المُحَجَّلِیْنَ" (یعنی) "روشن پیشانیوں والے" کہکر پکارا جائے گا۔"

* (تفسیر روح المعانی، خطیب خوارزمی، تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹) *
(ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں، علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں اور شیخ سلیمان قندوزی نے ینابیع المودۃ میں اور علامہ طبرسیؒ نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں۔)

* اِس سے معلوم ہوا کہ "لفظ" "شیعۂ علیؑ" خود جناب رسولِ خداؐ نے استعمال فرمایا۔ یہ لفظ بعد کی ایجاد نہیں ہے۔ اور قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے اللہ تعالیٰ نے شیعہ کا لفظ خود استعمال فرمایا: "وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ" اور یقیناً ابراھیم اُن کے شیعہ تھے۔
(سورۃ ۳۷ - آیت ۸۳ پارہ ۲۳)

آیت ۸: کامیابیوں کا راز مالک کا خوف ساری کامیابیوں کا راز آخر میں بتلایا کہ:

"یہ جنتیں سب اُس شخص کے لیے ہیں جس نے اپنے پالنے والے مالک کا خوف کیا" یعنی جو خدا کے احکامات کے مقابلے پر جری اور بیباک بن کر نہیں رہا، دنیا میں قدم قدم پر خدا سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتا رہا کہ کہیں کوئی بات یا کام خدا کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے اور خدا کے پاس حساب کے موقع پر پکڑا جاؤں۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* خداوندِ عالم کی "رضامندی اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنتیں" جیسی عظیم ترین چیزیں اُس شخص کو مل سکتی ہیں جو اپنے دل میں اپنے پالنے والے مالک کی ناراضگی یا سزاؤں سے ڈرتا ہے۔ کیوں کہ اسی ڈر کی وجہ سے وہ کوئی ایسا کام دنیا میں نہیں کرتا جو خدا کو ناراض کردے، اور ہر وہ کام کرتا ہے جو خدا کو راضی کرے، اگر تقاضائے بشریت کی وجہ سے کوئی نافرمانی ہو بھی جاتی ہے تو وہ فوراً خدا سے معافی مانگ لیتا ہے اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاح کر لیتا ہے پھر خدا کی اطاعت کی حالت میں مرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا سے ڈرنے والا اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔ جو ایسا ہوگا حقیقتاً اُس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا۔ * (مولف) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَةُ الزِّلزَالِ "مَدَنِيَّة"

زمین کے بُری طرح ہلا ڈالنے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ الزلزال کی تلاوت کریگا (یعنی) سمجھ کر پڑھے گا اُس کو سورۃ البقرۃ کی تلاوت کا اجر و ثواب ملے گا۔ گویا اُس نے ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت (غور و فکر کے ساتھ) کی۔ ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱ صـ ۵۲۴) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "سورۃ الزلزال کی تلاوت کرنے سے کبھی دل برداشتہ نہ ہونا کیوں کہ جو شخص اس سورۃ کو اپنی نفل نمازوں میں پڑھتا ہے، وہ کبھی زلزلے میں گرفتار نہیں ہوتا اور نہ زلزلے سے مرتا ہے، بلکہ مرتے دم تک بجلی اور دوسری آفاتِ دنیا میں سے کسی آفات میں گرفتار نہیں ہوتا۔"

★ (اصول کافی، تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

آیاتُہا ۸	سُورَةُ الزِّلزَالِ مَدَنِيَّة	رُکُوعُہا ۱

زمین کے بُری طرح ہلا ڈالنے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بیحد رحم کرنے والا ہے

اِذَا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزَالَہَا ① جب زمین پورے پورے طور پر بڑی شدت کے ساتھ ہلا ہلا ڈالی جائے گی۔

www.drhasanrizvi.com

وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ (۲)

(۲) اور زمین اپنے اندر کے تمام بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔

وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۙ (۳)

اور انسان کہے گا کہ آخر اُسے کیا ہوگیا ہے؟

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ (۴)

تو وہ اُس دن (اپنے اوپر گذرے ہوئے) تمام حالات اور خبروں کو بیان کرے گی۔

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ (۵)

اِس لیے کہ آپؐ کے پالنے والے مالک نے اُسے (ایسا کرنے کا) اشارہ کیا ہوگا۔

زِلْزَالَهَا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو سب سے پہلے سخت، زلزلے سے زمین کانپ کانپ اُٹھے گی، ایسی بُری طرح لرزے گی کہ ہر چیز خوف سے پھٹ جائے گی۔ کوئی پہاڑ، درخت یا عمارت قائم نہ رہے گی اور میدانِ حشر حساب کتاب کے لیے بالکل ہموار اور صاف ہوجائے گا۔

★ (مؤلف) ★

اکثر مفسّرین کے نزدیک اِس زلزلے سے قیامت کا دوسرا مرحلہ مراد ہے۔ پہلے مرحلے میں تو سب گر گر کر مر جائیں گے، اور اِس دوسرے زلزلے کی وجہ سے تمام انسان دوبارہ زندہ ہوکر اُٹھ کھڑے ہوں گے، اِس لیے کہ اگلی آیت میں فرمایا کہ زمین اپنے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔ اور یہ زلزلہ اور مُردوں کا قبروں سے باہر نکلنا اسقدر واضح ہوگا کہ تمام انسان حیران و پریشان ہوجائیں گے

www.drhasanrizvi.com

کیوں کہ تیسری آیت میں فرمایا: "اور انسان کہے گا کہ آخر اسے کیا ہو گیا ہے؟" یہ اس طرح شدت سے کیوں ہل رہی ہے؟ اس کے بعد خدا نے فرمایا "اور وجہ بتلائی کہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہی ہے کہ: "آپؐ کے پالنے والے مالک نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہوگا۔"

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

آیت ۳-۴: "اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے" "اُس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی"

* جناب رسولِ خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "زمین کی خبریں یہ ہیں کہ خدا کے بندوں نے زمین پر جو کام کیے ہوں گے، زمین اُس کی گواہی دے گی۔ یعنی فلاں فلاں شخص نے یہ یہ کام کیا تھا۔

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵۔ تفسیر نمونہ۔ ترمذی۔ مسند احمد) *

* "تفسیر برہان" میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں مدینے کی زمین کو سخت زلزلہ آیا۔ لوگ خلیفہ کے پاس جمع ہو گئے تو حضرت ابوبکر اور عمر خوف کے عالم میں لوگوں کو لے کر حضرت امام علیؑ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے، جبکہ آپؑ بہر صورت مطمئن تھے۔ پس آپؑ اُن لوگوں کے ساتھ مدینے سے باہر تشریف لائے اور ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ مدینے کی دیواریں، مکانات کو سخت لرزہ تھا، آپؑ نے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے لبوں کو حرکت دی، کچھ پڑھا اور زمین پر ہاتھ مار کر فرمایا "ٹھہر جا" چناں چہ زلزلہ موقوف ہو گیا۔ سب لوگ حیران تھے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جناب رسولِ خداؐ نے مجھے اس واقعے کی خبر دی تھی کہ ایسا ہی واقعہ ہوگا یقیناً آپؐ کا فرمان سچا تھا۔"

پھر آپؑ نے اسی سورۃ کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا کہ "جب وہ زلزلہ ہوگا اُس وقت بھی میں اسی طرح زمین سے خطاب کروں گا۔

"تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا" کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ زمین فصیح زبان میں کلام کرے گی اور روزِ محشر لوگوں کے اعمال کی گواہی دے گی۔ حضرت رسالت مآبؐ سے روایت ہے کہ: "وضو صحیح کیا کرو، کیوں کہ نماز جو اعمال میں

www.drhasanrizvi.com

سب سے بہترین عمل ہے اُس کا دار و مدار وضو کی صحت پر ہے۔ اور زمین سے بچتے رہو، اور ڈرتے ہی رہو، یہ تمھاری ماں ہے، اور ہر انسان کے نیک یا بد اعمال کی قیامت کے دن گواہی دے گی"

ابوسعید خدریؓ اصحابِ رسولؐ فرمایا کرتے تھے کہ: "جب تم جنگل میں ہو تو بلند آواز سے اذان کہا کرو۔" کیوں کہ میں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا ہے کہ زمین کے ہر نشیب و فراز روزِ محشر اُس کی گواہی دیں گے۔ پتھر کا ٹکڑا جو اُسے سنتا ہے قیامت کے دن گواہی دے گا کہ فلاں شخص نے اذان میں یہ یہ گواہیاں دی تھیں۔

★ (مجمع البیان جلد ۱۔ تفسیر برہان) ★

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ: "مسجدوں کے مختلف حصّوں پر نماز پڑھا کرو، کیوں کہ زمین کا ہر ہر ٹکڑا اُس شخص کے لیے جو اُس پر نماز پڑھتا ہے گواہی دے گا۔"

★ (نُثالی الاخبار جلد ۵) ★

★ جناب امیر المومنینؑ جب بیت المال کا سارا مال حقداروں کو تقسیم کر دیتے تھے تو بیت المال کے کمرے میں دو رکعت نمازِ شکر پڑھا کرتے تھے پھر فرمایا کرتے تھے: (اے زمین!) گواہی دینا کہ میں نے تجھے حق کے ساتھ پُر کیا تھا، اور حق کے ساتھ تجھے خالی کیا۔ (حقداروں کو اُن کا حصّہ تقسیم کر دیا)

★ (نُثالی الاخبار جلد ۵، تفسیم القرآن) ★

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ (۶) اُس دن لوگ الگ الگ اپنی اپنی
اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ منزل تک پہنچیں گے تاکہ اُن کے کام اُن کو
دکھائے جائیں۔ (کہ اُنھوں نے کیا کام کیے ہیں)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (۷) تو جس کسی نے ذرّہ برابر بھی اچھائی کی ہوگی،
خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وہ اُس کو دیکھ لے گا۔

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ (۸) اور جس کسی نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی، وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ ع ۲۴

(مطلب یہ ہے کہ اپنے اچھے بُرے عمل کو بھی، اور اُس کے منطقی نتائج یعنی جزا و سزا کو دیکھ لیگا)

آیت ۶ کی تشریح: تجسیم اعمال کا ثبوت — اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان نے جو جو کام کیے ہوں گے وہ سب جسم اختیار کر کے اس کے سامنے لا کر دکھا دیے جائیں گے، اور اُس کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ) *

ترا جہاں ہے وہی جس کو تو کرے پیدا ۔۔۔ نہ سنگ و خشت و شجر جو تری نگاہ میں ہیں

* (اقبال) *

قرآن مجید میں دوسری آیات میں بھی تجسیم اعمال کی طرف اشارہ ہے مثلاً فرمایا: "يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ" (حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت فرمائی) "اے میرے فرزند! اگر کوئی (نیک یا بد عمل) ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا، چاہے وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین کے کسی گوشے میں ہی کیوں نہ چھپا ہوا ہو، خدا حساب لینے کے لیے اُس عمل کو بھی کھینچ لائے گا۔ کیوں کہ حقیقتاً خدا بڑا باریک بیں اور ہر چیز کا خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔" (سورۃ لقمان آیت ۱۶ پارہ ۲۱) (۳۱)

شانِ نزول — اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ص کے بعض صحابہ تھوڑے مال کو خرچ کرنے کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور چھوٹے معمولی گناہوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اس لیے یہ آیات اتریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ چھوٹے سے چھوٹے نیک یا بُرے عمل کا بھی حساب کتاب ہوگا۔

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۸ : سوال یہ ہے کہ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "جس نے ذرّہ برابر بھی بُرائی کی ہوگی وہ اُس کو دیکھے گا"۔ اِس کا مطلب اکثر نے یہ لکھا کہ: انسان نے اگر ذرّے کے برابر بھی بُرائی کی ہوگی، وہ اُس کی سزا پائے گا۔ مگر یہ بات عقل کے خلاف ہے مثلاً اگر کوئی آپ کا نوکر غداری اور نمک حرامی کرے اور اُس کا مجموعی رویہ بغاوت کا ہو تو درست ہے کہ اُس کو ہر ہر بُرائی کی سزا دی جائے، لیکن اِس کے برعکس اگر کوئی نوکر حتی الامکان اطاعت کی کوشش کرے، مگر اُس سے خطائیں بھی ہو جائیں، تو یہ مناسب ہوگا کہ اُس کو بھی ہر ہر خطا کی پوری پوری سزا دی جائے، جبکہ وہ مجموعی طور پر وفادار رہا ہے۔ * (مؤلف) *

* قرآن نے اِس کا فیصلہ خود فرما دیا کہ: "جو مومن بڑے بڑے گناہوں سے بچیں گے اُن کے چھوٹے گناہ ہم معاف کر دیں گے"۔ * (سورۃ ۴ النساء آیت ۳۱ پارہ ۵ ۔ سورۃ ۴۲ الشوریٰ آیت ۳۷ پارہ ۲۵، سورۃ ۵۳ النجم آیت ۳۲ پارہ ۲۷)

* نیز خداوندِ عالم نے خود فرمایا: "مومنِ صالح سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔ اُس کی بُرائیوں کو معاف کر دیا جائے گا، اُس کو اُس کے بہترین اعمال کے لحاظ سے اجر دیا جائے گا"۔
* (سورۃ ۲۹ العنکبوت آیت ۷ پارہ ۲۰، سورۃ ۳۹ الزمر آیت ۳۵ پارہ ۲۴ ۔ سورۃ ۴۶ الاحقاف آیت ۱۶ پارہ ۲۶، الانشقاق آیت ۸ پارہ ۳۰)

* جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "دنیا میں جو معاملہ بھی تمھیں ایسا پیش آتا ہے جو تمھیں ناگوار ہو، وہ اصل میں اُن ذرّہ ذرّہ برابر بُرائیوں کا بدلہ ہے جو تم سے صادر ہوئی ہوں، لیکن ذرّہ برابر بھی جو تم سے نیکیاں صادر ہو رہی ہیں، خداوندِ عالم اُن کو تمھاری آخرت کے لیے محفوظ رکھ رہا ہے"۔ * (ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم، ابنِ مردویہ، حمید، طبرانی فی الاوسط، بیہقی فی الشعب، ابن المنذر، حاکم) *

* نیز آں حضرت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں اُس کی نیکیوں کے بدلے رزق دیتا ہے اور آخرت میں اُس کی جزا بھی دے گا، رہا کافر، تو اُس کی بھلائیوں کا بدلہ دنیا ہی میں چکا دیا جاتا ہے، پھر جب قیامت ہوگی تو اُس کے حساب کتاب میں کوئی نیکی نہ ہوگی"۔ * (ابنِ جریر) *

* یہ اِس لیے کہ وہ قیامت کو مانتا ہی نہیں تھا، اور اُس نے قیامت کے لیے کوئی عمل کیا بھی نہیں تھا۔ * (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

★ ایک شخص نے جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا: "جو کچھ خداوندِ عالم نے آپؐ کو علم عطا فرمایا ہے اُس میں سے کچھ ہمیں بھی عطا فرمائیں۔" آپؐ نے اُس کے سامنے یہی دو آیات پڑھیں۔
فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝
(پس جو شخص ذرّہ برابر اچھائی کرے گا وہ اُس کو دیکھے گا۔ اور جو شخص ذرّہ برابر برائی کریگا وہ اُس کو دیکھے گا)
اُس دیہاتی بدوی عرب (سائل) نے جیسے ہی یہ آیتیں سُنیں، تو کچھ غور و فکر کیا، اور کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا: "تَكْفِينِي هٰذِهِ الْآيَةُ" (بس میرے لیے یہی آیات بہت کافی ہیں۔) اور یہ کہکر واپس جانے لگا۔ صحابہ کرامؓ نے اُس کو سمجھانا چاہا کہ ابھی تو درس شروع ہوا ہے، ابھی سے کہاں چلے؟ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "اِس کو جانے دو، اب یہ ایک مردِ فقیہ ہو چکا ہے۔" (یعنی دین کی گہری حقیقت کو سمجھ چکا ہے) پھر آپؐ نے فرمایا: "رَجَعَ فَقِيهًا" "وہ فقیہ ہو کر لوٹ رہا ہے۔ کیوں کہ یہ شخص سب سے بڑی حقیقت جان گیا کہ عمل چاہے ذرّہ برابر ہی کیوں نہ چھوٹا ہو اُس کا بھی حساب لیا جائے گا۔ یہی علم اُس کی تربیت کر دے گا۔" ★ (تفسیر روح البیان جلد، تفسیر نور الثقلین جلد) ★

★ جس وقت یہ آیت اُتریں تو رسولِ خداؐ کے مشہور صحابی ابو سعید خدریؓ گھبرائے ہوئے آئے اور عرض کی "یا رسول اللہؐ! کیا میں اپنے تمام چھوٹے سے چھوٹے اور بُرے اعمال دیکھوں گا"؟ فرمایا: "ہاں"۔
ابو سعیدؓ اپنا سر پیٹنے لگے اور بولے "میری ماں میرے غم میں روئے۔ وائے ہو مجھ پر" (میرا کیا بُرا حال ہوگا)
جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مگر تمھیں اِس بات کی خوشخبری دیتا ہوں کہ تم اپنی تمام نیکیوں کو دس گنا دیکھو گے، اور ممکن ہے، سات سو گنا تک ہو سکتی ہیں، اور اگر خدا چاہے گا تو اِس سے بھی زیادہ کئی کئی گنا کر دے گا، لیکن ہر گناہ صرف اور صرف ایک ہی شمار ہوگا، یا اُسے بھی خدا معاف فرما دے گا۔ اور یہ بھی جان لو کہ کوئی شخص صرف اپنے (نیک) عمل کی وجہ سے نجات نہیں پائے گا۔" ابو سعیدؓ نے عرض کی: "حضورؐ، کیا آپؐ بھی؟" فرمایا: "ہاں، میں بھی، مگر یہ کہ خدا مجھے اپنی رحمت میں شامل قرار دیدے گا۔" (یعنی میں بھی اللہ کی رحمت ہی کے سبب نجات پاؤں گا۔) (تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۸۱)

www.drhasanrizvi.com

★ احادیثِ رسول ؐ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کافر، منکر کی نیکی اُس کو جہنّم کی سزا سے تو نہیں بچا سکتی، مگر جہنّم میں بھی اُس کو وہ سخت سزا نہ دی جائے گی جو ظالم کافروں کو دی جائے گی۔ مثلاً:

جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "حاتم طائی کو جہنّم میں اُس کی سخاوت کی وجہ سے ہلکا عذاب دیا جائے گا۔"
★ (تفسیر روح المعانی) ★

نتائج و تعلیمات

مگر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوگئی کہ انسان کا ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل، خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا، اپنا وزن، اپنی قدر و قیمت، اپنی اہمیت اور مقام رکھتا ہے۔ اِس لئے کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ وہی چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل ملا کر کافی وزنی ثابت ہوسکتی ہیں، اور کسی چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی معمولی سمجھ کر انجام نہیں دیتے رہنا چاہیئے، کیوں کہ چھوٹے چھوٹے گناہ مل ملا کر ایک بڑا انبار بن سکتے ہیں۔ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

قطرہ قطرہ می شود دریا ٭ ذرّہ ذرّہ می شود انبار

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "دوزخ کی آگ سے بچو، چاہے وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے، یا اچھی بات کہنے کے ذریعہ ہی سے ہو۔" ★ (بخاری، مسلم بروایت عدی بن حاتم) ★

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے عورتوں سے فرمایا: "کوئی پڑوسن کسی اپنی پڑوسن کے ہاں کسی معمولی سی چیز بھیجنے کو بھی کمتر یا معمولی نہ سمجھے چاہے وہ بکری کا ایک کُھر ہی کیوں نہ ہو۔" ★ (بخاری) ★

★ جناب رسولِ خدا ؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: "اُن گناہوں سے بچی رہنا جن کو چھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ کیوں کہ اللہ کے ہاں اُن کا بھی سوال ہوگا۔"
★ (مُسند احمد، نسائی، ابنِ ماجہ) ★

www.drhasanrizvi.com

سُورۃُ العادِیات "مکّیہ"

پھنکاریں مارتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۂ عادیات کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) اُس کو اُن تمام حاجیوں کی تعداد کے برابر جو (عیدِ قرباں کی رات) مزدلفہ قیام کرتے ہیں، دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی۔" * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ صـ ۵۲۷) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ عادیات کو پڑھے گا، اور اُس کو اکثر پڑھتا رہے گا تو خداوندِ عالم قیامت کے دن اُس کو علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے ساتھ محشور کرے گا۔ اور وہ اُن کی جماعت اور دوستوں کے درمیان ہوگا۔"

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ صـ ۵۲۷) *

* نیز آں حضرتؐ نے فرمایا: "جو شخص اس سورۃ کو روز سمجھ کر پڑھے گا اُس کو پورے قرآن کے ختم کا ثواب ملے گا۔

* اگر مقروض اس کو روزانہ پڑھے، تو اُس کا قرض ادا ہو جائے گا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "اگر خائف دیا کوئی اس سورۃ کو پڑھے گا تو خوف جاتا رہے، بھوکا پڑھے تو سیر ہو جائے، پیاسا پڑھے تو سیراب ہو جائے، اگر اس کو برتن پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر، شکر ملائیں اور درد والا شخص اُس پانی کو پیتا ہے تو اُس کا درد ختم ہو جائے گا۔"

(فوائد القرآن)

www.drhasanrizvi.com

۶۴۳۷

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱

پھنکاریں مارتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ قسم ہے پھنکاریں مارتے ہوئے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ جو ٹاپیں مار مار کر پتھروں سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ پھر صبح سویرے حق کے دشمنوں پر چھاپے مارتے ہیں۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ پھر اُسی حالت میں گرد و غبار اُڑاتے ہیں،

www.drhasanrizvi.com

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اور پھر (حق کے دشمنوں یا ظالموں کے) مجمع کے اندر جا گھستے ہیں

آیت کی تشریح اللہ نے غازیوں کے اُن گھوڑوں کی قسم کھائی ہے جو دوڑتے ہیں اور تیز دوڑتے ہیں، اُن کے سانس سے آواز نکلتی ہے۔ ✱ (تفسیر صافی بحوالہ قمی) ✱

شانِ نزول حدیث میں آیا ہے کہ جنگِ ذات السّلاسل کے بعد ہجرت کے آٹھویں سال جناب رسولِ خدا کو خبر ملی کہ بارہ ہزار کفّار یالیس کی زمین پر جمع ہیں اور آپس میں عہد کر چکے ہیں کہ ہم رسولِ خدا اور علیؑ کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑیں گے اور اس طرح مسلمانوں کو منتشر کر دیں گے حضورِ اکرمؐ نے صحابہ کی ایک بڑی جماعت کو بھیجا، مگر وہ لوگ لوٹنے میں اتنے تیز تھے کہ بات چیت بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ آخر کار آپؐ نے حضرت علیؑ کو فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت علیؑ رات بھر سفر کرتے رہے اور بالکل صبح سویرے اُن کو گھیر لیا۔ پہلے اُن کے سامنے اسلام کی تعلیمات کو پیش کیا، مگر اُنھوں نے ایک نہ سُنی پھر ابھی صبح پوری طرح چمکی بھی نہ تھی کہ آپؑ نے اُن پر حملہ کر دیا۔ کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو قید کیا۔ اُس موقع پر یہ سورۃ اُتری۔

ابھی حضرت علیؑ لوٹ کر بھی نہ آئے تھے کہ جناب رسولِ خداؐ نے اپنی صبح کی نماز میں یہی سورۃ تلاوت فرمائی بعد میں اصحاب کرامؓ نے حضورِ اکرمؐ سے عرض کی، کہ یہ سورۃ تو ہم نے کبھی سُنی ہی نہ تھا؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں، علیؑ دشمنوں پر فتحیاب ہو گئے ہیں اور جبرئیلؑ نے مجھے بشارت دے کر یہ سورۃ سنائی ہے۔ کچھ دیر

www.drhasanrizvi.com

حضرت علیؑ قیدیوں اور مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ پہنچے۔
* (بحار الانوار جلد ۲۱ - مجمع البیان جلد ۱ ص ۵۲۸) *

* لیکن بعض دوسرے مفسرین نے لکھا کہ یہ واقعہ شانِ نزول نہیں ہے، بلکہ اس سورۃ کے واضح مصادیق میں سے ایک ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

دوسری تفسیر حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ میں حجرِ اسماعیلؑ میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ: "وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا" سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا: اس سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو خدا کی راہ میں حملے کرتے ہیں۔" وہ شخص چلا گیا اور حضرت علیؑ کے پاس جا پہنچا۔ آپؑ چاہِ زمزم کے پاس بیٹھے تھے۔ اس نے حضرت علیؑ سے بھی یہی سوال پوچھا، اور بتلایا کہ ابنِ عباس نے اس کا مطلب گھوڑے فرمایا ہے۔ حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا: "جاؤ، ابنِ عباسؓ کو بلا کر لاؤ۔" جب میں آپؑ کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا: "جو بات تم نہیں جانتے ہو اس کے بارے میں لوگوں کو فتویٰ کیوں دیتے ہو؟ اسلام میں سب سے پہلا غزوہ، غزوۂ بدر تھا، اُس وقت ہم مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا زبیر کے پاس تھا، دوسرا مقدادؓ کے پاس تھا۔ پھر "عادیات" سے مراد گھوڑے کیسے ہو سکتے ہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد وہ اونٹ ہیں جو عرفات سے مشعر کی طرف، اور مشعر سے منیٰ کی طرف دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔" ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنا نظریہ بدل دیا اور آپؑ کی بتائی ہوئی تفسیر کو قبول کر لیا۔" * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۲۹ - تفسیر قرطبی جلد ۱۰ ص ۷۲۴۵) *

* اس سے معلوم ہوا کہ اکابر صحابہ، حضرت علیؑ کو قرآن کا سب سے بڑا عالم سمجھتے تھے اور اُن کی بیان کی ہوئی تفسیر کو فوراً قبول فرماتے تھے۔ * (مولف) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۵: "فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا" "پھر وہ یکایک دشمن کے درمیان گھس جاتے ہیں۔" یعنی: "دشمن کو گھیر لیتے ہیں۔" مگر یہ معنی اُس وقت صحیح ہو سکتے ہیں جبکہ فوسطن کے لفظ کے "س" کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے، جبکہ اِس لفظ کے "س" پر تشدید نہیں ہے۔ اِس لیے اِس آیت میں حاجیوں کا مشعر سے قلبِ منیٰ میں داخل ہونا مراد ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ ﴿۶﴾ (۶) حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے پالنے والے مالک کا بڑا ناشکرا ہے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ ﴿۷﴾ اور واقعًا وہ خود اِس بات پر گواہ ہے

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ ﴿۸﴾ اور (یہ سب اِس لیے ہے کہ) حقیقتًا وہ مال اور دولت کی محبّت میں بہت بُری طرح گرفتار ہے

آیت ۶ تا ۸ کا حاصلِ مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں، اپنی جان اللہ کے کام میں خرچ کرتے ہیں، اللہ کے شکر گذار، وفادار بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کی دی ہوئی قوّتوں اور صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اب جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ پرلے درجے کے ناشکرے اور نالائق ہوتے ہیں، وہ جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں، کیوں کہ گھوڑے اپنے مالک کی گھاس، تنکے کھا کر اپنے مالک کی وفاداری میں اپنی جان لڑا دیتے ہیں۔ پھر انسان اِن گھوڑوں سے

www.drhasanrizvi.com

ہی سبق کیوں نہیں سیکھتا ؟ انسان کو بھی اپنے مالکِ حقیقی کے لیے اپنی جان و مال خرچ کرنا چاہیئے مگر انسان بڑا ناشکرا ہے جو ایک گھوڑے بلکہ کتّے کی برابر بھی وفاداری نہیں دکھا سکتا ۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

★ پھر انسان اپنی اِس ناشکری پر زُبانِ حال سے خود گواہ ہے، اُس کا ضمیر خود اُس کو بتاتا رہتا ہے کہ تو بڑا ناشکرا ہے ۔ پرانے مفسرین نے مطلب لکھا کہ " لہٗ " کی ضمیر خدا کی طرف لوٹتی ہے یعنی اُس کا رب اُس کے کفرِ نعمت کو دیکھ رہا ہے ۔

* (تفسیر کبیر) *

★ انسان ظلم و جور اس لیے کرتا ہے کہ اُسے مال و دولت کی محبّت بہت زیادہ ہوتی ہے ۔

★ عربی میں "خیر" کا لفظ صرف نیکی کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتا ۔ قرآن میں بھی "خیر" کا لفظ بہت دفعہ مال و دولت کے لیے استعمال ہوا ہے : " اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ "
(سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۰ - پارہ)

یہ بات موقعِ بیان سے معلوم ہو جاتی ہے کہ یہاں "خیر" سے مراد نیکی ہے یا مال ہے ۔ اب کیوں کہ یہاں فرمایا گیا ہے کہ انسان اپنے مالک کا ناشکرا ہے ۔ اِس سے معلوم ہو گیا کہ یہاں پر "خیر" سے مراد نیکی نہیں بلکہ مال ہے ۔

* (تفسیر کبیر تفہیم) *

★ مطلب یہ ہے کہ حرصِ مال ، کنجوسی اور خود غرضی نے انسان کو اندھا بنا رکھا ہے ۔ مال کی محبت میں ایسا غرق ہے کہ مال دینے والے مالک کو بھی بھلا بیٹھا ۔ یہ نہیں سمجھتا کہ اِس خدا فراموشی اور خود فراموشی کا انجام کتنا بھیانک ہو گا ۔ جس دن اُس کو پوری پوری سزا دی جائے گی ، اِس خدا فراموشی کے بارے میں ؟ (الامان الحفیظ)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۶ میں لفظ "لَکَنُوْدٌ" کے معنی

(۱) جناب رسولِ خدا نے اپنے اصحاب کرام سے فرمایا: "کنود" اُس شخص کو کہتے جو اکیلے ہی اکیلے کھاتا ہے اور دوسروں کو کچھ نہیں دیتا، اور اپنے ماتحت غلاموں کو مارتا پیٹتا ہے۔ * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

(۲) "کنود" اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو مشکلات میں اپنے دوستوں، عزیزوں کی مدد نہیں کرتا۔

(۳) "کنود" اُس کو بھی کہتے ہیں جو نیکیاں برائے نام کرتا ہے۔

(۴) "کنود" اُس کو بھی کہتے ہیں کہ جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو کسی کو نہیں دیتا، اور جب کسی مشکل میں پھنستا ہے تو بے حد بے صبری دکھاتا ہے، خوشامدیں کرتا پھرتا ہے۔

(۵) "کنود" وہ شخص ہے جو اللہ کی نعمتوں کو گناہوں پر خرچ کرے۔

(۶) "کنود" وہ شخص ہے جو اللہ کی نعمتوں کا انکار کرے۔

گویا "کنود" کے حاصل معنی ناشکری اور کنجوسی ہے۔ * (مفردات امام راغب) *

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿٩﴾

(۹) تو کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا کہ جب قبروں میں جو کچھ بھی (دفن) ہے، اُسے نکال لیا جائے گا،

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ﴿١٠﴾

اور سینوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے اُسے حاصل کر لیا جائے گا۔

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿۱۱﴾ (۱۱) حقیقت یہ ہے کہ اُس دن اُن کا پالنے والا مالک اُن سے خوب اچھی طرح باخبر ہوگا۔ (یعنی اُس کو خوب اچھی طرح معلوم ہوگا کہ کون کیا ہے اور کتنی جزاء، سزا یا معافی کا مستحق ہے)

ع ۱ ۱۱ ۲۵

آیت ۱۰ میں "حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ" "حُصِّلَ" کے معنی چھلکے سے مغز کو باہر نکالنا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دلوں میں "اچھائی، بُرائی" اچھے بُرے ارادے، خیالات، عزائم، ایمان، کفر، اچھی بُری نیتیں، سب کی سب نکال کر ظاہر اور آشکار کر دی جائیں گی۔

دوسرے الفاظ میں بھانڈا پھوڑ دیا جائے گا۔ * (الامان الحفیظ) *

* مفسرین نے لکھا ہے کہ: "جو لوگ خدا کی رحمت، عظمت، قدرت، حکمت کو واقعاً دل سے مانتے ہیں، اور اپنے گناہوں پر دل سے توبہ کرتے رہتے ہیں، اُن کا ایمان اور توبہ اُن کے رازوں پر پردہ بن جائے گی۔

نتائج (۱) اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کے ہاں فیصلے صرف ظاہری اعمال کو دیکھ کر نہیں کیے جائیں گے، اُس کی نیت اور غرض بھی دیکھی اور جانچی جائے گی۔ اِسی لیے جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے" اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (الحدیث)

(۲) پھر آیت کے الفاظ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ قیامت کے دن کے فیصلے صرف اللہ اپنے علم کی بنیاد پر نہیں فرمائیں گے بلکہ ہمارے دلوں کے رازوں اور نیتوں کو نکال کر اور کھول کر

www.drhasanrizvi.com

سب کے سامنے رکھدیا جائے گا' اور کھلی عدالت میں جانچ پڑتال کرکے سب کو دکھادیا جائے گا کہ ان کاموں میں خیر کیا' اور کتنا تھا' شر کیا اور کتنا تھا۔ اسی لیے فرمایا کہ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ یعنی: سینوں میں جو کچھ بھی چھپایا ہوگا اُس کو بھی نکال کر باہر لایا جائے گا۔

——— * (تفسیر کبیر۔ مفردات امام راغب۔ تفہیم) * ———

آیت ۱۱: "یَوْمَئِذٍ" "اُس دن" سے مراد قیامت کا دن ہے۔ جو دل، کانوں بلکہ انسان کے سارے کے سارے وجود کو کھڑکھڑا ڈالے گی، اُس دن خدا کا علم سب پر ظاہر ہو جائے گا۔ یعنی قیامت کے دن خدا کا علم ہر شخص پر اس طرح ظاہر ہوگا کہ کسی کو اپنے افعالِ بد سے انکار کرنے کی ہمت نہ ہوگی

——— * (شیخ الاسلام عثمانی) * ———

آخری نتائج و تعلیمات

(۱) ہر انسان کے اندر دونوں صلاحیتیں اور رُجحانات ہوتے ہیں۔ اگر وہ اچھے میلانات جیسے تفکّر، تدبّر، معرفت خدا، محبّتِ خدا، راہِ خدا میں جہاد، حج اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کو اُبھارتا ہے تو وہ خدا کی نظر میں زبردست عزت والا ہو جاتا ہے، اِس قدر عزت والا کہ خدا اُس کی سواریوں کے قدموں، ٹاپوں سے اُڑنے والے گرد و غبار تک کو لائقِ قسم قرار دیتا ہے۔

(۲) لیکن اگر انسان اپنی اچھی صلاحیتوں اور رُجحانات سے منھ پھیر لیتا ہے، پھر وہ کنود بن جاتا ہے یعنی انتہائی خود غرض، بخیل، ناشکرا، ذلیل۔ (۳) انسان میں یہ ساری خرابیاں مالِ دنیا سے ٹوٹ کر محبّت کرتا ہے، کیوں کہ وہ اپنی موت کو بھول جاتا ہے۔ (۴) اس کا علاج یہ ہے کہ وہ یہ جان لے کہ روزِ قیامت سینوں کے اندر چھپے ہوئے رازوں اور مال کی محبّت کو نکال کر اُس کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

* (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ القَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ

چُبھنے اور دے مارنے اور کھڑکھڑا دینے والے عظیم حادثے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"جو شخص سورۃ القارعۃ کو ہر روز پڑھے گا یا سب سے زیادہ پڑھے گا تو خداوندِ قدیر اُس کو فتنۂ دجّال سے محفوظ رکھے گا، اور قیامت کے دن کی شدید گرمی سے بھی اُس کو بچا لے گا" (سبحان اللہ)
★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص سورۃ القارعۃ کو سمجھ کر پڑھے گا، قیامت کے دن اُس کی نیکیوں کا پلّہ وزنی ہوگا۔" ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ اگر غریب (فقیر) آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو خداوندِ رزّاق اُس کے لئے رزق کے دروازے کھول دے گا (انشاء اللہ) ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز وسعتِ رزق کے لیے اس سورۃ کا زیادہ پڑھنا نہایت مفید ہے اور اگر نوافل یا فرائض نمازوں میں پڑھا جائے تو خداوندِ عالم اُس کے رزق میں زیادتی فرمائے گا، اور اُس کی بدحالی خوشحالی سے بدل دے گا۔"

★ نیز اس سورۃ کو طشت پر لکھ کر عرقِ گلاب سے دھو کر اُس عرق کو مکان میں چھڑکا جائے تو خدا کے حکم و اذن سے حشرات الارض وہاں سے نکل بھاگیں گے۔ ★ (از مصباحِ کفعمی) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

اٰیَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱ مَكِّيَّةٌ

چبھنے اور دے مارنے اور کھڑکھڑا دینے والے عظیم حادثے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ (۱) وہ بڑا زبردست حادثہ،

مَا الْقَارِعَةُ ۚ (۲) اور کیا ہے وہ بڑا زبردست حادثہ؟

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ (۳) اور تم کیا جانو کہ وہ بڑا زبردست حادثہ کیا (بلا) ہے؟

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ (۴) (۴) جس دن سب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔

www.drhasanrizvi.com

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝٥ (۵) اور پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اُون کی طرح (اُڑ رہے) ہوں گے

آیت ۱: "القارعة" قیامت کا ایک نام القارعۃ (کھڑکھڑا دینے والی) اِس لیے ہے کہ قیامت کا دن لوگوں کے حواس باختہ کر دے گا، اور اجرامِ فلکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تتر بتر کر دے گا۔ * (تفسیر صافی) *

قارعة | یعنی چُبھنے والی، ٹھوکنے والی، کھڑکھڑانے والی۔

"قَرعَ" کے معنی کسی چیز کو کسی چیز پر زور سے دے مارنے سے جو سخت آواز پیدا ہوتی ہے اُس کو عربی میں "قرع" کہتے ہیں۔ اِس کے دوسرے معنی ہولناک حادثے، بڑی بھاری آفت اور عظیم حادثے کے ہوتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں قرعتهم القارعة یعنی اُن پر سخت آفت آئی۔ * (مفردات راغب۔ لسان العرب) *

آیت ۴: جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں، پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔" یعنی لوگوں کی کثرت ذلت، پریشانی اور گھبراہٹ اپنے کمال کو ہوگی۔ * (تفسیر صافی) *

"فراش" یعنی مچھر یا شمع کے گرد منڈلانے والے پروانے۔

"مبثوث" کے معنی منتشر، بکھرے ہوئے

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ پروانوں کی طرح بکھر جائیں گے

* (مفردات امام راغب) *

www.drhasanrizvi.com

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ تو جس کے (اچھے کاموں کے) پلڑے بھاری ہوں گے،

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وہ اپنے پسندیدہ عیش و آرام میں رہے گا

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ اور جس کے (اچھے کاموں کے) پلڑے ہلکے ہوں گے

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ تو اُس کے رہنے کی جگہ اور مرکز ایک گہرا کھڈا ہوگا

وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ اور تم کیا جانو کہ وہ (گہرا کھڈا) کیا (بلا) ہے۔

نَارٌ حَامِيَةٌ ۢ﴿۱۱﴾ وہ بڑی سخت بھڑکتی ہوئی آگ ہے ع ۱ ۱۱ ۲۶

یعنی: وہ صرف گہرا کھڈا ہی نہیں ہے، بلکہ سخت بھڑکتی دہکتی آگ سے بھی بھرا ہوا ہے)

آیت ۶: "موازین" میزان کی جمع ہے۔ یعنی ترازو جس میں اعمال تولے جائیں گے۔

* کچھ ماہرین نے لکھا کہ میزان موزون کی جمع ہے۔ یعنی ایسے اعمال جن کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت اور کوئی وزن ہوگا۔ * (فتح القدیر) *

* لیکن پہلا مفہوم زیادہ واضح اور صحیح ہے۔ یعنی جن کی نیکیاں زیادہ وزنی ہوں گی۔ * (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

* مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عدالتِ عالیہ میں فیصلے اِس بنیاد پر ہوں گے کہ آدمی اپنے اعمال کی جو مقدار لایا ہے اُس میں نیکیوں کا وزن اُس کی بُرائیوں سے زیادہ ہے یا بُرائیوں کا وزن نیکیوں کے وزن سے زیادہ ہے۔

سورۃ الاعراف میں فرمایا: " وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ "

یعنی: "اُس دن وزن (کرنا) حقیقت ہوگا، پھر جن کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے وہی حقیقی، بھرپور کامیابی حاصل کریں گے، اور جن کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوں گے وہی خود کو نقصان پہنچانے والے ہوں گے، کیوں کہ اُنھوں نے ہماری آیات، نشانیوں کو جھٹلایا۔" (سورۃ الاعراف آیت ۸-۹ پارہ ۸)

* پھر سورۃ الانبیاء میں فرمایا: " وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ یعنی: " قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر بھی ذرّہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ جس کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا اُسے ہم لے آئیں گے، اور ہم خود حساب لگانے کے لیے بہت کافی ہیں۔" (سورۃ الانبیاء آیت ۴۷ پارہ ۱۷)

اب کفر و شرک ظلم و جور اتنی بڑی بُرائیاں ہیں کہ جس کے پلڑے میں یہ بُرائیاں ہوں گی اُس کا

www.drhasanrizvi.com

پلڑا برائی کی لازماً جھک جائے گا۔ اسی لیے کافر، مشرک، منافق اور حق کے دشمن کی کوئی نیکی اتنا وزن ہی نہ رکھتی ہوگی کہ نیکی کے پلڑے کو برائی کے مقابلے پر جھکا سکے۔

رہا مومن، تو اُس کے پلڑے میں ایمان کا وزن ہوگا، ساتھ ساتھ نیکیوں کا وزن ہوگا۔ دوسری طرف اُس کی برائیاں رکھ دی جائیں گی، پھر دیکھا جائے گا کہ آیا اُس کی نیکی کا پلڑا جھکا ہوا ہے، یا بدی کا پلڑا وزنی ہے۔ پھر جس کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش اور من بھاتی زندگی میں ہوگا، اور جس کے (نیکی کے) پلڑے ہلکے ہوں گے، اُس کا ٹھکانا جہنم کی گہری کھائی ہوگی، جہاں دہکتی، بھڑکتی آگ ہوگی۔ (الامان، الحفیظ)

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ) *

* "فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "حضرت امام علیؑ اور ائمہ اہلِ بیت ؑ جو حضرت امام علی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، اعمال تولنے کے ترازو ہیں۔"
* (بحار الانوار جلد، صفحہ ۲۵۱) *

* دوسری روایت میں حدیث یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "المیزان العدل" تولنے کی ترازو خدا کا عدل ہے۔" * (تفسیر نمونہ) *

* آیت ۹ : "هاوية" جہنم کا ایک نام ہے۔ اصل میں هاوية بہت گہرے کھڈے کو کہتے ہیں "اُم" یعنی ماں۔ یہاں اس کے معنی ٹھکانے کے ہیں کیونکہ ماں بچے کا ٹھکانا ہوتی ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا کہ یہاں "اُم" کے معنی دماغ کے ہیں۔ کیونکہ جہنمیوں کو سر کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا۔ * (مفردات امام راغب۔ ابن کثیر) *

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۱: نَارٌ حَامِيَةٌ (بھڑکتی دہکتی ہوئی آگ)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "یہ آگ جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا ستّرواں حصّہ ہے۔ یعنی جہنّم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ گرم ہے۔
(بخاری، مسلم)

★ نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آگ نے اپنے مالک و خالق سے شکایت کی کہ میرا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو کھائے جا رہا ہے۔ اِس پر خداوندِ عالم نے اُسے دو سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس گرمی میں، ایک سانس سردی میں۔ پس جو یہ سخت سردی ہوتی ہے یہ اُسی کا ٹھنڈا سانس ہے اور سخت گرمی جہنّم کا گرم سانس ہے۔" ★ (بخاری) ★

جہنّم کی آگ کی گرمی حدیثِ قدسی میں ہے کہ: "اے اولادِ آدمؑ! تم میری نافرمانی کیسے کرتے ہو حالاں کہ اِس سورج اور تپتے ہوئے ریگستان کی حرارت سے تم جزع کرنے لگتے ہو اور یقیناً دوزخ کے سات طبقے ہیں، اُن کی گرمی ایسی ہے کہ بعض دوسری کو کھانے لگتی ہے۔ اور یاد رکھو کہ ہر آگ کے طبقے میں ستّر ہزار آگ کی وادیاں ہیں، ستّر ہزار آگ کے شعبے ہیں، ہر شعبے میں ستّر ہزار آگ کے شہر ہیں اور ہر شہر میں ستّر ہزار آگ کے محل اور ہر محل میں ستّر ہزار آگ کے گھر اور ہر گھر میں ستّر ہزار آگ کے مکان، اور ہر گھر میں آگ کے ستّر ہزار کنوئیں اور ہر کنوئیں میں ـــــ ستّر ہزار آگ کے تابوت، اور ہر تابوت میں ستّر ہزار تھوہر کے درخت اور ہر درخت کے نیچے آگ کی ستّر ہزار میخیں، اور ہر میخ کے ساتھ ستّر ہزار آگ کی زنجیریں ہیں اور ہر زنجیر کے ساتھ بڑے اژدہے، اور ہر اژدہا طول میں ستّر ہزار ہاتھ اور ہر اژدہے کے پیٹ میں سیاہ زہر کا سمندر ہے..... میں قسم کھاتا ہوں لوحِ محفوظ اور بیتِ معمور کی میں یہ آگیں کافر، بخیل چغلخور، والدین کے نافرمان، زکوٰۃ نہ دینے والے، سود خور، زناکار، قرآن کو

(بحوالہ تفسیر ابوالفتوح رازی، تفسیر نمونہ وغیرہ اس کے لیے پہلا کوئی ہیں..... از نفس از صورت دوزخ)

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ التَّکَاثُرِ "مکّیۃ"

زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا کا مال حاصل کرنے کی دھن کی وجہ سے غفلت میں پڑ جانے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

فضائل اور خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ التکاثر کی قرات کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) خداوندِ عالم اُس سے اُن نعمتوں کا حساب نہیں لے گا جو اُس نے اُسے دنیا میں دی ہوں گی۔ اور اُس کو اسقدر اجر ثواب عطا فرمائے گا کہ گویا اُس نے قرآن کی ایک ہزار آیات کو پڑھا ہے۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اِس سورۃ کو واجب یا سنّت نمازوں میں پڑھنے کا ثواب شہداء کی شہادت کے ثواب کے برابر ہے۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۳۲) ★

★ مگر یہ ثواب اِس کے لیے ہوگا کہ جو اِس سورۃ کو سمجھ کر پڑھے اور (۲) اِس کے مضامین کو اپنے قلب و روح میں اُتارے (۳) اور اِس کے عملی تقاضوں کو پورا کرے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۸

سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ

رُکُوْعُھا ۱

زیادہ سے زیادہ ایکدوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا کا مال حاصل کرنے کی دُھن کی وجہ سے غفلت میں پڑ جانے کے ذکر سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ ① تم لوگوں کو ایکدوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی فکر نے (خدا اور آخرت سے) غافل کر دیا ہے۔

حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ ② اِسی فکر میں تم قبروں تک پہنچ جاتے ہو

اَلْھٰکُمُ، لَھْو سے ہے جس کے معنی "غفلت" کے ہیں۔ عربی میں لَھْو اُس مشغلے کو کہتے ہیں جس میں آدمی کی دلچسپی اتنی زیادہ بڑھ جائے کہ وہ دوسری تمام اہم چیزوں سے غافل ہو جائے۔

www.drhasanrizvi.com

مطلب یہ ہے کہ دنیا کمانے کے مشغلے میں تم اپنے تمام ہوش کھو بیٹھے ہو۔ اسقدر تمھیں دنیا حاصل کرنے کا شوق ہے کہ تم چوکڑی بھول چکے ہو۔ تم کو کسی اور چیز کا ہوش ہی نہیں رہا ہے۔

★ (تفسیر کبیر۔ مفردات امام راغب۔ تفسیر نمونہ) ★

★ عرب کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں اپنے مال اور اولاد کی کثرت پر اور قوم و قبیلے کی کثرت پر ناز کرتے تھے اور بھری محفلوں میں ایکدوسرے پر سبقت اور برتری کا معیار اسی کثرت کو قرار دیتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات مرجانے والوں کی قبروں کو شمار کرنے لگتے تھے۔ اس پر خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: کثرتِ مال اور اولاد معیارِ برتری نہیں، بلکہ نیک اعمال معیارِ فوقیت ہے۔ اگر تم حقیقت کو سمجھتے تو فخر نہ کرتے۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "تعجب ہے کہ وہ لوگ اپنے مقصدِ حیات) سے کتنے زیادہ دور ہیں اور کیسے غافل دیکھنے والے ہیں؟..... وہ اپنے آباء و اجداد کی قبروں کو گن کر خود کو بہت زیادہ سمجھ رہے ہیں، اور اس پر فخر کر رہے ہیں۔" ★ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۱) ★

فخر و مباہات اور تکبر کا سرچشمہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "کوئی شخص تکبر، فخر، مباہات نہیں کرتا مگر اُس ذلت کی وجہ سے جسے وہ اپنے نفس کے اندر پاتا ہے۔" ★ (اصولِ کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳۶) ★

★ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ: "میں تم پر فقر و فاقے سے نہیں ڈرتا، مگر ڈرتا ہوں کہ تم ہر چیز کی کثرت حاصل کرنے کے شوق میں پڑ جاؤ گے اور پھر ایکدوسرے پر فخر کرو گے، اور اتراؤ گے، اور خود کو دوسرے سے بڑا سمجھو گے۔" ★ (تفسیر درمنثور جلد ۶) ★

www.drhasanrizvi.com

* جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "انسان کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، میرا مال! حالاں کہ تیرا مال تو صرف وہ غذا ہے جو تو کھا لیتا ہے، وہ لباس ہے جو تو پہن لیتا ہے، اور وہ صدقات، خیرات ہے جو تو خدا کی راہ میں دیتا ہے۔

* (صحیح مسلم، تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

اے درہم و دینار کے شوقین بندو! خداوندِ عالم نے حدیث قدسی میں فرمایا:

اے دیناروں اور درہموں کے بندو! میں نے تمھارے لیے دینار و دراہم سوائے کھانا کھانے اور لباس پہننے، اور میری راہ میں خرچ کرنے کے، پیدا نہیں کیے۔ تم نے میری کتاب کو پاؤں کے نیچے اور اور دنیا کو تم نے اپنے سروں پر قرار دیا۔ تم نے اپنے گھروں کو تو بلند کر رکھا ہے اور میرے گھروں کو پست کر دیا ہے، اپنے گھروں سے تو تم مانوس ہوتے ہو اور میرے گھروں سے تمھیں وحشت معلوم ہوتی ہے ....."

* (ملخص از حدیثِ قدسی) *

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ ہرگز نہیں (یعنی تم اس طرح ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے) عنقریب تم کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ پھر (سمجھ لو کہ) عنقریب تم یہ بات جان لو گے

---

* آیت ۳-۴: حالاں کہ اصل کامیابی کا معیار مال و دولت، اولاد، عزت، خاندان، عیش و آرام کے ذرائع کی کثرت نہیں ہے کیوں کہ عنقریب اس کثرت کے حاصل کرنے کا برا انجام تمھیں معلوم ہو جائے گا۔ موت کے وقت تم جان لو گے کہ یہ کتنی بڑی غلطی تھی جو تم عمر بھر کرتے رہے۔ "عنقریب" سے مراد موت ہے جو آدمی سے زیادہ

www.drhasanrizvi.com

دور نہیں ہے۔ اور قیامت بھی مراد ہے۔ جب اُسے اپنی اِس سب سے بڑی غلطی کا احساس ہو جائے گا البتہ اُس وقت یہ احساس اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا، اِس لیے کہ فرصتِ عمل ختم ہو چکی ہوگی، اور عالمِ جزا و سزا شروع ہو چکا ہوگا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہم میں سے ایک گروہ ہمیشہ عذابِ قبر کے بارے میں شک ہی کیا کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ سورۃ اُتری، اور فرمایا: "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ" عنقریب تم جان لوگے۔ اِس سے مراد عذابِ قبر ہے۔ پھر خداوندِ عالم نے دوبارہ فرمایا کہ "ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ"۔ پھر تم عنقریب جان لوگے" اِس سے مراد قیامت کے دن کی شدید سزا ہے

* (تفسیر کبیر امام رازی جلد ۲۲) *

---

* كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ (۵) ہرگز نہیں (یعنی: کثرتِ مال و دولت کامیابی کا معیار ہرگز نہیں بن سکتی) اگر تم یقینی طور پر اِس کے انجام سے واقف ہوتے (تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔)

* لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ تم لازمی طور پر جہنّم کو دیکھ لوگے۔

* ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ (۷) پھر (سمجھ لو کہ) ضرور بالضرور، بالکل یقینی طور پر، تم جہنّم کو دیکھ کر ہی رہو گے۔

آیت ۵ تا ۷ کی تشریح | مطلب یہ ہے کہ تمھارا یہ خیال ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اگر تم غور کرتے اور صحیح دلیلوں کو

www.drhasanrizvi.com

کو سامنے رکھتے، تو خوب اچھی طرح جان لیتے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کے سامان کی کثرت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر تم دنیا طلبی کی اِس شدید غفلت میں نہ پڑے رہتے۔ اِسی غفلت کا آخری نتیجہ جہنّم کا عذاب ہے۔ تم کو یہی انجام دیکھنا ہے کیوں کہ تم آخرت سے غافل رہ کر دُنیاوی زندگی اختیار کیے رہے، آخرت کا سامان تو تم نے مہیّا کیا ہی نہیں۔ اِس لیے اس کا لازمی منطقی نتیجہ جہنّم ہے۔ جو تم پہلے عالمِ برزخ میں دوزخِ برزخی کی شکل میں دیکھو گے۔ پھر آخرت میں پوری پوری طرح دیکھ کر عین الیقین حاصل کرو گے۔"

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

تم جہنّم کو دیکھو گے (۱) اِس سے مراد آخرت میں جہنّم کو دیکھنا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تمام کفّار، مشرکین، منافقین، ظالمین کو جہنّم دیکھتی ہے۔

(۲) یہ کہ تمام جنّات اور انسانوں کو جہنّم کے پاس سے گزرنا ہے۔

(۳) یہ کہ مراد ہے یہاں شہودِ قلبی سے جہنّم کو دیکھنا۔

یعنی اگر تم علم الیقین رکھتے ہو تو اِسی دنیا میں دل کی آنکھ سے جہنّم کو دیکھ لو گے۔

مگر دوسری تفسیر کہ قیامت کے دن سب کو جہنّم دیکھنی ہوگی۔ زیادہ صحیح ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

یقین کے مراحل فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: ایمان اسلام سے ایک درجہ بلند ہے۔ اور تقویٰ ایمان سے ایک درجہ بلند ہے، اور یقین تقویٰ سے ایک درجہ بلند ہے۔" پھر فرمایا: "لوگوں میں یقین سے بہتر کوئی چیز تقسیم نہیں ہوئی۔"

www.drhasanrizvi.com

* راوی نے امامؑ سے پوچھا: "یقین کی حقیقت کیا ہے"؟

* امامؑ نے فرمایا: "یقین کی حقیقت یہ ہے کہ (۱) انسان اللہ پر بھروسہ کرے (۲) اللہ کے سامنے سرِ اطاعت جھکائے (یعنی خدا کی اطاعت کرے) (۳) خدا کے قضا و قدر کے فیصلوں پر دل سے راضی ہو۔ (۴) اور اپنے تمام کام اللہ کے سپرد کر دے۔"

* (بحار الانوار جلد ۷۰ حدیث ۴) *

یقین کے صحیح ہونے کی علامتیں || پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "یقین کے صحیح ہونے کی علامتوں میں سے یہ ہیں کہ (۱) وہ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی نہ کرے۔ (۲) اور جو کچھ اللہ نے نہیں دیا ہے، اُس پر لوگوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ (۳) یہ جان لے کہ خدا نے اپنے عدل کی بناء پر راحت و آرام کو یقین اور خدا کے فیصلوں پر راضی ہونے میں رکھا ہے، اور غم و اندوہ کو شک اور خدا کے فیصلوں پر راضی نہ ہونے میں رکھا ہے۔"

* (تفسیر نمونہ) *

یقین کے درجات || (۱) علم الیقین: یہ ہے کہ دھواں اُٹھتا دیکھا تو آگ کے ہونے کا یقین ہوگیا۔ یہ وہ یقین ہے جو علم کی بنیاد پر حاصل ہوا علامت کے ذریعہ۔

(۲) عین الیقین: یعنی آنکھ سے دیکھ کر یقین ہونا۔ یعنی دھواں دیکھا تو آگ تک جا پہنچے اور آگ کو اپنی آنکھوں دیکھا تو یہ عین الیقین کہلائے گا۔

(۳) حق الیقین: اب اگر کوئی آگ کی تپش کو محسوس کرنے لگے تو اُس کو پورا پورا یقین ہو جائے گا یہ آگ ہے اور جلا دیتی ہے۔ یہ یقین کی آخری منزل یا درجہ ہے۔

* (بحار الانوار جلد ۷۰) *

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

(۸) پھر تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں ضرور جواب طلب کیا جائے گا

ع ۱ ۸ ۲۷

قیامت کے دن کونسی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام ابوحنیفہ سے سوال کیا بتاؤ "نعیم کا مطلب کیا ہے"؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: گرم روٹی، ٹھنڈا پانی مراد ہے"۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "اگر خدا قیامت کے دن ہر لقمہ اور ہر گھونٹ پانی کا حساب کرے گا تو تمھیں خدا کے سامنے بہت عرصے تک کھڑے رہنا ہوگا"۔ امام ابوحنیفہ نے پوچھا کہ "پھر آپ ہی فرمائیں "نعیم" سے کیا مراد ہے"؟ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "نعیم (خدا کی خاص نعمتیں) محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔ کیوں کہ خدا نے ہمارے وجود کی وجہ سے اپنے بندوں کو تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے اُن کے دلوں کو جوڑ دیا، انھیں ایکدوسرے کا بھائی بنا دیا، جبکہ وہ پہلے ایکدوسرے کے دشمن تھے، ہمارے ہی ذریعہ سے اُن کو اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ اِس لئے سب سے اعلیٰ "نعیم" جناب رسولِ خداؐ اور اُن کے اہلِ بیتؑ ہیں"۔ * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *۔

* امام جعفر صادقؑ کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں معمولی ہیں، اُن کا حساب بھی سرسری ہوگا، لیکن بڑی نعمتیں اسلام و ایمان اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت و محبت ہے (جنھوں نے اسلام و ایمان سے لوگوں کو روشناس کرایا) اِن نعمتوں کے بارے میں زیادہ سوالات اور جانچ پڑتال ہوگی۔ اِس لیے "نعیم" کے اوّلین مصداق محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت، محبت اور اطاعت ہے یہی اصل ہیں دین و ایمان کی۔ اِسی لیے اِن کے بارے میں باز پُرس سختی سے ہوگی۔ * (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: "جسم ڈھانپنے کے کپڑے (۲) پیٹ بھرنے کے برابر روٹی (۳) سر چھپانے کے لیے حسبِ ضرورت مکان کے بارے میں سوال نہ ہوگا"۔ * (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

۶۴۶۰

سُورَۃُ العَصرِ "مَکِّیَّۃٌ"

زمانے کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

" جو شخص سورۃ العصر کو نفل نمازوں میں پڑھے گا، خدا اُسے قیامت کے دن اس حالت میں اُٹھائے گا کہ اُس کا چہرہ نورانی ہوگا، اور وہ مسکرا رہا ہوگا، اُس کی آنکھیں خدا کی نعمتوں کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوں گی یہاں تک کہ وہ خوش خوش جنّت میں داخل ہوگا۔" * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۴۵) *

* جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص اِس سورت کو بکثرت پڑھے گا، اُس کا خاتمہ صبر پر ہوگا۔ اور وہ روزِ محشر اصحابِ حق میں شمار ہوگا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* نیز آں حضرت نے فرمایا کہ "جو شخص سورۃ العصر کی تلاوت (سمجھ کر) کرے گا، اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اُس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* اگر بخار کے مریض پر سورۃ العصر کو پڑھا جائے تو مریض بخار سے شفا پائے گا۔
* (مصباحِ کفعمی) *

* اگر اِس سورۃ کو نمازِ عشاء کے بعد لکھ کر اپنے پاس رکھے اور حاکم کے پاس جائے تو امان میں ہوگا۔
* (تفسیر انوار النجف) *

* اِس سورت میں اسلام کے منشور کو نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں کل چار نکات میں بند کر دیا ہے گویا یہ سورت قرآن کا چار نکاتی خلاصہ ہے۔ اِس سورت کی تطبیق مجاہدینِ (شہداءِ) کربلا پر بالکل بجا ہے۔ (حوالہ)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۳

سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ

رُکُوْعُھا ۱

زمانے کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ (۱) قسم ہے زمانے کی

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ حقیقتاً انسان نقصان میں ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (۳) سوا اُن لوگوں کے جو خدا و رسولؐ پر ایمان لائے یعنی اُن کو دل سے مانا اور نیک کام کرتے رہے، اور ایکدوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے۔ ع ۱ ۳ ۲۸

★ ہر آن گذرتے اور ختم ہوتے وقت کی قسم کھا کر یہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان نقصان میں ہے

www.drhasanrizvi.com

صرف وہ لوگ نقصان سے محفوظ ہیں جو ایمان اور نیک اعمال کی دولت دنیا کی زندگی سے کماتے ہیں، کیوں کہ موت کے بعد وہ لوگ ابدی و سرمدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اس کے لیے:

(۱) شریعتِ محمدیؐ کی پابندی، فرائضِ الٰہیہ کا ادا کرنا، اور حرام کاموں سے بچنا ضروری ہے۔ اسی کو عملِ صالح کہا گیا ہے۔ یہ کام صبر عَلَی الطَّاعَۃِ اور صَبر عَلَی الْمَعْصِیَۃِ۔ یعنی اطاعتِ الٰہی پر صبر کرے اور حرام کاموں سے بچنے پر صبر کیے بغیر نہیں ہو سکتا۔ گناہوں سے بچنے اور حرام لذتوں سے بچنے پر صبر کرنا پڑتا ہے، بُری خواہشات کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد اس کو آپس میں حق کی وصیت اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت بھی کرنی ضروری ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

* خداوندِ عالم جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہے، تو وہ قسم اُس کے دعوٰی پر دلیل بھی ہوتی ہے زمانے کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ گذرتا ہوا وقت اس حقیقت پر گواہ ہے کہ انسان بڑے نقصان میں ہے، سوا اُن لوگوں کے جن میں چار صفتیں ہیں، جو اس سورۃ میں بیان کی گئی ہیں مطلب یہ ہے کہ انسانی تاریخ اس بات پر گواہی دے رہی ہے کہ جو لوگ ان چار صفتوں سے خالی تھے وہ بالآخر تباہ ہوئے۔ پھر گذرتے وقت کی قسم یہ سمجھانے کے لیے کھائی گئی ہے کہ یہی گذرتا وقت تمھیں کام کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ جس طرح امتحان ہال میں طلبا کو تین گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہے، تاکہ وہ اس میں اپنی محنتوں کے جوہر دکھائیں۔ ہم جو کچھ عمل کرتے ہیں اسی محدود وقت کے اندر کرتے ہیں، اس لیے ہمارا اصلی سرمایہ وقت ہے جو تیزی سے گذر رہا ہے۔

اب اگر ہم نے یہ وقت غلط کاموں پر خرچ کر دیا تو ہم سخت نقصان میں رہ جائیں گے،

www.drhasanrizvi.com

نفع صرف اور صرف اُن لوگوں کو ہوگا جو اسی وقت میں یہ چار صفات جو اِس سورۃ میں بیان کی گئی ہیں، اپنے اندر پیدا کرلیں گے۔ جس طرح طالب علم وہی کامیاب ہوتا ہے جو پرچہ ملنے کے بعد اپنا ہر سکنڈ صحیح جواب لکھنے میں صَرف کرتا ہے۔

لغت کے اعتبار سے "خسارہ" کا لفظ نفع کی ضد ہے۔ قرآن نے خسارے کا لفظ "فلاح" یعنی مکمل کامیابی کے مقابلے پر استعمال فرمایا ہے۔ خسارے سے یہاں مراد دنیا اور آخرت دونوں کی ناکامی مراد ہے۔ مگر حقیقی فائدہ اور نقصان آخرت میں ظاہر ہوگا۔

ایمان کے معنی صرف زبانی اقرار کے نہیں ہوتے، بلکہ خدا، رسولؐ اور آخرت اور تمام ابدی حقیقتوں کو سچے دل سے ماننے کو ایمان کہتے ہیں۔ قرآن نے ایمان کی حقیقت یہ بتائی ہے کہ:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا" (سورۃ ۴۹ الحجرات آیت ۱۵ پارہ ۲۶)

یعنی: "مومن تو حقیقت میں وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانا اور پھر شک میں نہ پڑے"۔

پھر فرمایا: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" (سورۃ الانفال آیت ۲ پارہ ۹)

یعنی: "مومن تو حقیقتاً وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل لرز لرز جاتے ہیں"۔

پھر فرمایا: "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط" (سورۃ ۲ البقرۃ آیت ۱۶۵ پارہ ۲)

یعنی: "اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ سب سے زیادہ شدید محبت خدا سے کرتے ہیں"۔

* نیز پھر فرمایا کہ: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" (سورۃ ۴ النساء آیت ۶۵ پارہ ۵)

www.drhasanrizvi.com

یعنی: "(اے نبیؐ!) آپؐ کے رب کی قسم، وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں تمھیں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔" (سورۃ نساء آیت ۶۵ پارہ ۵)

عملِ صالح | نیک عمل قرآن کی رو سے صرف وہی عمل ہے جو ایمان کی بنیاد پر کیا جائے۔ یعنی، اِس تصوّر سے کیا جائے کہ میں اپنے مالک کی اطاعت کرنے کے لیے اِس کام کو انجام دے رہا ہوں اِسی لیے قرآن نے جہاں بھی عملِ صالح کا حکم دیا، وہاں پہلے ایمان لانے کا حکم دیا اور ساتھ ساتھ اجر کی بھی اُمید دلائی گئی۔ اِس لیے ایمان وہی ہے جو عمل سے ثابت ہو۔ ایمان بلا عمل صرف ایک دعویٰ ہے بلا ثبوت۔ ایمان اور عملِ صالح کا تعلق بیج اور درخت والا ہے۔ گویا صرف ایمان کا دعویٰ انسان کو خسارے سے نہیں بچا سکتا جب وہ ایمان کے عملی تقاضوں پر عمل نہ کرے۔

ایمان اور عملِ صالح کی صفتیں پیدا کرنے کے بعد، حکم دیا گیا کہ ایسے لوگ دوسروں کو بھی حق اور صبر کی نصیحت کریں۔ گویا خدا ایک مومن اور صالح معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں ہر فرد یہ ذمّے داری محسوس کرے کہ اُسے معاشرے کو بگاڑ سے بچانا بھی ہے۔

حق کے معنی | (۱) صحیح اور سچّی حقیقت (۲) دوسروں کا وہ حق جو انسان کو ادا کرنا ضروری ہے خواہ وہ خدا کا حق ہو یا بندوں کا حق ہو یا اپنے نفس کا حق ہو۔

دوسروں کو حق کی نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان معاشرہ حق کے خلاف کسی کام کو دیکھ کر خاموش تماشائی نہیں بن سکتا۔ اُس کے لیے ضروری ہے کہ اگر باطل سر اُٹھائے تو ہر مسلمان

www.drhasanrizvi.com

اُس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو، اور معاشرے کا ہر فرد عدل و انصاف کے مطابق تمام حقداروں کا حق ادا کرے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے۔ اگر یہ بات کسی معاشرے میں نہ رہے گی تو وہ نقصان سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ اسی بات کو خداوندِ عالم نے یوں فرمایا کہ:

"لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۴ پارہ ۹)

یعنی: (جب ایک گروہ نے کہا کہ) تم اُن لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا اُن پر شدید عذاب نازل کرنے والا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا: (یہ نصیحت ہم اس لیے کرتے ہیں) تاکہ ہم تمھارے پروردگار کے سامنے سرخرو ہونے اور اس لیے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔" اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں)" پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ:

"فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝" (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۵ پارہ ۹)

یعنی: "اور جب وہ اُس نصیحت کو بھول گئے جو انھیں کی گئی تھی، تو ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو کہ اُن کو بُرائی سے روکتے (اور نصیحت کرتے) تھے۔ اور ظالموں اور بدکاروں کو سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ بسبب اُس فسق و فجور اور بدکاری کے جو وہ کیا کرتے تھے۔"

اسی لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی تعریف قرآن مجید میں اس طرح فرمائی:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ

www.drhasanrizvi.com

الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰ پارہ ۴)

یعنی: "تم بہترین گروہ ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف رغبت دلاتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ کو دل سے مانتے ہو۔"

صبر کی تلقین کا مطلب یہ ہے کہ حق کی علمی پیروی کرے اور حق کی حمایت کرے اور حقوق ادا کرنے میں جو مشکلات اور تکالیف، نقصانات، محرومیاں اور مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں اُن کو برداشت کیا جائے، اور ایکدوسرے کو اُن پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ ہر فرد دوسرے کی ہمت بندھاتا رہے کہ وہ مصائب اور تکالیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرے۔

* (تفسیر کبیر - مجمع البیان - تفہیم - تفسیر نمونہ) *

"خُسر" خسران کا لفظ بتا رہا ہے کہ دنیا تجارت گاہ ہے۔ اسی لیے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "دنیا ایک بازار ہے جس میں ایک گروہ نے نفع کمایا، اور دوسرے گروہ نے نقصان اُٹھایا۔"

* (تحف العقول) *

* زندگی کے نقصان سے بچنے کا طریقہ ایمان، عملِ صالح، وصیتِ حق اور وصیتِ صبر ہے یہ فائدہ اسی دنیا کے گزرتے وقت میں حاصل کر کے ہم نقصان سے بچ سکتے ہیں جبکہ یہ گزرتا ہوا وقت بہت محدود ہے۔ اسی لیے حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "انسان کا ہر سانس موت کی طرف بڑھتا ہوا ایک قدم ہے۔" * (نہج البلاغۃ کلمات قصار ۴۷) *

* انسان کے وقت اور محنت کی اصل قیمت صرف جنت ہے۔ یعنی وہ اسی وقت کو

www.drhasanrizvi.com

ایمان وعملِ صالح، وصیتِ حق اور وصیتِ صبر پر خرچ کرکے جنّت حاصل کرسکتا ہے۔

اِسی لیے حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "تمھارے وجود کی قیمت جنّت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو اِس سے کمتر کسی اور چیز کے بدلے بیچ ڈالو"

* (نہج البلاغۃ کلمات قصار ۴۵۶) *

کامیابی کا چار نکاتی پروگرام (۱) ایمان۔ یعنی صحیح عقائد و افکار یعنی شرک، کفر اور نفاق کو چھوڑ کر، توحید، عدل، نبوّت، امامت اور قیامت کی ابدی حقیقتوں کو دل سے مان لینا۔ (۲) نیک اعمال۔ یعنی عبادات، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کوششیں کرنا، علم حاصل کرنا، ہر اچھّا کام انجام دینا، خدا کی اطاعت کرنا، اور جناب رسولِ خدا ص کی پیروی کرنا، نیک عمل ایمان کا لازمی منطقی نتیجہ ہوتا ہے

(۳) دوسروں کو حق کی نصیحت کرنا۔ یعنی ایمان وعملِ صالح کی طرف بلانا، تاکہ لوگ باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آئیں۔ حق کے معنی سچّی حقیقت۔ سب سے بڑی سچّی حقیقت اصولِ دین ہیں۔ اِس لیے "حق" سے اوّلین مراد اصولِ دین ہیں۔ اور "صبر" سے مراد حق سے روکنے والی چیزوں کا مقابلہ کرنا۔ باطل کے مقابلے پر ایمان وعملِ صالح کی حفاظت کرنا۔

صبر کرنے میں خدا کی اطاعت پر صبر کرنا بھی شامل ہے۔ گناہ پر اُبھارنے والی چیزوں کو برداشت کرنا بھی شامل ہے، مصائب اور ناگواریوں پر صبر کرنا بھی شامل ہے کیوں کہ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صبر عَلَی الطَّاعَۃِ یعنی خدا کی اطاعت میں زحمتوں پر صبر کرنا..... اور...

www.drhasanrizvi.com

(۲) "صبر علی المصیبۃ" باطل کا مقابلہ کرتے ہوئے، اور ناسازگار حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے صبر کرنا۔ (۳) صبر علی المعصیۃ۔ گناہوں سے بچنے پر صبر کرنا۔ یعنی گناہ کر سکتا ہو لیکن خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ کو نہ کرے۔ یہ سب سے زیادہ عظیم ہے، اور اس کا ثواب بھی سب سے زیادہ ہے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ زمانے کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ گذرتا وقت اِس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہے کہ صرف وہی فرد یا قوم نقصان سے بچ سکی جو ایمان و عملِ صالح، وصیتِ حق اور وصیتِ صبر پر کاربند رہی۔

ایمان، یعنی ابدی حقیقتوں کو دل سے سمجھ کر ماننا۔ عملِ صالح اُن ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننے کا عملی تقاضا ہے جن کو پورا کرنا عملِ صالح ہے، اور عملِ صالح کی انتہا یہ ہے کہ خدا کی نعمتوں کو صرف اپنی حد تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ اُس کا فیض دوسروں تک پہنچایا جائے، اِسی کو وصیتِ حق فرمایا، اور یہ تمام کام صبر کے ساتھ برداشت کیے بغیر ممکن نہیں؛ اس لیے صبر کرنے اور دوسروں کو صبر کرنے کی نصیحت کرنے کا حکم دیا۔

★ (فصل الخطاب) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ: "جس وقت کی قسم کھائی ہے اُس سے مراد وہ وقت بھی ہے جس وقت قائم آلِ محمدؐ حضرت امام مہدیؑ (صاحب العصر) خروج یا ظہور فرمائیں گے۔ ★ (تفسیر صافی بحوالہ الاکمال) ★

★ اس میں شک نہیں کہ اسلامی منشور کے اِن چار ارکان کے تاویلی مصداق کربلا والوں سے بہتر مثال کوئی نہیں ہے، وہ اپنی مثال آپ ہیں، خاتمہ انسانیت تک پہنچنے کا بہترین اُسوۂ حسنہ ہے اس لئے اُن کی یاد منانا انسانیت کا اہم فریضہ ہے۔

(تفسیر الکوثر للمحقق)

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الْھُمَزَۃِ "مَکِّیَّۃٌ"

لوگوں پر طعنے کسنے والوں کی مذمت سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ الھمزۃ کی تلاوت کرتا ہے (یعنی) سمجھ کر پڑھتا ہے اُسے اُن لوگوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں خدا عطا فرماتا ہے جو میرا مذاق اُڑاتے ہیں۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص اِس سورۃ کو فرض نمازوں میں پڑھے گا، وہ فقر و فاقہ سے دور رہے گا، اور اُس کا رزق کھنچ کھنچ کر اُس کی طرف آئے گا، اور وہ بُری موت سے محفوظ رہے گا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اِس سورۃ کو پڑھے یا لکھے درد کرنے والی آنکھ کے لیے تو باذنِ اللہ اُس کا درد ختم ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی نظرِ بد کا شکار ہو تو اُس پر یہ سورۃ پڑھنے سے نظرِ بد کا اثر دور ہو جائے گا۔ (بقدرۃ اللہ)

★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۹ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ① تباہی اور بربادی ہے ہر اس شخص کے لیے جو لوگوں پر لعن طعن کرتا ہے، اور لوگوں کی برائیاں اُچھالنے والا ہے۔

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ② جس نے مال جمع کیا اور اُسے خوب گن گن کر رکھا،

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ③ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱ تا ۳ : "ھُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ" ھمزہ کے معنی غیبت کرنے والا، لُمزہ کے معنی آنکھ ہاتھ اور زبان سے طعنے کسنے والا۔ اِس سے اوّلین مراد مغیرہ ہے جو جناب رسولِ خدا کی غیبت بھی کرتا تھا اور آپؐ پر طعنے بھی کسا کرتا تھا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

"ھمزۃ لمزہ" یہ دونوں الفاظ مل کر اُس شخص کے معنی دیتے ہیں جس کی عادت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کو ذلیل کرتا ہے، کسی کو دیکھ کر انگلیاں اُٹھاتا ہے، کسی کی طرف آنکھوں سے نازیبا اشارے کرتا ہے، کسی کے حسب نسب میں عیب نکالتا ہے، کسی کی ذات میں کیڑے نکالتا ہے، کسی پر آوازیں کستا ہے، دوستوں کو لڑواتا ہے، بھائیوں میں پھوٹ ڈال کر خوش ہوتا ہے۔ الزام لگاتا ہے۔
★ (تفسیر نمونہ - تفہیم - مفردات امام راغب، لسان العرب - تفسیر کبیر - مجمع البیان)

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں شریر ترین، بدترین لوگوں کی خبر دوں؟ بدترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو بہت زیادہ چغلخوری کرتے ہیں۔ دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں اور پاک و پاکیزہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔" ★ (اصول کافی جلد ۲) ★

★ نیز آں حضرتؐ نے فرمایا کہ: "لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وہ شخص ہے جو لوگوں کی توہین اور تذلیل کرتا ہے۔" ★ (بحار الانوار) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: "پانچ خصلتوں کے بغیر کسی کے پاس مال جمع نہیں ہو سکتا (۱) شدید بخل یا کنجوسی (۲) لمبی لمبی تمنائیں پالنا (۳) مال کا سخت حریص ہونا (۴) قطعِ رحمی یعنی رشتہ داروں کا حق نہ ادا کرنا۔ (۵) دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا۔"
★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) ★

www.drhasanrizvi.com

* جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "اوّل تو یہ مال ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ہی نہیں لیکن اگر یہ مال رہ بھی گیا تو تُو اُس کے لیے کہاں باقی رہے گا؟" * (نہج البلاغۃ) *

ایسے ہی لوگ بقولِ قرآن مرتے وقت کہتے ہیں: "مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ ۚ" (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۸-۲۹ پ ۲۹)

یعنی: "میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ میری سلطنت و اختیار بھی مجھ سے جاتا رہا۔" (الحاقۃ ۶۹۔ پارہ ۲۹)

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۴ ہرگز نہیں (رہ سکتا بلکہ) وہ شخص چورا چورا کر دینے والی جگہ میں پھینکدیا جائے گا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ اور تم کیا جانو کہ وہ چورا چورا کر دینے والی جگہ کیا ہے۔؟

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ وہ اللہ کی خاص طور پر خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے،

الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ جو دلوں تک چڑھ آئے گی،

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ پھر وہ اُن (لوگوں پر) ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹ وہ بھی لمبے لمبے اونچے اونچے ستونوں میں

(یعنی لمبے لمبے ستونوں میں آگ بھڑک رہی ہوگی اور جہنّمی اُس کے اندر جائیں گے (یا) کھڑے کر کے بند کر دیے جائیں گے (یا) اُس آگ کے شعلے اونچے اونچے ستونوں کی شکل میں اُٹھ رہے ہوں گے۔ (بقول ابنِ عباسؓ)

لَيُنْۢبَذَنَّ : عربی میں نَبذ کسی چیز کو بے فائدہ، بے وقعت سمجھ کر پھینک دینے کے لیے بولا۔

www.drhasanrizvi.com

جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی جو اپنے مال، اولاد کی وجہ سے دنیا میں خود کو بہت ہی بڑی چیز سمجھتا تھا لیکن قیامت کے دن اُس کے بُرے اعمال، کنجوسی، دلآزاری اور مال کی بے حد محبت اور آخرت فراموشی کی وجہ سے حقارت کے ساتھ سر کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ دنیا میں منہ در منہ لوگوں پر طعنے کستا تھا، پیٹھ پیچھے لوگوں کی غیبت اور بُرائیاں بیان کیا کرتا تھا، مالی حقوق ادا نہ کر کے مال گن گن کر جمع کرتا تھا، وہ احمق سمجھتا تھا کہ اُس کا مال ہمیشہ ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔ یعنی خدا اور آخرت کا منکر تھا۔ اس لیے وہ "حُطَمَہ" جہنم میں چکنا چور کر دینے والی جگہ پھینک دیا جائے گا۔

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم، تفسیر نمونہ) ★

مال جمع کرنے کی حرص ایک دفعہ امام جعفر صادقؑ نے سونے چاندی پر لعنت کی۔ آپؑ کے صحابی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: "سونے سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کفر دین کو ختم کر دے اور چاندی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کفر اور بے ایمانی کا سرچشمہ بنے۔" (بحارالانوار جلد ۷۳)

★ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "نشہ اور مستی چار قسم کی ہوتی ہے (۱) شراب کی مستی (۲) مال کی مستی (۳) نیند کی مستی (۴) اقتدار کی مستی۔" ★ (بحارالانوار جلد ۷۳) ★

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ امامؑ نے فرمایا "اگر نیکیاں حق ہیں، تو پھر مال کس لئے جمع کیا جائے؟ اور اگر یہ بات سچی ہے کہ خدا ہر نیکی کا بدلہ ضرور بالضرور دے گا اور جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا اُس کی کمی پوری کرے گا، تو پھر کنجوسی کس لیے کی جائے؟"

★ (توحید صدوقؒ۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵) ★

★ حضرت امام علیؑ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و ندامت (افسوس، شرمندگی)

www.drhasanrizvi.com

کس کو ہوگی ؟ آپؐ نے فرمایا: "اُس شخص کو ہوگی جو اپنا مال دوسروں کے اعمال کی ترازو میں تُلتا ہوا دیکھے گا۔ اِس طرح اُس کے وارث کو جنّت میں بھیجا جائے گا اور مال کما کے جمع کرنے والے کو جہنّم میں پھینکا جائے گا۔" * (بحار الانوار جلد ۷۳) *

یعنی مال کمانے والے نے مال جمع رکھا اور نیک کاموں پر خرچ نہ کیا، مالی حقوق ادا نہ کیے اِس لیے جہنّم رسید ہوا، جبکہ اُس کے وارث کو جس نے بغیر محنت کے مال حاصل کیا اور خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جنّت میں بھیجا گیا۔ ایسے موقع پر مال کمانے اور جمع رکھنے والے کے دل پر کیا گزرے گی۔

خداوندِ عالم نے فرمایا: "اسی طرح سے خدا اُن کے اعمال (یعنی مال جمع کرنے) کو اُن کے لیے حسرت بنا دیگا"

یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں آئی ہے جو مال چھوڑ جاتے ہیں اپنی کنجوسی کی وجہ سے، پھر اُس کے وارث اُس کا مال اللہ کی اطاعت یا معصیت پر خرچ کرتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر مال کمانے والا مال جمع کر کے چھوڑ گیا اور اُس کے وارثوں نے وہ مال گناہوں پر خرچ کیا تو اُن کے گناہوں کا سبب اُس کا مال بنا، اِس لئے اِس پر بھی اُس کو سزا ملے گی"

* (بحار الانوار جلد ۷۳) *

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ـــــــــ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:-

"جب درہم و دینار کا پہلا سکّہ بنا تو ابلیس نے اُسے دیکھا اور اپنی آنکھوں سے لگایا، پھر سینہ سے لگایا، پھر بڑی خوشی سے چیخا۔ پھر دوبارہ ایسا ہی کیا اور سینہ سے لگا کر کہا: اے درہم و دینار! تم میری آنکھوں کی روشنی اور دل کی ٹھنڈک ہو، اگر لوگ تم سے محبت کرنے لگیں تو پھر مجھے پرواہ نہ ہوگی کہ وہ بتوں کو پوجیں یا نہ پوجیں، میرے لیے بس یہی بہت کافی ہے کہ تم سے محبت کریں۔ (کیونکہ تم سے بڑا بت کون ہو سکتا ہے۔) (بحار الانوار جلد ۷۳)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الفیل ، مکیۃ

(ہاتھیوں کے قصہ والی سورت)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:
"جو شخص سورۃ الفیل کو واجب نماز میں پڑھے گا، قیامت کے دن ہر پہاڑ، ہر ہموار زمین، ہر پتھر اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ شخص نماز پڑھنے والوں میں سے تھا۔ ایک ندا کرنے والا پکار کر کہے گا کہ: تم نے میرے بندہ کے بارے میں سچ کہا۔ میں تمہاری گواہی قبول کرتا ہوں، میرے اس بندے کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کردو کیوں کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں، اس لئے کہ میں اس کے عمل کو پسند کرتا ہوں۔" ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا خداوندِ عالم اس پر عذاب نہ کرے گا۔" ★ (تفسیر نمونہ) ★

(۲) دنیا میں مسخ ہونے سے محفوظ رہے گا۔ (۳) اس کا دشمن فوراً بھاگ جائے گا۔
(۴) اس کا دل مضبوط ہو جائے گا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

معلوم ہوا کہ انسان کو خداوندِ عالم اس کے عمل کی وجہ سے پسند فرماتا ہے۔ رنگ و نسل شکل و صورت، فرقے و نسب کی وجہ سے نہیں۔ (مولف)

★ مگر یہ سب ثواب صرف اس کے لیے ہے جو سمجھ کر پڑھے اور سورۃ کی ہدایات پر عمل کرے۔ (تفسیر نمونہ)

نوٹ: فقہائے امامیہ کے نزدیک سورۃ ۱۰۵ الفیل اور سورۃ ۱۰۶ "لایلاف قریش" ایک سورۃ کے حکم میں ہیں لہٰذا اگر یہ سورۃ نماز میں پڑھی جائے تو سورۃ ۱۰۶ لایلاف بھی بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔
★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۵ | سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ | رُکُوْعُھا ۱

ہاتھی کا واقعہ بیان کرنے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ① (۱) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پالنے والے مالک نے ہاتھی والوں کا کیا حشر کیا

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ② (۲) کیا اُس نے اُن کی ترکیب کو بیکار نہیں کر دیا ؟

وَّ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ③ (۳) اور اُن کے اوپر پرندوں کے غول در غول (نہیں) بھیج دیے ؟

www.drhasanrizvi.com

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿۴﴾ (۴) جو اُن کے اوپر پکّی ہوئی مٹّی کے بنے ہوئے پتّھر پھینک رہے تھے ،

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿۵﴾ ع پھر اُنھیں (پتّھر مار مار کر) ایسا کر دیا جیسے جانوروں کا کھایا اور چبایا ہوا بھُوسا ۔

ع ۱ ۵ ۳۰

سورۃ الفیل کی شانِ نزول فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ

"حضرت ابوطالبؑ ہمیشہ اپنی تلوار کے ذریعہ سے پیغمبرِ اسلام کا دفاع کیا کرتے تھے ۔ ایک دن اُنھوں نے جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا: "بھتیجے ! کیا آپؐ تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں ؟ یا صرف اپنی قوم کے لیے "؟ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میں تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، چاہے وہ گورے ہوں یا کالے ۔ پہاڑوں پر رہتے ہوں یا دریاؤں پر ۔ میں فارس اور روم کے تمام لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں ۔"

جب یہ گفتگو قریش کے سرداروں نے سُنی تو حضرت ابوطالبؑ سے کہا : آپؑ اپنے بھتیجے کو روکیں ۔ خدا کی قسم اگر فارس اور روم کے لوگ یہ باتیں سن لیں گے تو ہمیں ہماری زمین سے باہر نکال دیں گے اور کعبہ کے پتّھروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے ۔" اِس پر یہ سورۃ اُتری ۔ (یہ بتانے کے لیے کہ کعبہ کا محافظ خود خدا ہے، پھر سورۃ الفیل کا قصّہ سنایا کہ ابرہہ کے لشکر کے ہاتھیوں کے ساتھ اللہ کے لشکر نے کیا کیا ۔)

* (روضۃ الواعظین ۔ تفسیر نور الثقلین) *

www.drhasanrizvi.com

واقعۂ اصحابِ فیل تاریخ کے اعتبار سے

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں ابرہہ گورنر تھا۔ اُس نے صنعاء میں ایک گرجا بنایا تھا، کیوں کہ وہ عیسائی تھا۔ اُس نے چاہا کہ عرب کعبہ کے بجائے صنعاء کے گرجا کا طواف کریں۔ عربوں نے یہ بات نہ مانی۔ کسی نے ابرہہ کے بنائے ہوئے گرجا کو غلاظت سے گندہ کردیا۔ یہ سُن کر اُس نے کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کرلیا۔ وہ ہاتھیوں کا لشکر لیکر مکّہ پر چڑھ دوڑا۔ اللہ نے پرندوں سے ہاتھیوں کو ڈھیر کردیا۔" ابابیل " پرندے کا نام نہیں ہے، بلکہ غول در غول آنے کو کہتے ہیں۔ پرندوں کے کنکروں سے ابرہہ کے لشکریوں اور ہاتھیوں کے جسم بکھر گئے، جیسے کھائی ہوئی غذا، بھوسا جو جانوروں کے قریب چاروں طرف بکھرا پڑا رہتا ہے۔ * (السیر التفاسیر۔ تفسیر کبیر) *

" سِجّیل " یعنی: پکی ہوئی مٹّی کے بنے ہوئے کنکر۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: سجّیل فارسی کا لفظ سنگ اور گل کا معرب ہے۔ مراد وہ پتھر ہے جو مٹّی کے گارے سے بنا ہو اور پک کر پتھر کی طرح سخت ہوگیا ہو۔ (مجمع البیان۔ مفردات امام راغب۔ تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ بلوغ الارب، بحار الانوار، تفسیر کوثر)

" سِجّیل " ایک سخت قسم کے پتھر کو کہا جاتا ہے جو عام پتھروں کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور " ابابیل " اس کی واحد اَبُوْل یا اَبَال ہے۔ ایک پرندے کا نام ہے جو چڑیا سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: " یہ واقعہ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادیٔ محسّر کے قریب محسّر کے مقام پر ہوا تھا۔" امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ: جب رسولِ خداؐ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف چلے تو محسّر کی وادی میں اپنی سواری تیز کردی۔ * (صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ تفہیم، امام نووی۔ امام مالک) *

* نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: " اِس واقعے کے بعد اسال قریش نے خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کی۔"
* (بخاری بروایت ام ہانی۔ طبرانی۔ حاکم۔ بیہقی) *

www.drhasanrizvi.com

سورۃ قریش "مکیۃ"

قریش کو "سرزنش" کے ذکر سے شروع ہونے والی سورۃ

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۂ قریش کو پڑھے اُس کو اُن لوگوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں دی جاتی ہیں جنہوں نے کعبہ کا طواف کیا ہے یا وہاں اعتکاف کیا ہے۔" (تفسیر مجمع البیان)

★ شیعہ فقہاء کے سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح کو ایک شمار کیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الفیل اور سورۃ قریش کو بھی ایک سورۃ شمار کرتے ہیں۔ اس لیے فرض نمازوں میں دونوں سورتیں پڑھنی ضروری ہیں۔ ★ (تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص سورۃ قریش کی زیادہ تلاوت کرے گا (اکثر سمجھ کر پڑھے گا) خداوندِ عالم اُس کو جنت کی سواری پر سوار کر کے محشور کرے گا، اور نور کے دسترخوان پر اُس کو جگہ ملے گی۔

★ حدیثِ نبویؐ میں ہے کہ: ★ (تفسیر انوار النجف)

★ "اگر اِس سورۃ کو کھانے پر پڑھا جائے گا تو کھانے کے نقصانات ختم ہو جائیں گے اور وہ کھانا باعثِ شفاء ہوگا۔" ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ اگر صبح کا آدمی طلوعِ آفتاب سے پہلے اِس سورۃ کو پڑھے گا تو خداوندِ عالم اُس کی روزی کو اُس کے پاس پہنچنے کو آسان کر دے گا۔ ★ (مصباحِ کفعمی)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۴ | سُوْرَةُ قُرَیْشٍ (مَّکِّیَّةٌ) | رُکُوْعُھا ۱

قریش کو سرزنش کے ذکر سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ ① کیوں کہ قریش (کے قبیلے والے) عادی ہیں

اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ ② (۲) (یعنی) سردی اور گرمی کے سفروں کے

وَ الصَّیْفِ ۚ ② عادی ہیں،

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا ۙ (۳) لہٰذا اُن کے لیے لازمی ہے کہ اِس گھر

الْبَیْتِ ۙ ③ کے مالک کی عبادت کریں

الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ (۴) جس نے اُنھیں بھوک سے بچا کر پیٹ بھرنے کا

جُوْعٍ ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ ④ سامان کیا اور خوف سے بچا کر امن و امان عطا کیا۔

ع ۱ ۴ ۳۰

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱ تا ۴ : قریش تجارت پیشہ تھے، کعبہ کے متولّی تھے، عرب کے تمام قبیلوں میں سب سے مالدار تھے۔ اُن کی وجہ سے مکّہ تجارتی مرکز بن گیا۔ یہ لوگ گرمیوں میں شام اور سردیوں میں یمن تجارتی قافلے لے جاتے تھے اور کعبہ کے متولّی ہونے کی وجہ سے کوئی قبیلہ اِن کا قافلہ نہ لوٹتا تھا۔ پھر قریش سارے عرب قبیلوں سے زیادہ پڑھے لکھے تھے۔ اسی لیے رسولِ خداؐ نے فرمایا: "قریش قادۃ النّاس" (یعنی) قریش لوگوں کے لیڈر ہیں۔"

* (مسند احمد) *

* حضرت امام علیؑ سے روایت ہے کہ ——— جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "پہلے عرب کی سرداری حِمیَر کے قبیلے کو حاصل تھی، پھر اللہ نے سرداری اُن سے سلب کر کے قریش کو دے دی۔"

* (بیہقی) *

* یہ سورۃ (اوّلین معنی میں) ابوجہل اور کفّارِ قریش کے بارے میں اُتری، پھر اُن جیسے جو ہوں گے اُن کے لیے ہوگی۔

* (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی) *

قریش کے معنی (بقول ابنِ عبّاس): "قریش" اصل میں سمندر کے ایک بڑے جانور کو کہتے ہیں جو ہر جانور کو آسانی سے کھا جاتا ہے۔ اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابنِ عبّاسؓ نے بہت سے عرب شاعروں کے اشعار بھی پیش کیے، کیوں کہ قریش کا قبیلہ قدرت، قوّت اور رعب داب میں زبردست تھا اِس لیے اس کو قریش کہتے تھے۔

لیکن بعض ماہرین نے قریش کے معنی "تجارت پیشہ" لکھے ہیں۔ * (مفردات امام راغب۔ تفسیر ابنِ عبّاسؓ)

قریش کی نمک حرامی خداوندِ عالم کے اسقدر احسانات کے باوجود قریش کے لوگ رسولِ خداؐ کے سخت دشمن تھے حالاں کہ مکّہ کی سرزمین پر جہاں یہ قبیلہ رہتا تھا، نہ کوئی دریا تھا، نہ باغ تھا، نہ کھیتی باڑی تھی، اُن کی ساری ضرورتیں تجارت سے پوری ہوتی تھیں۔ اسی لیے وہ تجارت کے لیے سفر کرنے سے مانوس تھے۔ اُن کو یہ ساری نعمتیں خدا کے گھر کے خادم ہونے کی وجہ سے ملی تھیں، اِس لیے اُن کو زیادہ خدا کی عبادت کرنی چاہیئے تھی۔ دوسرا کفرِ نعمت یہ تھا کہ اُنھوں نے

www.drhasanrizvi.com

خدا کے گھر کو بتوں سے بھر رکھا تھا، تاکہ بتوں پر چڑھائے جانے والے نذرانے اُڑا سکیں۔
* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

حاصلِ کلام۔ آخر میں خدا قریش سے فرما رہا ہے کہ اسقدر احسانات کے بعد خدا کے گھر سے ہر قسم کا مال و دولت، عزت، قوت، حفاظت پانے کے بعد بھی تم اِس گھر کے مالک کی عبادت و اطاعت کیوں نہیں کرتے؟ خدا کے رسولؐ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ کیا یہ انتہائی ناشکری، احسان فراموشی اور نمک حرامی نہیں ہے؟ اگر تم توحید کے پیغام کی گہری باتیں نہیں سمجھ پاتے تو کم سے کم کھلی ہوئی واضح حقیقت کو سمجھو کہ جس کا کھا رہے ہو، اُسی کی نمک حرامی کر رہے ہو۔ آخر اتنی واضح حقیقت کا سمجھنا کیا دشوار ہے؟ پھر آخر تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کیوں کر رہے ہو؟ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

اصل بات یہ تھی کہ قریش کو اُن کے تکبّر نے اندھا کر دیا تھا۔ مال و دولت، عزّت و قوّت کے نشے میں وہ خدا و رسولؐ، قرآن و ایمان، اسلام اور تمام ابدی حقیقتوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

* دوسری بات تھی کہ اُن کو بتوں کے نذرانے، چڑھاوے ملتے تھے۔ اگر وہ بتوں کی مخالفت کرتے تو نذرانے نہ ملتے، اور عرب قوم اُن کی مخالف ہو جاتی تو اُن کی چودھراہٹ بھی ختم ہو جاتی۔

* تیسرے یہ کہ دولت نے اُن کو بالکل اندھا کر دیا تھا۔ وہ سوچنے سمجھنے تک کی زحمت سے عاری تھے

* چوتھے یہ کہ اُن کو آبا پرستی کا بھی روگ لگ گیا تھا، لکیر کے فقیر تھے، جو باپ دادا نے کیا ہے بس وہی ہم کریں گے۔ حالاں کہ قریش کے دادا حضرت ابراہیمؑ تھے جو توحید کے زبردست علمبردار تھے، مگر قریش اُن کے بعد آنے والے گمراہ باپ دادا کے پیروکار بنے ہوئے تھے۔ * (مؤلّف) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ "مَکِّیَّۃٌ"

زکوٰۃ یا کسی بھی امداد یا معمولی ضرورت کی چیز دینے سے بھی گریز کرنے والوں کے ذکر والی سورت

(فضائل وخصوصیات)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الماعون کو اپنی فرض یا نفل نمازوں میں پڑھے گا تو خداوندِ عالم اُس کی نمازوں اور روزوں کو قبول فرمائے گا۔ اور اُس کا حساب نہ لے گا (یعنی حساب آسان فرمادے گا یا بلا حساب جنت عطا فرمائے گا) ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ صـ ۵۲۶) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الماعون کو پڑھے گا اُس کے گناہ معاف کیے جائیں گے، بشرطیکہ اگر زکوٰۃ ادا کر چکا ہو، اور جو شخص صبح کی نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اِس کو پڑھے گا، وہ آئندہ صبح تک خدا کی حفاظت میں رہے گا۔
★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص سورۃ الماعون کو ۱۴۱ مرتبہ پڑھے، وہ اور اُس کی اولاد محتاج نہ ہوں گے" (مگر سورۃ کو پڑھنے سے پہلے دُرود پڑھنا چاہیئے۔)
★ (فوائد القرآن۔ تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ "مَكِّيَّةٌ"

اٰيَاتُهَا ۷ — رُكُوْعُهَا ۱

زکوٰۃ یا کسی بھی امداد یا معمولی ضرورت کی چیز دینے سے بھی گریز کرنے والوں کے ذکر والی سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱	(۱) کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو جزاء و سزا کو جھٹلاتا ہے؟
فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲	(۲) اور یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

شانِ نزول | ابوسفیان روز دو اُونٹ بڑے بڑے نحر کراتا اور اپنے گھر والوں اور دوستوں کے

www.drhasanrizvi.com

ساتھ کھاتا۔ ایک دن ایک یتیم نے جو بھوکا تھا اُس سے کھانا مانگا، تو ابوسفیان نے اپنے عصا سے اُسے اتنا مارا کہ وہ جان بچا کر بھاگ نکلا۔ * (تفسیر نمونہ) *

دین کا لفظ (۱) اعمال کے بدلے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ (۲) اور نظریۂ زندگی کے لیے بھی۔ اس طرح یہاں دین سے مراد اسلام کا دین بھی ہے لیکن آیت کے سیاق و سباق کے لحاظ یہاں دین کا مطلب اعمال کا بدلہ لیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ مگر حضرت ابنِ عباسؓ نے دینِ اسلام مراد لیا ہے۔ مگر اکثر مفسرین نے یہاں پر دین سے مراد اعمال کا بدلہ لیا ہے۔

اس لیے کہ اچھا اخلاق اس عقیدے سے بھی پیدا ہوتا ہے کہ انسان یہ جان لے کہ ہر بُرے عمل کی سزا ملے گی اور اچھے اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور جو شخص دینِ اسلام کو واقعی مان لیتا ہے اُس میں بھی اچھے اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں وہ یتیم کو دھکے دے کر نہیں نکالتا اور مسکین کو کھانا خود بھی کھلاتا ہے اور دوستوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے۔ نماز سے غفلت نہیں برتتا۔ ریاکاری نہیں کرتا، لوگوں کو ہر قسم مدد دینے پر تیار رہتا ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

"یَدُعُّ" کے معنی دھتکارنا۔ * (مفردات امام راغب) *

یَدُعُّ الْیَتِیْمَ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں (۱) یتیم کا حق مار لینا، یعنی اُس کے باپ کی میراث کا مال چھین لینا۔ نہ دینا۔ اور اُس کو دھکے دے کر بھگا دینا۔ (۲) یتیم پر ظلم ڈھانا۔ (۳) یتیم کھانا مانگنے آئے تو اُس کو دھتکار دینا۔ (۴) ظلم یا زیادتی مستقل کرتے رہنا، یہ سمجھ کر کہ یتیم بے سہارا ہے، کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ * (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مفردات امام راغب) *

www.drhasanrizvi.com

بے رحمی کی انتہاء اور آں حضرتؐ کا تصرّف

ابوجہل ایک یتیم کا سرپرست تھا۔ ایک روز وہ یتیم بچہ اُس کے پاس اِس حال میں آیا کہ اُس کے جسم پر صحیح لباس تک نہ تھا، اُس نے ابوجہل سے درخواست کی کہ میرے باپ کے مال سے کچھ مجھے دیدے تاکہ میں لباس مہیا کروں، مگر ابوجہل نے منہ پھیر لیا، وہ دیر تک کھڑا اُس کی منت وسماجت کرتا رہا۔ بالآخر مایوس ہوکر لوٹ آیا۔ قریش کے سرداروں نے شرارت کے طور پر اُس بچے سے کہا کہ تو محمدؐ کے پاس جاکر اُن سے سفارش کر تاکہ وہ ابوجہل کے پاس تیرے لیے سفارش کریں۔ وہ یتیم بچہ سیدھا حضور اکرمؐ کی خدمت میں جا پہنچا۔ آپؐ فوراً کھڑے ہوگئے اور اپنے بدترین دشمن ابوجہل کے دروازے پر تشریف لائے۔ جب ابوجہل نے آپؐ کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: "اِس یتیم بچے کا حق اِس کو دے دو۔ ابوجہل فوراً مان گیا اور اُس کا سارا مال لاکر اُس کے حوالے کر دیا۔

قریش کے سردار تاک جھانک میں تھے کہ اب اِن دونوں میں جھڑپ ہوگی اور ابوجہل (معاذ اللہ) محمدؐ کو ذلیل کرے گا۔ لیکن معاملہ بالکل برعکس ہوگیا، اب جو اُنھوں نے ابوجہل کی اطاعت کو دیکھا تو وہ اُس کے پاس چڑھ دوڑے اور پوچھا کہ کیا تم نے محمدؐ کا دین قبول کرلیا؟ ابوجہل نے کہا: "نہیں" مگر میں کیا کرتا، مجھے صاف طور پر یہ نظر آیا کہ محمدؐ کے دائیں بائیں ایک حربہ ہے کہ اگر میں نے اُن کی بات نہ مانی تو وہ میرے جسم میں گھس جائے گا۔" ★ (اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن الماوردی) ★

اِس واقعے سے معلوم ہوا کہ: (۱) عرب اور قریش یتیموں کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کرتے تھے۔

(۲) خداوندِ عالم اپنے خاص بندوں کو ایک خاص رُعب و دبدبہ عطا فرماتا ہے، اور اس تصرّف کو وہ خدا کی مرضی سے جب چاہتے ہیں استعمال فرماتے ہیں۔ ائمۂ اہلِ بیتؑ کی زندگی میں بھی ایسے عجیب و غریب واقعات ملتے ہیں۔ ★ (مؤلف) ★

www.drhasanrizvi.com

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حالات میں لکھا ہے کہ:

* ایک مرتبہ عباسی خلیفہ منصور دوانیقی نے امام علیہ السلام کی شان بڑی گستاخیاں کیں، اور پھر آپؑ کو اپنے دربار میں طلب کیا، تاکہ میں اُن کو قتل کروں۔ راوی کہتا کہ جس وقت امام علیہ السلام اُس کے بلانے پر دربار میں تشریف لائے تو منصور خلیفہ جو اَب تک آپؑ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا اور قتلِ امامؑ پر آمادہ تھا، تو میں دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ خدایا! اُنؑ کی زندگی بچا لے۔ امامؑ کو میں نے دیکھا کہ آپؑ زیرِ لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ جب آپؑ میرے قریب سے گزرے تو مجھ سے فرمایا: "تمھاری دعا قبول ہو گئی"۔

پھر جب امامؑ خلیفہ منصور کے سامنے پہنچے تو وہ آپؑ کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا، اور بڑے احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ اور پوچھا: "(فرزندِ رسولؐ!) کیوں زحمت فرمائی؟"

امامؑ نے فرمایا: "مجھے بلایا گیا ہے۔" خلیفہ نے عرض کی: "کوئی حاجت ہو تو فرمائیں"؟

امامؑ نے فرمایا: بس یہ کہ نہ تم مجھے بلاؤ اور نہ میرے پاس آؤ۔ میں تم سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔

غرض جب امامؑ تشریف لے جانے لگے تو احتراماً کھڑا ہوا اور احترام کے ساتھ ہی رخصت کیا۔

پھر جب درباریوں نے منصور خلیفہ سے اس طرح امامؑ کا احترام کرتے دیکھا تو وجہ پوچھی: تو بولا کہ امامؑ کے آنے پر مجھ پر ایسا رُعب چھا گیا کہ میں سب کچھ بھول کر احترام کرنے پر مجبور ہو گیا۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳

(۳) اور کسی غریب کو کھانا دینے پر (لوگوں کو) آمادہ تک نہیں کرتا،

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳ : " وَلَا يَحُضُّ .. " | یعنی کسی مسکین کو کھانا دینے پر لوگوں کو آمادہ تک نہیں ۔

یعنی مسکین کو خود کھانا کھلانے کا تو کیا سوال، جو شخص دینِ اسلام کو نہیں مانتا، یا جزا و سزا کو نہیں مانتا، وہ مسکین سے اتنی بھی ہمدردی نہیں رکھتا کہ کسی سے اُسے کھانا کھلانے کے لیے کہدے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ (۱) مسکین کو کھانا دینا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے (۲) اور یہ مسکین کا حق ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو تو اُس کو کھانا دیا جائے ۔ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ نیز یہ کہ تباہی ہے اُن نمازیوں کے لیے

الَّذِينَ هُمْ عَن (۵) جو اپنی نماز سے غافل ہو کر بے پروائی

صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ برتتے ہیں۔

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ جو دکھاوے سے کام لیتے ہیں،

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾ اور معمولی سی عام ضرورت کی چیزیں تک

لوگوں کو نہیں دیتے (یا) اپنے کو کسی کی معمولی امداد سے بھی روک لیتے ہیں۔

ع ۱ ۲

آیت ۴ : نمازیوں کی تباہی | یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کا مقصد، اہمیت، افادیت، ضرورت کو نہیں جانتے نہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے سامنے جا کر کھڑا ہونا کسقدر اہتمام کے لائق ہے؟ جب چاہا پڑھی، جب چاہا نہ پڑھی، باتوں اور

www.drhasanrizvi.com

دنیا کے دھندوں میں نماز پڑھنا بھول گئے یا بالکل آخری وقت میں چار ٹکریں مار لیں۔ کچھ خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑے ہیں؟ جو ہمارے دلوں کے حال تک کو جانتا ہے، جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے جو ہر نفع و نقصان کا مالک ہے۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی)

★ "وَیْلٌ" نماز سے سہو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو معمولی سمجھتے ہیں، اور اس کے ترک ہو جانے کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اور اس سے تارک نماز مراد ہیں۔ اور وہ دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔
★ (تفسیر انوار النجف) ★

"ساھون" کے معنی | یعنی نماز سے غفلت کرنے والے مراد نماز نہ پڑھنے والے ہیں۔

فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جب ساھون کا مطلب پوچھا گیا کہ کیا یہ سہو شیطانی ہے"؟ فرمایا: "نہیں" سہو۔ (بھولنا) تو ہر شخص کو پیش آتا ہے۔ یہاں سہو سے مراد غفلت کرنا ہے اور نماز کو اوّل وقت بلا عذر چھوڑ دینا ہے" ★ (تفسیر عیاشی) ★

★ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: "اِنَّ شَفَاعَتَنَا لَاتَنَالُ مُسْتَخِفًّا بِالصَّلٰوۃِ" یعنی: "ہماری شفاعت کسی ایسے شخص کو نصیب نہ ہوگی جو نماز کو معمولی چیز سمجھتا ہو"

★ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "اس نماز سے مراد منافقوں کی وہ نماز ہے جو وہ دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں اگر کوئی دوسرا موجود ہوا تو پڑھ لی، ورنہ ٹال گئے، اکیلے ہوئے تو نہ پڑھی، علانیہ پڑھ لی۔
★ (ابن جریر۔ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم، ابن مردویہ۔ بیہقی فی الشعب) ★

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "ریاکار قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا:
(۱) اے کافر (۲) اے فاجر (۳) اے مکار (۴) اے خاسر (یعنی سخت نقصان اٹھانے والے)

www.drhasanrizvi.com

تیرا عمل برباد ہوا، تیرا ثواب باطل ہوا، آج تیرے لیے نجات کی کوئی راہ نہیں ہے اپنا اجر و ثواب اُسی سے مانگ جس کے دکھانے کے لیے تو اچھے عمل کیا کرتا تھا۔

——— * (وسائل الشیعہ جلد اوّل) * ———

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص لوگوں کے لیے عمل کرتا ہے اُس کا اجر لوگوں پر ہی ہے (خدا پر نہیں ہے) ہر ریا شرک ہے۔

——— * (وسائل الشیعہ جلد اوّل) * ———

قرآن میں فرمایا: " وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا " (سورۃ النساء آیت ۱۴۲ پارہ ۵)

یعنی: "اور وہ جب نماز کے لیے اُٹھتے ہیں تو کسمسائے ہوئے اُٹھتے ہیں، اور لوگوں کو (اپنی نماز) دکھاتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔"

* جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص خدا کے لیے جہاد کرے گا، اُس کا اجر خدا پر ہے، اور جو مال کے لیے جہاد کرے گا، اُس کا حصّہ بس وہی ہے۔" * (وسائل الشیعہ جلد اوّل)

* نیز فرمایا کہ "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب لوگوں کے باطن گندے ہوں گے ظاہر خوبصورت ہوں گے۔ وہ دنیا کی طمع کی وجہ سے خدا کے اجر کے طلب گار نہ ہوں گے، اُن کا دین صرف دکھاوے کے لیے ہوگا، خدا کا خوف دلوں میں باقی نہ رہے گا، خدا اُن سب کو سخت عذاب میں گرفتار کرے گا، وہ جتنا بھی خدا کو ڈوبنے والے کی طرح پکاریں گے، ہرگز اُن کی دعا و پکار قبول نہ ہوگی۔
* (اصول کافی باب الریاء) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الکَوثَر "مکیۃ"

رسولِ خدا کو کثرتِ نسل، حوضِ کوثر اور خیرِ کثیر عطا کرنے کے ذکر والی سورت

فضائل و خواص

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الکوثر کو پڑھے گا خدا اُسے جنت کی نہروں سے سیراب کرے گا، اور ہر اُس قربانی کی تعداد کے برابر اُس کو اجر دے گا، جو خدا کے بندے عیدِ قربان کے دن پیش کرتے ہیں، اور وہ قربانیاں بھی جو اہلِ کتاب اور مشرکین کرتے ہیں۔ (اُن سب کی تعداد کے برابر اجر دے گا۔) * (تفسیر مجمع البیان) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "جو شخص سورۃ الکوثر کو فرائض اور نوافل کی نمازوں میں پڑھے، اُسے کوثر نصیب ہوگا۔" * (تفسیر انوار النجف) *

شانِ نزول: عاص بن وائل مشرکین کا ایک سردار تھا، اُس نے رسولِ خدا سے مسجدِ حرام سے نکلتے وقت ملاقات کی۔ کچھ دیر باتیں کرتا رہا، جب مسجد میں آیا تو قریش کے سرداروں نے اُس سے پوچھا: "تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟" اُس نے کہا: "ابتر سے"۔ اُس نے یہ اِس لئے کہا کہ جناب رسولِ خدا کے بیٹے عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا اور کوئی بیٹا بھی نہ تھا۔ عرب ایسے آدمی کو جس کا کوئی بیٹا نہ ہو "ابتر" کہا کرتے تھے یعنی ایسا آدمی جس کی نسل نہ چلے۔ اِس واقعے کے بعد قریش رسولِ خدا کو "ابتر" کہنے لگے۔ اِسی وجہ سے یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں آں حضرت کو کثرتِ نسل کی بھی بشارت دی گئی اور حوضِ کوثر کی عطا کی بھی خوشخبری سنائی گئی اور آپ کے دشمن کو ابتر کہا گیا۔ یہ سورۃ اسلام کے دشمنوں پر شدید ضرب تھی (تفسیر نمونہ) * (مجمع البیان جلد ۱۰) *

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ "مَكِّيَّةٌ"

اٰيَاتُهَا ۳ — رُكُوْعُهَا

رسولِ خدا کو کثرتِ نسل، حوضِ کوثر اور خیرِ کثیر عطا کرنے کے ذکر والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ — ہم نے آپؐ کو "کوثر" (کثرتِ نسل) عطا کی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ — تو آپؐ اپنے پالنے والے مالک کے لیے نماز پڑھتے رہیے، اور قربانی دیتے رہیے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣ — حقیقتاً آپؐ کا دشمن ہی بے اولاد ہوگا۔

ع ۱ ۳ ۳۳

"کوثر" کے معنی | (۱) کثرتِ نسل (۲) خیرِ کثیر (۳) علم و عمل (۴) نبوّت۔ اور (۵) کتاب کا شرف۔ * (تفسیر صافی) *

* فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کے مراد (۶) شفاعت ہے۔ نیز

www.drhasanrizvi.com

(۷) جنت میں ایک "نہر" ہے جو اللہ نے اپنے نبیؐ کو اُن کے بیٹے کے عوض عطا فرمائی ہے۔
* (تفسیر مجمع البیان) *

"کوثر" کے اوّلین معنی مگر سورۃ کے شانِ نزول نے واضح طور پر بتلا دیا کہ کوثر سے اوّلین مراد "کثرتِ نسل" ہے۔ اِس لیے کہ یہ سورۃ رسولؐ کو ابتر (مقطوع النسل) کہنے پر اُتری ہے۔ پھر سورۃ کے آخر میں رسولؐ کے دشمن کو "ابتر" فرمایا۔ لہٰذا سورۃ کے شانِ نزول اور آخری لفظ سے ثابت ہوگیا کہ "کوثر" کے اوّلین معنی "کثرتِ نسل" ہے۔ اب کیوں کہ رسولؐ کی نسل حضرت فاطمہؑ سے چلی اِس لیے حضرت فاطمہؑ اوّلین معنی میں "کوثر" قرار پائیں۔

یہ سورۃ زبردست معجزہ ہے کہ آج دنیا میں لاکھوں، کروڑوں سادات آلِ رسولؐ موجود ہیں
* (مؤلف) *

★ مکّہ کے سردار عاص بن وائل سہمی کے سامنے جب بھی رسولِ خداؐ کا ذکر ہوتا تھا، تو وہ کہتا تھا کہ "اجی چھوڑو بھی! وہ تو ایک ابتر (جڑ کٹا، نسل بریدہ) آدمی ہے۔ اُس کی کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے جب مر جائے گا تو کوئی اُس کا نام لیوا بھی نہ ہوگا۔ (اسی کے جواب میں یہ سورۃ اُتری)
* (سیرۃ ابن اسحاق) *

"حوضِ کوثر" کے بارے میں جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "وہ ایک حوض ہے جس پر میری اُمّت قیامت کے دن وارد ہوگی۔" * (مسلم۔ ابوداؤد) *

★ نیز آپؐ نے فرمایا: "(اے انصارِ مدینہ!) میرے بعد تم کو خود غرضوں اور اقربا پرور لوگوں سے پالا پڑے گا، اُس پر صبر کرنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے آکر حوضِ کوثر پر ملو۔" * (بخاری۔ مسلم) *
نیز فرمایا: "خبردار! میری اور تمھاری ملاقات کی جگہ میرا حوض ہے۔ * (مسند احمد) *

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "کوثر کا پانی دودھ جیسا، چاندی کی طرح (سفید، صاف چمکیلا) برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اُس کی تہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی، اُس پر ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے رکھے ہوں گے۔ اُس کو پی کر کبھی پیاس نہ لگے گی، جو اُس سے محروم رہا، وہ کبھی سیراب نہ ہوگا۔ ★ (بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد) ★

★ نیز حضورِ اکرم ص نے فرمایا: "کچھ حوضِ کوثر پر میری طرف آگے بڑھیں گے، مگر فرشتے اُن کو میرے پاس آنے سے روک دیں گے۔ میں کہوں گا اصحابی اصحابی۔ میرے صحابہ، میرے صحابہ۔ تو مجھ سے کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد اُنھوں نے کیا کیا کیا ہے (کیا گل کھلائے ہیں) پھر یہ سن کر میں بھی اُن کو اپنے پاس سے دفع کردوں گا، اور کہوں گا دور ہو جاؤ (دفع ہو میرے پاس سے)

★ (بخاری کتاب الرقاق، کتاب الفتن، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ۔ مسند احمد۔ مرویات ابن مسعود و ابوھریرہ، ابن ماجہ کتاب المناسک)

★ یہ الفاظ حضور ص نے عرفات کے خطبے میں فرمائے تھے۔ ★ (ابن ماجہ) ★

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ:

(۱) اپنے رب کے لیے نماز پڑھو (۲) اور قربانی دو۔ یعنی اس نعمت میں سے کچھ دوسروں کو دو۔

★ بہت سے مفسرین کے نزدیک قربانی سے اوّلین مراد عیدِ قربان کی قربانی ہے۔

★ لیکن مفہوم وسیع ہے، ہر قربانی شامل ہے، البتہ عیدِ قربان کی قربانی بھی اس کا ایک مصداق ہے۔ کیوں کہ عرب عام طور پر اونٹ کی قربانی دیتے تھے اس لیے "نحر" کا لفظ استعمال فرمایا۔

★ اس کے علاوہ "نحر" کا لفظ "گلے" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس لیے "وَانْحَرْ" سے مراد ---←

www.drhasanrizvi.com

خدا کی کبریائی بیان کرتے ہوئے (اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے) ہاتھوں کو بلند کر کے گلے تک لانا۔ یا چہرے کے سامنے لانا۔ * (تفسیر نمونہ) *

اِسی لیے جب یہ سورۃ اُتری تو جناب رسولِ خدا ؐ فرماتے ہیں کہ: "میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ "وَانْحَرْ" کے کیا معنی ہیں جس کا میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے"؟

جبرئیل نے عرض کی: "خداوندِ عالم نے آپ ؐ کو حکم دیا ہے کہ جس وقت نماز میں داخل ہوں تو تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کریں۔ اِسی طرح جب رکوع کریں یا رکوع سے سر اُٹھائیں، یا سجدہ کریں، اُس وقت بھی ہاتھ اُٹھا کر تکبیر فرمائیں۔ کیوں کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اِسی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت تکبیر کے وقت ہاتھوں کو (گلے تک) بلند کرنا ہے"۔

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "نماز کے آغاز میں ہاتھوں کو اس طرح بلند کرو کہ تمھاری ہتھیلیاں رُو بقبلہ ہوں"۔ * (تفسیر مجمع البیان) *

شَانِئَكَ "شانی" "شَنَئ" سے مراد ایسی دشمنی ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص دوسرے کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگے۔ * (مفردات امام راغب) *

مثلاً قرآن میں فرمایا: "لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا" (سورۃ المائدہ ۵ آیت ۸ پارہ ۶)

یعنی: کسی قوم کی دشمنی تمھیں اِس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اُن سے انصاف نہ کرو"۔

www.drhasanrizvi.com

"اَبْتَرُ" "بتر" کے معنی "کاٹنا" جڑ کٹ جانا، نرینہ اولاد کا نہ ہونا، گمنام ہونا، ذرائع سے محروم ہونا، بیکس و بے یار و مددگار ہونا، کامیابی کی ساری اُمیدیں ختم ہو جانا، کُنبے، قبیلے سے کٹ جانا، اولادِ نرینہ کا مر جانا، کوئی نام لیوا نہ ہونا۔

کفارِ قریش اِنہی معنی میں رسول ؐ کو "اَبْتَر" کہتے تھے۔

★ رسول ؐ سے فرمایا گیا "تم ابتر نہیں ہو، بلکہ تمھارے دشمن ابتر ہیں"۔ یہ کوئی شاعری نہ تھی بلکہ سچی حقیقی پیشینگوئی تھی، جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ اُس وقت جب یہ بات کہی جا رہی تھی کوئی تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا کہ قریش کے سردار ابتر ہو جائیں گے لیکن آج کوئی شخص اپنے آپ کو ابوجہل یا ابولہب کی اولاد نہیں کہہ سکتا۔ "مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے" اور اس کے برعکس آج دنیا کا ہر گوشہ کونہ اولادِ رسول ؐ سے آباد و معمور نظر آتا ہے۔ (جنہیں حقیر سمجھ کر مٹا دیا تم نے ∴ وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی)

★ حضرت امام علی ؑ سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "میں اپنی عترت (آل) سمیت حوضِ کوثر پر ہوں گا پس جس کو ہماری ضرورت ہے وہ ہماری ہدایات پر عمل کرے ہمیں اُن کی شفاعت کا حق حاصل ہے، پس تم لوگ حوضِ کوثر پر ہماری ملاقات کے لیے کوشش کرنا، ہم اپنے دشمنوں کو وہاں سے دور بھگائیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے، جس نے وہاں سے ایک گھونٹ بھی پی لیا، وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ ★ (تفسیر صافی۔ الخصال) ★

عکاظ کا میلہ اور سورۂ کوثر کا اعجاز | عکاظ کے میلے کے موقع پر کسی مسلمان نے سورۂ کوثر کو نمایاں مقام پر چسپاں کر دیا تو فصیح ترین خطیبِ وقت کو اس کے نیچے لکھنا پڑا "مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ یعنی "یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔"

یہ اسلام اور قرآن کی حقانیت کی ناقابلِ تردید برہان ہے کہ فصحائے عرب اس ایک سورۃ کا جواب نہ لا سکے۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الکَافِرُون "مکیۃ"

اے منکرو! کے خطاب سے شروع ہونے والی سورت

فضائل و خواص

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الکافرون کو پڑھے گا گویا اس نے (۱) ایک چوتھائی قرآن پڑھ لیا۔ (۲) اُس سے سرکش شیطان دور رہے گا (۳) وہ شرک سے پاک رہے گا۔ (۴) اور روزِ قیامت سخت گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ * (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

* نیز فرمایا کہ: "جو شخص اپنے سفر کو کامیاب بنانا چاہے وہ روانگی کے وقت پانچ سورتوں کو پڑھے: (۱) سورۂ کافرون (۲) سورۂ نصر (۳) سورۂ توحید (۴) سورۂ فلق (۵) سورۂ الناس۔ * (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سورۃ الکافرون کو پڑھ کر تین بار کہے "دینی الاسلام" (میرا دین اسلام)

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فرض نماز میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھے تو اُس کے، اُس کے والدین کے، اُس کی اولاد کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ شقی ہے تو اُس کا نام اشقیاء کے رجسٹر سے کاٹ کر سعدا (نیک لوگوں) کے رجسٹر میں لکھا جاتا ہے پھر اُس کے بعد اُس کی زندگی سعید و نیک ہوگی، مرے گا تو شہید اور روزِ محشر اُٹھے گا تو شہید اُٹھے گا۔ * (تفسیر انوار النجف) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ:

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الکافرون، قرآن کا ایک چوتھائی ہے جب یہ سورۃ پڑھ کر فارغ ہوتے تو فرماتے :
اَعْبُدُ اللّٰہَ وَحْدَہٗ ۔ اَعْبُدُ اللّٰہَ وَحْدَہٗ ۔ (میں صرف ایک خدا کی غلامی کرتا ہوں ۔ میں صرف ایک خدا کی بندگی کرتا ہوں) ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

— ★ ★ ★ —

شانِ نزول مشرکوں کے بڑے بڑے سردار، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حارث بن قیس، اُمیہ بن خلف نے کہا: "اے محمدؐ! آؤ تم ہمارے دین کو مان لو، ہم تمھیں اپنا شریک بنالیں گے ایک سال تم ہمارے خداؤں کی عبادت کیا کرو، دوسرے سال ہم تمھارے خدا کی عبادت کرلیا کریں گے۔ اگر تمھارا دین درست ہوا تو ہم اُس میں شریک ہو گئے، اور اگر ہمارا دین صحیح ہوا تو تم ہمارے حصہ دار ہو گئے۔
(اس جملے کو انھوں نے تین مرتبہ دہرایا۔)

یہ سُن کر جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میں اس بات سے خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں کسی کو اللہ کا شریک قرار دوں۔"

اس پر سرداروں نے کہا: "کم از کم ہمارے خداؤں کو چھو ہی لو، تاکہ تمھیں اُن کی برکت حاصل ہو جائے ہم تمھاری بات مان لیں گے، اور تمھارے خدا کی عبادت کریں گے۔"

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میں اپنے پالنے والے مالک کے حکم کا منتظر ہوں۔"

اسی موقع پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ آپؐ مسجد الحرام آئے اور قریش کے سرداروں کے سامنے کھڑے ہو کر اس پورے سورے کو پڑھا۔

یہ سن کر وہ لوگ پوری طرح مایوس ہو گئے۔ پھر وہ ایذا رسانی پر اُتر آئے۔ (ابن ماجہ، ابن ہشام

لہ تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی، تفسیر درمنثور، ابوالفتوح رازی، تفسیر کبیر، تفسیر بغوی، طبرانی، ابن ابی حاتم) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُھا ۶ رُکُوْعُھا

اے منکرو! کے خطاب سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ① کہہ دیجئے کہ اے ابدی حقیقتوں کے منکرو!

لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ② میں اُن (جھوٹے خداؤں) کی عبادت (بندگی) نہیں کرتا جن کی تم بندگی کرتے ہو۔

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ③ اور نہ تم اُس کی بندگی و عبادت کرتے ہو جس کی میں بندگی یا عبادت کرتا ہوں

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ④ اور نہ میں اُن کی بندگی کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو
جس کی عبادت میں کرتا ہوں،

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ غرض تمھارے لیے تمھارا دین ہے، ع ۶ ۳۴
اور میرے لیے میرا دین (کافی ہے۔ اِس لیے کہ میرا اور تمھارا راستہ کبھی ایک ہو ہی
نہیں سکتا۔ یہ سورۃ حق کے منکروں سے ہمیشہ کے لیے علیحدگی کا واضح اعلان ہے یعنی حق اور باطل کبھی
ایک نہیں ہو سکتے اور باطل سے تبرّا کرنا ضروری ہے۔)

نتائج و تعلیمات (۱) شرک سے بیزاری اور علیحدگی کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ اِس لیے کہ اِس کے بغیر خدائے واحد کی وفاداری ثابت نہیں ہوتی۔ اِسی لیے خدا نے رسولؐ سے "قُلْ" (کہو) فرمایا۔ یہ حکم مومن مسلم کے لیے ہے کہ وہ یہ اعلان کرے کہ: اے مشرکو! میں اُن کی عبادت نہیں کرتا جن باطل خداؤں کی تم غلامی کرتے ہو۔

(۲) کافر کا لفظ کوئی گالی نہیں ہے۔ عربی میں کافر کے معنی ابدی حقیقتوں کا انکار کرنے والا کے ہیں۔ اور اِس کی ضد مومن ہے۔ یعنی ابدی حقیقتوں کو ماننے والا۔ (۳) اِس سورۃ سے یہ معلوم ہو گیا کہ بیک وقت خدا کی اور باطل معبودوں کی عبادت نہیں کی جا سکتی ہے۔ "دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا"

ایک خدا کی غلامی کے ساتھ دوسرے جھوٹے خداؤں کی غلامی کو نہیں ملایا جا سکتا کیوں کہ یہ دونوں متضاد راستے ہیں۔ اِسی لیے خداوندِ عالم نے فرمایا: "وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" یعنی: "لوگوں کو اِس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ بالکل سو فیصد ایک طرف ہو کر اپنے دین (طریقہ زندگی) کو صرف اور صرف اللہ کے لیے خالص کر کے اللہ کی عبادت (اطاعت) کریں۔" (سورۃ البینۃ آیت ۵ پارہ ۳۰)

(مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ النَّصْرِ "مَدَنِیَّۃٌ"

اللہ کی مدد کے بیان سے شروع ہونے والی سورۃ

فضائل وخصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ النصر کو (سمجھ کر) پڑھتا ہے تو وہ یوں سمجھے کہ فتحِ مکّہ کے وقت میرے ساتھ ساتھ تھا۔" ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "جو شخص اپنی نمازِ فریضہ یا نافلہ میں سورۃ النصر کو پڑھے خدا اُس کو اُس کے تمام دشمنوں پر فتح عطا عطا فرمائے گا۔ جب وہ محشور ہوگا تو اُس کے پاس ایک کتاب ہوگی جو یہ کہہ رہی ہوگی کہ تمھارے لیے عذابِ جہنّم سے امان ہے، یہ آواز پڑھنے والا خود سنے گا، پھر جس چیز کے پاس سے گذرے گا، وہ چیز بھی اُس کو خوشخبریاں سنائے گی، آخرکار وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔ ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ نیز آں حضرت ؐ نے فرمایا کہ: "جو شخص اس سورۃ کو نماز میں پڑھے گا اُس کی نماز قبول ہوگی۔"
★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ جب جناب رسولِ خدا ؐ نے یہ سورۃ اپنے اصحابِ کرام کے سامنے پڑھا تو سب لوگ خوش ہوئے، مگر آنحضرت ؐ کے چچا حضرت عباس ؓ رونے لگے۔ حضورِ اکرم ؐ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو اُنھوں نے عرض کی: "میرا خیال ہے کہ اب اِس سورۃ کے آنے کے بعد آپ ؐ کی رحلت ہو جائے گی۔" جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "یہی بات ہے جو آپ ؓ فرما رہے ہیں۔ ★ (مجمع البیان۔ تفسیر المیزان) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ

اللہ کی مدد کے بیان سے شروع ہونے والی سورۃ

اٰیاتُھا ۳ — رُکُوْعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح حاصل ہو جائے،

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ (۲) اور آپ دیکھ لیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳ (۳) تو اپنے پالنے والے مالک کی حمد و تعریف کے ساتھ اُس کی تسبیح کیجیے۔ اور خدا سے اُس کی رحمت یا بخشش کی دعا مانگیے، حقیقتاً وہ بڑی توجہ کرنے والا (یا) بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ع ۱ — ۳۵ ع ۲ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.drhasanrizvi.com

★ اِس سورۃ میں فتحِ مکّہ کی بشارت دی گئی ہے۔ (تفسیر نمونہ)

★ اُم المومنین اُم حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ سورۃ اُتری تو حضور اکرمؐ نے فرمایا: "اِس سال میرا انتقال ہو جائے گا۔" یہ سن کر حضرت فاطمہؑ رو دیں۔ اِس پر آپؐ نے فرمایا: "میرے خاندان میں تم سب سے پہلے مجھ سے آکر ملو گی۔" یہ سن کر حضرت فاطمہؑ ہنس دیں۔

★ (ابنِ ابی حاتم، ابنِ مردویہ، بیہقی بروایت ابنِ عباسؓ) ★

★ جناب رسولِ خداؐ ہجرت کے آٹھویں سال ماہِ رمضان کی ۱۰ تاریخ کو مدینہ سے مکّہ دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مکّہ کے قریب ابوسفیان نے رسولِ اکرمؐ کا لشکرِ جرار دیکھا تو حضرت عباسؓ سے کہا: "آپ کے بھتیجے کی سلطنت بہت بڑی ہو گئی۔" حضرت عباسؓ نے کہا: "اے احمق! یہ سلطنت نہیں ہے نبوّت ہے۔ اب تو بھاگ کر مکّے والوں کے پاس جا اور اُن کو بتا کہ تم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

پھر حضرت عباسؓ نے حضور اکرمؐ سے عرض کی: "ابوسفیان جاہ و مرتبہ طلب آدمی ہے اِس کو کچھ عزّت بخش دیجیے۔" حضور اکرمؐ نے فرمایا: "جو شخص ابوسفیان کے گھر میں یا مسجد الحرام میں پناہ لے گا، یا اپنے گھر میں بند رہے گا، وہ امان میں ہے۔" ابوسفیان دوڑتا ہوا مکّہ آیا اور مسجد الحرام میں پکارنے لگا "اے قریش! محمدؐ بہت بڑے لشکر کے ساتھ آیا ہے تم اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو شخص میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں آجائے گا وہ امان میں ہے۔"

اُس کی بیوی ہندہ نے اُس کی داڑھی پکڑ لی اور چیخ کر بولی: "اِس احمق بڈھے کو قتل کر دو۔" ابوسفیان نے کہا: "میری داڑھی چھوڑ دے، خدا کی قسم اگر تو اسلام نہ لائی تو تو بھی قتل کر دی جائے گی، جا کر

www.drhasanrizvi.com

اپنے گھر گھس جا۔"

جب رسولِ خدا مکہ کے مقام ذوی طویٰ پہنچے جہاں سے مکّے کے مکانات نظر آتے ہیں اور جہاں سے آپ کبھی چھپ کر مدینے تشریف لے گئے تھے، تو آپ نے اپنی پیشانی سجدۂ شکر میں اونٹ کے کجاوے پر رکھدی، پھر جحون کے مقام پر جہاں حضرت خدیجہ کی قبر ہے، وہاں اُترے اور غسل کر کے سوار ہوئے؛ اور سورۂ فتح پڑھتے ہوئے مسجد الحرام میں داخل ہوئے کعبے کے قریب جو بُت نصب تھے اُن کو گراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے:

"جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝" (سورۃ ۱۷ آیت ۸۱ پارہ ۱۵)

"حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل ہے ہی مٹنے کے لیے۔"

اونچے بتوں کے لیے حضرت علیؑ کو کاندھے پر چڑھا کر بتوں کو گرایا۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے لکھا کہ رسولؐ نے اُس وقت حضرت علیؑ سے فرمایا: "یا علیؑ! تو کارِ حق میکنی، من بارِ حق میکشم"

"اے علیؑ! تم کارِ حق کر رہے ہو، اور میں حق کا بوجھ اُٹھا رہا ہوں۔" (مدارج النبوۃ)

سردارانِ مکّہ خوف کے عالم میں حاضر ہوئے تو آپ نے کعبہ کے دروازے کو پکڑ کر پوچھا:

"بتاؤ، اب تمھارا کیا خیال ہے، میں تمھارے بارے میں کیا حکم دوں؟" اُنھوں نے عرض کی: "ہم آپ سے نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی توقع نہیں رکھتے، ہمیں بخشدیجئے۔" رسولِ خدا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مکّے والے بھی رونے لگے۔ پھر حضور اکرمؐ نے فرمایا: "میں تمھارے بارے میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی نے کہی تھی: "آج تم پر کوئی باز پرس نہیں ہے، کوئی ملامت نہیں ہے خدا تمھیں معاف کردے گا۔۔۔"

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (سورہ یوسف ۱۲، آیت ۹۲ پارہ ۱۳)

www.drhasanrizvi.com

ابوسفیان نے بھاگ کر حضرت رسولِ کریم ؐ کی رکاب کا بوسہ دیا اور عرض کی کہ سعد بن عبادہ ایسے رجزیہ اشعار پڑھ رہا ہے جن سے قتل و غارت کی بو آتی ہے۔ آپؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو بھیجا اور حکم دیا کہ "تم خود علم لے کر داخلِ مکّہ ہو جاؤ اور نرمی کے ساتھ داخل ہو"۔ حضرت علیؑ نے حکم کی تعمیل کی۔

جب حضور اکرم ؐ مکّہ میں داخل ہوئے، اور خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ کعبہ کی دربانی اور حاجیوں کو پانی پلانا یہ دونوں عہدے حسبِ سابق برقرار رہیں گے اور اسی خاندان میں رہیں گے جن میں پہلے سے چلے آرہے ہیں۔ یاد رکھو مکّہ اللہ کا حرم ہے، نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا اور نہ میرے لیے۔ سوا اس ایک گھنٹے کے، اور نہ میرے بعد تا قیامت کسی کے لیے حلال ہوگا۔ نہ یہاں گھاس کاٹا جائے گا، نہ درخت نہ کسی کا شکار کیا جائے گا، نہ کسی کو ڈرایا جائے گا (وغیرہ وغیرہ) اے مکّہ والو! تم بدترین ہمسائے تھے تم نے ہمیں جھٹلایا، جلاوطن کیا، اور مجھے کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا، اس کے باوجود میں نے تم کو معاف کیا۔ پس تم طلقاء ہو۔ (تم آزاد ہو)

★ حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے اپنی نبوّت کے کام کو مکمّل کر لیا تو اللہ نے وحی فرمائی: "اے محمّدؐ! تم نے اپنی نبوّت کا کام مکمّل کر لیا، اور اپنے دن پورے کر لیے پس جو علمِ ایمان اسمِ اعظم اور تمام دوسرے علوم اور نبوّت کے آثار تمھارے پاس ہیں وہ تم اپنے اہلِ بیت میں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے حوالے کر دو کیوں کہ میں تمھاری اولاد سے ان تمام چیزوں کو کبھی قطع نہ کروں گا جس طرح پہلے تمام انبیاء کی اولادوں سے قطع نہیں کیا۔ (اصول کافی جلد ۲ باب علامات امام)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ اللَّہَبِ مَکِّیَّۃٌ

ابولہب کی مذمت والی سورۃ

فضائل وخصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ اللہب کی تلاوت کریگا (سمجھ کر پڑھے گا) مجھے اُمید ہے کہ خدا اُس کو اور ابولہب کو ایک گھر میں جمع نہ کرے گا۔"
★ (تفسیر مجمع البیان) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم سورۃ اللہب کو پڑھا کرو تو ابواللہب کے لیے بد دعا کیا کرو، کیوں کہ وہ رسولِ خدا کو جھٹلایا کرتا تھا۔"
★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ منقول ہے کہ پیٹ کی تکلیف پر پڑھنے سے آرام ملتا ہے، سوتے وقت پڑھنے سے امن وسکون کا باعث ہوتا ہے۔ ★ (خواص القرآن) ★

★ ★ ★

★ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا چونکہ یہ گورا اور خوبصورت تھا اور اُس کے رخسار آگ کے شعلوں کی طرح سرخ تھے اِس لیے اُس کی کنیت ابولہب ہوگئی۔ یہ حضورؐ کا چچا تھا حضرت عبدالمطلبؑ کا بیٹا تھا، لیکن پیغمبرِ اکرمؐ کا سخت ترین دشمن تھا۔ جب حضورؐ نے اُس کو کفر پر دوزخ کی سزا سنائی تو اُس نے کہا کہ میں اپنا مال واولاد فدیہ دے دوں گا۔ تو اُس کی اللہ نے رد فرمائی کہ "اُس کو مال واولاد کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے۔"
★ (انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتُھا ۵ | سورۃ اللّھب مکیّۃ | رکوعُھا ۱

ابولہب کے ذکر سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَھَبٍ وَّتَبَّ ؕ ① (۱) ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے، اور وہ نامراد ہلاک و برباد ہوا

مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ؕ ② (۲) اور اُس کا مال اور جو کچھ بھی کہ اُس نے کمایا، اُس کے کسی کام نہ آیا،

سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۚ ③ (۳) بہت جلد وہ بھڑکتی دہکتی آگ میں ضرور جھونک دیا جائے گا۔

www.drhasanrizvi.com

وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ اور اُس کی بیوی بھی، جو لکڑیاں لاد لاد کر لانے والی ہے

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۚ﴿۵﴾ اُس کی گردن میں (قیمتی ہار کے بجائے) خوب مضبوط کھجور کی چھال یا لوہے کے تاروں سے بٹی ہوئی رسّی ہوگی۔

ع ۱ ۵ ۳۶

ابولہب کی حرکتیں اور شانِ نزول قدیم زمانے میں ملکِ عرب میں بلا کی بدامنی تھی کوئی شخص اپنے خاندان کی حمایت کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتا تھا۔ اِسی لیے جب رسولِ خدا ؐ نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو بنی ہاشم نے آپؐ کی مخالفت نہ کی۔ اگرچہ اُن میں سے بہت سوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا مگر خونی رشتہ کی وجہ سے حمایت کرتے رہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے کھل کر حمایت فرمائی اور رسولِ خدا ؐ کو بہت سی آفتوں سے بچایا۔ مگر اس اخلاقی اصول کو آپؐ کے سگے چچا ابولہب نے توڑا اور کمینگی کی انتہا کر دی۔[۱]

(۲) ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے صبح سویرے صفا پر چڑھ کر آواز دی "یا صباحاہ" (ہائے صبح کی آفت) عرب میں جو یہ آواز لگاتا تھا اُس کی مدد کے لیے قبیلے کے لوگ جمع ہو جاتے تھے چنانچہ حضورؐ کی اس آواز پر قریش مدد کے لیے دوڑے۔ آپؐ نے سب سے فرمایا: "اگر میں تمھیں بتاؤں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکرِ جرار حملہ کرنے پر تیار ہے، تو کیا تم میری بات سچ مان لوگے۔"؟ سب نے کہا: "ہمیں کبھی آپؐ سے جھوٹ سننے کا تجربہ ہی نہیں ہوا۔" پھر فرمایا: "میں تمھیں خبر دیتا ہوں کہ تمھارے کفر و شرک کرنے اور بُرے کاموں کی وجہ سے تم پر سخت عذاب آیا ہی چاہتا ہے۔"

[۱] (تفسیر کبیر۔ تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

اس پر ابولہب چیخ پڑا، اور کہا: "تَبًّا لَّكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ؟ (تیرا ستیاناس ہو تیرے ہاتھ ٹوٹیں، کیا تو نے یہ سنانے کے لیے ہمیں جمع کیا ہے"؟ پھر اُس نے رسولؐ کو مارنے کے لیے پتھر اُٹھالیا، تاکہ کھینچ مارے۔ ؎ (مسند احمد۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ، بحار الانوار) ★

(۳) ایک دن ابولہب نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا: "اگر میں تمہارے دین کو مان لوں تو مجھے کیا ملے گا"؟ آپؐ نے فرمایا: "جو سب ایمان لانے والوں کو ملے گا"۔ اس پر وہ بپھر گیا اور بولا: "تَبًّا لِّهٰذَا الدِّيْنِ، تَبًّا اَنْ اَكُوْنَ وَ هٰؤُلَآءِ سَوَاءً" یعنی: ہاتھ ٹوٹیں، ستیاناس ہو اس دین کا جس میں، میں اور (کیڑے مکوڑے) دوسرے معمولی لوگ برابر ہو جائیں"۔ ★ (ابن جریر) ★

(۴) ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل (ابوسفیان کی بہن) روز جناب رسولِ خداؐ کے گھر کے دروازے کے سامنے صبح سویرے جنگل کے کانٹے لاکر بچھا دیتی، تاکہ آپؐ کو چلنے پھرنے میں زحمت ہو۔ ★ (بیہقی۔ ابن ابی حاتم، ابن جریر۔ ابن ہشام) ★

(۵) جب آپؐ نماز پڑھتے تو ابولہب اور اُس کی بیوی آپؐ کے اوپر گندگی پھینکتے۔ کھانے کی ہنڈیا پک رہی ہوتی تو اُس پر غلاظت پھینکتے۔ حضورؐ باہر نکل کر فرماتے "یہ کیسی ہمسائیگی ہے"؟ ★ (ابن جریر) ★

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے یہ قرآن کی پیشین گوئی ہے، مگر ماضی کے صیغوں میں۔ یعنی، ایسا ہونا اتنا ضروری ہے کہ بس یوں سمجھو کہ ہاتھ ٹوٹ چکے۔ ہاتھ ٹوٹنے کا مطلب بُری طرح ناکام و نامراد ہو جانا ہوتا ہے۔ مددگاروں کا ختم ہو جانا ہے۔ ابولہب نے اپنا پورا

www.drhasanrizvi.com

زور لگا دیا تھا کہ رسولِ خدا ؐ کو ناکام بنائے ۔ لیکن خدا فرما رہا ہے کہ بس یوں سمجھ لو کہ ابولہب نامراد رہا ۔ یعنی نامراد رہے گا، فتح اسلام اور رسول ؐ کو ہوگی ۔

اور ایسا ہی ہوا کہ اس سورۃ کے اترنے کے سات سال بعد بدر کے میدان میں قریش کے اکثر سردار قتل ہو گئے ۔ جب ابولہب کو یہ خبر ملی تو اسقدر افسوس ہوا کہ اسی غم میں سات دن میں چل بسا ۔ خبر سنتے ہی اُس کو عدسہ Maligrant Pustuli کی بیماری ہو گئی کیوں کہ یہ لگنے والی بیماری تھی تو گھر والوں، بیٹوں، بیٹیوں سب نے اُسے چھوڑ دیا ۔ مرتے وقت بھی کوئی اُس کے پاس نہ پھٹکا ۔ کسی نے اف تک نہ کیا ۔ جب لاش سڑنے لگی تو لوگوں نے اُس کے بیٹوں کو طعنے دیے، تب کہیں اُنھوں نے مکّہ شہر کے باہر سے کرائے کے حبشیوں سے گڑھا کھدوایا، اور اُن حبشیوں نے لمبے لمبے بانسوں، لکڑیوں سے ابولہب کی لاش کو ڈھکیل کر گڑھے میں پھینکا، اور دور ہی سے خوب کھینچ کھینچ کر اتنے پتھر لاش پر مارے کہ لاش پتھروں میں دب گئی ۔ خس کم جہاں پاک ۔ مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود ۔

پھر اُس کی نامرادی کی انتہا دیکھیے کہ جس دین کی خاطر اُس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اُسی کی اولاد نے وہی دینِ اسلام قبول کر لیا ۔ اُس کی بیٹی نے ہجرت کی ۔ اُس کے دونوں بیٹے اسلام لائے اور رسولِ اکرم ؐ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی ۔

★ (تفسیر کبیر ۔ تفہیم ، تفسیر نمونہ ۔ مجمع البیان) ★

★ غرض ابولہب کے بیٹے بھی اس کے کام نہ آئے ، نہ مال ہی کام آیا ۔ اکیلا تڑپ تڑپ کر مر گیا ۔

www.drhasanrizvi.com

سورۃ کے نتائج وتعلیمات (۱) سلمان فارسیؓ ایران (فارس) سے آکر اہلِ بیتِ رسولؐ کا فرد ہو گئے، اور رسولِ خداؐ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہنے والا ابولہب اور ام جمیل جہنم واصل ہو گئے۔ (تفسیر نمونہ) اِس سے معلوم ہوا کہ جسمانی، مادّی صحبت اور قرب فائدہ نہیں پہنچاتا جب تک ذہنی اور فکری قرب نہ ہو۔ * (مؤلف) *

اِس سورۃ میں صرف ابولہب اور اُس کی بیوی اُم جمیل ہی کی مذمّت نہیں کی گئی ہے، بلکہ ہر اُس مرد و عورت کی مذمّت کی گئی ہے جو ابولہب اور ام جمیل کی طرح حق دشمن ہو، اور خدا کے نیک بندوں کو تکلیف دینے والا۔ (مؤلف)

انسان اِس طرح اُتر آئے عناد پر ∴ لعنت خدا کی حشر تک ابنِ زیاد پر

(۳) "جِیْد" کے معنی لمبی گردن کے بھی ہیں جو خوبصورت ہو، پھر اُس خوبصورت گلے میں خوبصورت قیمتی موتیوں کا ہار کیا بہار دکھا رہا ہوگا، اُس خوبصورت ہار اور گلے پر بڑا اتراتی تھی۔ اِس لیے فرمایا: اُس خوبصورت لمبے گلے میں مونجھ کی رسّی اور تاروں کا بٹا ہوا مضبوط رسّا بندھا ہوگا جو مستقل گلے کو دباتا ہی رہے گا۔ * (فصل الخطاب) * ؛ یہ ہے انجام (۱) حق کی آواز دبانے، اور (۲) حق والوں کی مخالفت کرنے کا (۳) تکبّر اور اترانے کا۔ (۴) گانے، مٹکنے اور رسولؐ کی ہجو میں اشعار گنگنانے کا۔ (مؤلف)

* یہ بھی لکھا ہے کہ محترمہ بی جمالو (ام جمیل) جنگل سے لکڑیاں لاد کر لا رہی تھی، اور لکڑیاں رسّی سے بندھی ہوئی تھیں، اچانک لکڑیاں سر سے گریں اور رسّی خوبصورت گلے میں پھنس گئی، وزن سے گلا دب گیا، چیخ بھی نہ کر سکی، گلا دبتا گیا، بس وہیں ٹیں ٹیں فش ہو گئی۔ خس کم جہاں پاک۔

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الاِخلَاص "مکّیۃ"

اللہ کی خالص توحید، اور شرک سے مکمل خلاصی دلانے والی سورۃ

فضائل اور خصوصیات

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اگر چاہتے ہو کہ خدا دشمنوں سے تمھاری پوری پوری حفاظت کرے تو چھ طرف (اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں) سورۂ قل ھو اللہ پڑھو۔ انشاء اللہ کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔" ★ (عن الحیٰوۃ علامہ مجلسیؒ) ★

★ نیز فرمایا: "اگر کسی حاکم کے پاس جاؤ تو تین مرتبہ اُس کے چہرہ کے سامنے سورۃ الاخلاص پڑھ لو، اور ہر مرتبہ بائیں ہاتھ کی ایک انگلی بند کرتے جاؤ۔ انشاء اللہ کامیاب ہو گے۔" ★ (عین الحیٰوۃ) ★

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص صبح کی نماز کے بعد گیارہ ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، لاکھ بار شیطان کوشش کرے، مگر گناہ سرزد نہ ہوگا۔"

★ نیز فرمایا: "جو شخص سوتے وقت "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" پڑھے، خداوندِ عالم پچاس ہزار فرشتے اُس کی حفاظت پر معیّن فرماتا ہے۔" ★ (عین الحیٰوۃ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص کسی بیمار پر سورۂ فاتحہ، قل ھو اللہ احد اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ الناس) پڑھے اور مریض کے چہرہ پر ہاتھ پھیرے، تو مرض زائل ہو جائے گا۔" انشاء اللہ

★ (عین الحیٰوۃ) ★

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خداؐ نے اپنے اصحابِ کرامؓ سے پوچھا کہ: "کیا تم میں کوئی ایک رات میں قرآن ختم کرسکتا ہے"؟ اصحابِ کرامؓ نے عرض کی: "ایسا کرنے کی کس میں طاقت ہوسکتی" آپؐ نے فرمایا: "سورۃ قل ھواللہ احد پڑھ لیا کرو۔" ★ (تفسیر نمونہ) ★

نوٹ: سورۂ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کو تین دفعہ پڑھنا پورے قرآن کو پڑھ لینے کے برابر ہے۔ اس لیے کہ یہ سورۃ قرآن کا ثلث ہے۔ (ایک تہائی قرآن ہے)۔ ★ (الحدیث) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے سعدؓ بن معاذ کے جنازے پر نماز پڑھنے کے بعد فرمایا: "ان پر ستر ہزار فرشتوں نے جن میں جبرئیل بھی شامل تھے، جنازے کی نماز پڑھی ہے۔" پھر حضورؐ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے پوچھا: "آخر وہ کس عمل پر تم لوگوں کی نماز پڑھنے کے مستحق ٹھہرے"؟ جبرئیل نے فرمایا: "اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوار ہوتے ہوئے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنے کی وجہ سے۔ ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۶۱) ★

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص رات اور دن میں اپنی کسی نمازِ فریضہ میں قل ھواللہ احد نہ پڑھے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں ہے۔" ★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص خدا اور آخرت کے دن کو دل سے مانتا ہے، وہ ہر نماز کے بعد قل ھواللہ احد کو پڑھنا نہ چھوڑے کیوں کہ جو نماز کے بعد اس سورۃ کو پڑھے گا، خدا دنیا اور آخرت کا فائدہ، خیر اُس کے لیے جمع کردے گا خود اُس کو اور اُس کے والدین کو بھی بخش دے گا اور [illegible]
★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۶۱) ★

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جب بھی گھر میں داخل ہو تو (تین مرتبہ) سورۃ قل ھواللہ احد پڑھنا رزق میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے اور فقر و فاقے کو دفع کرتا ہے۔"
★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) ★

★ سورۃ الاخلاص قرآن مجید کا ایک تہائی ہے کیوں کہ قرآن کے تین موضوعات ہیں (۱) عقائد (۲) احکام (۳) قصص۔ اس سورۃ میں عقیدۂ توحید، جو تمام عقائد کی اصل و بنیاد ہے، کا بھرپور بیان ہے۔
★ (تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے سورۃ الاخلاص کے بارے میں فرمایا:
"خداوندِ عالم جانتا تھا کہ آخری زمانے میں ایسی قومیں پیدا ہوں گی جو مسائل کا مطالعہ بہت غور و خوض سے کرنے والے لوگ ہوں گے۔ اسی لیئے خداوندِ عالم نے سورۃ الاخلاص اور سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات "عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" تک نازل فرمائیں۔ اب جو اس سے بھی زیادہ کا طلبگار ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔"
★ (اصول کافی جلد ۱) ★

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جس نے یہ سورۃ پڑھی اُس نے ایک تہائی قرآن ختم کیا، تو اُسے ایمان لانے والوں کی تعداد کے دس گنا برابر نیکیاں دی جائیں گی۔" ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز آپ نے فرمایا کہ: "جو شخص ایک دفعہ یہ سورۃ پڑھے گا اُس پر خدا کی برکت نازل ہوگی، دو دفعہ پڑھے گا تو اُس کے اہل و عیال پر بھی خدا کی برکت نازل ہوگی، اگر تین دفعہ پڑھے گا تو ہمسائے تک مالا مال ہو جائیں گے، اگر بارہ دفعہ پڑھے گا تو جنت میں بارہ محل تعمیر ہوں گے، اگر سو دفعہ پڑھے گا تو ۲۵ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ حقوقِ مالی غصب نہ کیئے ہوں اور کسی کو قتل نہ کیا ہو۔ اگر ایک ہزار بار پڑھے گا تو مرنے سے پہلے ضرور جنت میں اپنا مکان دیکھے گا۔" ★ (تفسیر انوار النجف بروایت انس) ★

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: سفر پر جاتے وقت گھر سے نکلتے ہوئے دس مرتبہ سورۃ الاخلاص کا پڑھنا سلامتی کا موجب ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز آپؑ نے فرمایا کہ "ایک سانس میں سورۃ الاخلاص کو پڑھنا مکروہ ہے۔

★ "روایاتِ اہلِ بیت میں ہے کہ سورۃ "الاخلاص" پڑھ کر تین مرتبہ کہے "کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ" یعنی: "میرا مالک ایسا ہی ہے۔" اور یہ کہ اگر تین دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھی جائے تو پورے قرآن کے ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔

★ (تفسیر انوار النجف) ★

اہلِ سنّت کے مطابق سورۃ الاخلاص کے فضائل

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "سورۃ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ★ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی ★ ابنِ ماجہ، مسند احمد، طبرانی بروایت ابوایوب انصاری، معاذ بن جبل، جابر ابن عبداللہ انصاری، ابی ابن کعب ابنِ عمر، قتادہ، انس۔) ★

★ وجہ یہ ہے کہ اہم تعلیمات تین ہیں "توحید" "رسالت" "آخرت" کیونکہ یہ سورۃ خالص توحید کو بتاتا ہے اس لیے رسولِ خداؐ نے اس کو ایک تہائی قرآن قرار دیا۔ (تفہیم)

★ ایک صاحب مسجدِ قبا میں نماز پڑھاتے تھے اور ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد قل ھواللہ احد پڑھتے تھے پھر کوئی اور سورۃ بھی ملا لیتے تھے۔ اعتراض کیا گیا تو کہنے لگے "امامت چھوڑ دوں گا" قل ھواللہ احد پڑھنا نہیں چھوڑوں گا جب رسولِ اکرمؐ نے بلا کر وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھے اس سورۃ سے بڑی محبت ہے کیونکہ اس میں خدا کی صفت بیان کی گئی ہے حضورؐ نے فرمایا: تمہاری اس محبت نے تمہیں جنت میں داخل کیا، اور اللہ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔

★ (بخاری، مسلم) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

خالص توحید کے بیان والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① کہہ دیجئے کہ وہ اللہ یکتا، بالکل اکیلا ہے

(یعنی) ایسا یکتا، اکیلا کہ جس کے دو ہونے کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور اس کے ہم جنس کا تصور بھی محال ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اُس کے محتاج ہیں

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے،

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④ اور کوئی اُس کا ہمسر یا برابر نہیں۔

* * *

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول سورۃ الاخلاص (۱) یہودیوں نے جناب رسولِ خداؐ سے تقاضا کیا کہ آپؐ یہ بتائیں کہ آپؐ کا خدا کیسا ہے؟ اُس کی توصیف و تعریف و تعارف کروائیں؟

★ جناب رسولِ خداؐ تین دن خاموش رہے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی۔ (تفسیر المیزان جلد ۱۰)

★ (۲) بعض روایات میں آیا ہے کہ مشرکین نے یہی تقاضے کیے تھے۔ ★ (تفسیر المیزان۔ مسند احمد بقول ابن عباس ★ ابن ابی حاتم، ابن جریر، ترمذی، بخاری، حاکم، بیہقی)

★ (۳) بعض روایات میں ہے کہ نجران کے عیسائیوں نے یہ سوال کیا تھا۔ (تفسیر نمونہ، حاکم۔ بیہقی ۔ بقول ابن عباس۔ لغتہم)

★ (۴) سردارانِ قریش نے پوچھا۔ آپؐ اپنے رب کا (حسب، نسب ہمیں بتائے۔ اُن کے جواب میں یہ سورۃ اُتری۔ (طبرانی)

★ (۵) حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک جنگلی عرب نے کہا، ہمیں اپنے رب کا نسب نامہ دکھائیے ۔ تاکہ ہم اُسے پہچانیں۔ اس پر یہ سورۃ اُتری۔ (ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی فی الاوسط۔ بیہقی، ابونعیم فی الحلیہ)

★ **ھُوَاللّٰہُ یعنی "وہی اللہ"** عرب جاہلیت میں بھی اللہ کا لفظ خالقِ کائنات کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ دوسرے معبودوں کو اللہ نہیں کہتے تھے، اُن کو "اِلٰہ" کہتے تھے۔ اسی لیے سخت مصیبت میں اِلٰہ کو بھول کر اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ اسی لیے سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ جس خدا کی بندگی، غلامی، اطاعت کے لیے میں تم کو بلا رہا ہوں وہ اللہ وہی ہے۔ "ھُواللّٰہُ" (وہی اللہ۔) جسے تم ساری کی ساری کائنات عالم کا خالق و مالک سمجھتے ہو، سخت وقت آنے پر تم اُسی کو پکارتے ہو۔ وہ تم سب کا پالنے والا مالک ہے اُسی کی بندگی کی طرف میں بلا رہا ہوں۔

www.drhasanrizvi.com

اَحَدٌ کا مطلب کیوں کہ اُنھوں نے پوچھا تھا کہ اللہ کس چیز سے بنا ہے؟ تو اُس کا جواب دیا گیا کہ وہ کسی چیز سے نہیں بنا۔ کیوں کہ سب چیزیں اُسی نے بنائی ہیں۔ کیوں کہ وہی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" یہ جواب لفظ "احد" میں داخل ہے، اور یہ بات بھی لفظ "احد" میں داخل ہے کہ خداؤں کی کوئی جنس نہیں ہوتی ہے، جس کا اللہ ایک فرد ہو، بلکہ وہ ایک اکیلا ہے، اُس کا کوئی ہم جنس نہیں ہے۔

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان) ★

(۴) اللہ کی ذات صرف واحد ہی نہیں، بلکہ احد بھی ہے۔ یعنی اُس کی ذات میں کثرت کا کوئی شائبہ یا تصور ہی نہیں آسکتا، یعنی اجزا تک سے مرکب نہیں ہے، جو قابلِ تقسیم یا قابلِ تجزیہ ہوں۔

"اللہ" کے معنی اصل میں "وَلَهَ" سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں حیران و ششدر رہ جانا۔

★ (مفردات امام راغب) ★

★ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "اللہ" کے معنی ایسی ذات، ایسا معبود جس میں مخلوق حیران و ششدر رہے۔ اور اُس سے عشق و محبت بھی رکھتی ہے۔ اللہ وہی ذات ہے جو آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا، بلکہ مخلوق کی عقل و فکر سے بھی پوشیدہ۔ ★ (بحار الانوار جلد ۳) ★

"صَمَدٌ" کے معنی (۱) سب اُس سے لو لگاتے ہیں۔ سب اُس کے ضرورتمند ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں

★ (فصل الخطاب) ★

(۲) ارادہ کرنا۔ یعنی۔ ایسا سردار جس کی طرف سب اپنی ضرورتوں کے لیے جانے کا ارادہ کریں۔

★ (مفردات امام راغب) ★

(۳) ہر چیز کا سب سے بلند حصّہ۔ وہ بڑا سردار جس کی اطاعت کی جاتی ہو، سارے سردار اس کے محتاج ہوں

★ (لسان العرب) ★

(۴) وہ ٹھوس چیز جس میں کوئی جھول، خول نہ ہو جس سے کوئی چیز نہ نکلتی ہو اور نہ اُس میں کوئی چیز داخل ہو سکے (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

حضرت امام حسینؑ نے صمد کے پانچ معنی فرمائے (۱) وہ ذات ہے جو دائم، ازلی، ابدی، سرمدی ہو۔ (ہمیشہ سے ہو، ہمیشہ رہنے والی ہو)۔ (۲) وہ ذات ہے جو اندر سے خلا نہ رکھتی ہو (۳) وہ ذات ہے جو نہ کھاتی ہو نہ پیتی ہو۔ (بے نیاز ہو) (۴) وہ ذات ہے جو کبھی نہ سوتی ہو۔ (۵) اور صمد وہ ذات ہے جس کی سیادت بے انتہا ہو۔ * (بحار الانوار جلد ۳ صفحہ ۲۲۳)

"لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ" "نہ اُس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے۔ عیسائیوں، یہودیوں نے اللہ کے خاص بندوں کو اللہ کا بیٹا دنبا دیا۔ کسی نے کہا، یہ اللہ کی نسبی اولاد ہے کسی نے کہا، نسبی تو نہیں ہے۔ بس اللہ نے اُن کو اپنا بیٹا بنالیا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ اللہ کو انسان جیسی ہستی سمجھتے تھے۔

اِن سب باتوں کو اللہ نے خود کو احد اور صمد فرما کر باطل کر دیا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ "(اللہ کا کوئی ہمسر نہیں) "کفو" کے معنی نظیر، مشابہ مماثل، ہم مرتبہ، برابر کا جوڑ۔ * (مفردات امام راغب) *

آیت کا مطلب ہے کہ ساری مخلوقاتِ عالم میں کوئی ایسا نہیں ہے، نہ تھا، نہ کبھی ہوگا، نہ ہو سکتا ہے جو اللہ کی مانند ہو یا اُس کا ہم مرتبہ ہو، یا اُس کی صفات، افعال، اختیارات میں بالکل اُس جیسا ہو۔ * (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

تفسیر اہلِ بیتؑ: حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "اللہ نے کسی کو نہیں جنا کہ وہ والد ہو، اور اللہ کسی سے پیدا نہیں ہوا کہ وہ مولود و محدود ہو، اللہ کی کوئی شکل و نظیر نہیں کہ وہ اللہ کا ہم پلّہ، ہمسر یا برابر ہو۔ اللہ کے لیے کسی شبیہ کا بھی تصور نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کے مساوی ہو۔" (نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۶) یہ سب عمدہ تعبیریں ہیں جو اعلیٰ حقائق پر مبنی ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَدَنِیَّۃٌ

سفیدیٔ سحر کی قسم سے شروع ہونے والی سورت

فضائل وخصوصیات

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "جس شخص نے سورۂ فلق اور سورۃ الناس (معوذتین) اور قل ھواللہ احد کو نمازِ وتر میں پڑھا، اس سے خدا کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ "اے بندے! تجھے خوشخبری ہو کہ تیری نماز قبول ہے۔ * (تفسیر انوار النجف، تفسیر نور الثقلین جلد ۵، تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

* جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "مجھ پر ایسی آیتیں اتری ہیں کہ ان جیسی اور کوئی نہیں، اور وہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ہیں۔ * (تفسیر نور الثقلین جلد ۵، تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰)

• **شانِ نزول اہلِ سنّت کے مطابق** جب حضور اکرم صلعم نے اسلام کی طرف بلانا شروع کیا تو گویا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا۔ جس قدر لوگ اسلام قبول کرتے اسی قدر کفّار و مشرکین دشمنی پر اُتر آتے۔ پھر جب حضور صلعم نے ان کے بتوں کو پوجنے کی بھی رد کر دی اور صلح کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی تو عرب سخت دشمنی اور حسد پر اُتر آئے۔ ابوجہل نے کہا: ہمارا اور عبدِ مناف کی اولاد کا مقابلہ تھا۔ انھوں نے کھانے کھلائے تو ہم نے بھی کھلائے، انھوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، تو ہم نے بھی دیں، اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے جس پر آسمان سے وحی اترتی ہے، بھلا اب ہم ان کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ خدا کی قسم! ہم ان کو ہرگز نہ مانیں گے۔" * (ابن ہشام جلد اول ص ۳۳۷) *

www.drhasanrizvi.com

آخر کا کفار و مشرکین نے رسولؐ پر جادو کیا۔ (بروایت حضرت عائشہ، حضرت زید ابن ارقم، عبداللہ ابن عباس از بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، امام احمدؒ، بیہقی، طبرانی، ابن مردویہ، ابن ابی شیبہ، حاکم)

★ اُس جادو کو ایک نر کھجور کے غلاف میں رکھ کر "لبید" نے بنی زریق کے کنوئیں کی تہ میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اُس جادو کا اثر پورے ایک سال کے بعد ہوا۔ آپؐ گھلتے چلے جا رہے تھے آپؐ کو شک ہونے لگا کہ اُس چیز کو دیکھا تھا یا نہیں؟ فلاں بیوی کے پاس گئے تھے کہ نہیں؟ رات کس بیوی کے پاس رہے تھے۔؟ مگر آپؐ کی نبوّت کے کاموں میں کوئی فرق نہ پڑا، نہ کوئی آیت بھولے، نہ کوئی آیت غلط پڑھی۔ آخر جناب رسولِ خداؐ نے دعا مانگی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: آنحضرتؐ نے فرمایا: "دو آدمی (یعنی فرشتے) میرے پاس آئے، ایک نے دوسرے سے پوچھا: انھیں کیا ہوا ہے"؟ دوسرے نے کہا: "جادو ہوا ہے"۔ پھر ایک نے پوچھا: "کس نے کیا ہے"؟ دوسرے نے کہا: "لبید ابن اعصم نے کیا ہے"۔ ایک نے پوچھا: "کس میں رکھا ہے"؟ جواب دیا: "کنگھی میں ہے، ایک نر کھجور کے خوشے کے غلاف کے اندر"۔ پوچھا: "وہ کہاں ہے"؟ جواب دیا: "بنی زریق کے کنوئیں کی تہ میں پتھر کے نیچے"۔ پوچھا: "اُس کا کیا کیا جائے"؟ کہا: "کنوئیں کا پانی نکال کر پتھر کے نیچے سے اُس کو نکالا جائے"۔

جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علیؑ کو بھیجا، بعد میں خود بھی حضورؐ وہاں پہنچے۔ پانی نکالا گیا۔ ایک غلاف نکلا، اُس میں کنگھی کے بالوں کے ساتھ گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ موم کا ایک پُتلا تھا جس میں سوئیاں چُبھی ہوئی تھیں۔ جبرئیلؑ نے رسولِ خداؐ پر معوذتین پڑھیں۔ ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے جاتے، اور ساتھ ساتھ پُتلے سے ایک سوئی بھی نکالتے رہے۔ جب سب گرہیں کھل گئیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں تو

www.drhasanrizvi.com

جناب رسولِ خدا ؐ جادو کے اثر سے بالکل باہر نکل آئے جیسے کوئی بندھا ہوا شخص کھل جائے۔

پھر لبید کو بلایا گیا تو اُس نے اعتراف کیا۔ مگر آپ ؐ نے اُس سے انتقام نہ لیا۔ اِس لیے کہ آپ ؐ کسی سے اپنی ذات پر ظلم کرنے کا انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔ بعد میں فرمایا: "خدا نے مجھے شفا دیدی"۔

پھر لبید کے خلاف چرچا کرنے سے بھی روک دیا۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم مودودی) *

* نوٹ: یاد رہے کہ یہ جو کچھ لکھا گیا، اہلِ سنّت کی روایات اور کتابوں سے لکھا گیا ہے۔ *

اِسی طرح یہ روایت ہے کہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ: حضور اکرم ؐ کو ایک مرتبہ نماز کی حالت میں بچھو نے کاٹ لیا آپ ؐ نے پانی اور نمک منگوایا اور جہاں بچھو نے کاٹا تھا وہاں نمکین پانی ملتے جاتے تھے اور قل یا ایھا الکافرون قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے جاتے تھے۔

* (طبرانی فی الصغیر) *

نیز یہ کہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا ؐ امام حسن اور امام حسینؑ پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے

"اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کلِ شیطان و ھامۃ ومن کل عین لامۃ"

یعنی: میں تم دونوں کو اللہ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان، ہر موذی سے اور ہر نظرِ بد سے۔"

* (بخاری۔ مسند احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) *

رسولِ خدا ؐ پر جادو کا چلنا اور تفسیرِ اہلِ بیت ؑ

شیعہ علماء نے رسولِ خدا ؐ پر جادو ہونے کی روایتوں کو، جو حضرت عائشہ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہیں، "درست قرار نہیں دیا۔ اس لیے کہ اگر رسول ؐ پر جادو کا اثر ہو سکتا ہوتا تو جادوگر کب کا رسول ؐ کو ہلاک کر چکے ہوتے۔ (۲) پھر نبوت بھی مشکوک ہو جاتی۔ (تفسیر مجمع البیان) * (۳) تیسرے یہ کہ اگر جادو رسول ؐ کے جسم پر اثر کر سکتا ہے تو ممکن ہے

www.drhasanrizvi.com

کہ آپؐ کے افکار اور روح کو بھی متاثر کرلے، ممکن تھا کہ آپؐ جادوگروں کا شکار ہوجاتے۔
* (تفسیر مجمع البیان) *

(۴) چوتھے یہ کہ خود قرآن بھی اس بات کی نفی کرتا ہے کہ رسولؐ مسحور ہوسکتے ہیں۔ فرمایا:
"وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝" (سورۃ الفرقان آیت ۸-۹ پارہ ۱۸)

یعنی: "ظالموں نے کہا: تم ایک جادو کیے ہوئے (مسحور) شخص کی پیروی کررہے ہو۔ دیکھو تو سہی! (اے رسولؐ!) تمہارے لیے انھوں نے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں۔ وہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ اب کبھی راستہ پا ہی نہیں سکتے۔" (القرآن ۸-۲۵-۱۸ پارہ)

* مسحور عربی میں اُس کو کہتے ہیں کہ جس کے جسم پر جادو کیا گیا ہو، اور اُس کو بھی کہتے ہیں جس کی عقل پر جادو کیا گیا ہو۔ قرآن نے نفی کی ہے کہ رسول مسحور نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا آپؐ کے جسم و دماغ دونوں پر جادو اثر نہیں کرسکتا۔ * (تفسیر نمونہ) *

(۵) رہا یہ کہنا کہ خدا رسولؐ سے کہہ رہا ہے کہ "جادو جیسی چیزوں سے پناہ مانگو"۔
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسولؐ پر جادو چل گیا تھا، اس لیے کہ رسولؐ ہر قسم کے گناہ اور شیطان سے بھی خدا کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، تو کیا اُن سے ہر قسم کا گناہ ہوتا تھا؟ اصل میں یہ احکام اُمت کو سکھانے کے لیے دیے گئے ہیں، تاکہ لوگ جادو کے اثر سے بچے رہیں۔ ہاں اگر خدا آپؐ کی حفاظت نہ کرتا تو جادو آپؐ پر اثر کرسکنے کا کچھ امکان ہوسکتا تھا۔

(۶) پھر یہ کہ گرہوں پر پھونکنے والیوں سے مراد جادوگرنیاں ہی نہیں ہیں۔ اس سے مراد راہِ حق

www.drhasanrizvi.com

میں وسوسے اور شکوک پیدا کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔ ★ (تفسیر نمونہ) ★

(۷) اگر معاذ اللہ رسولؐ پر جادو چل ہی گیا تھا تو اس کی روایات گھر والوں۔ یعنی اہلِ بیتِ اطہارؑ مثلاً حضرت امام علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ سے بھی ضرور آتیں۔ اُن سے روایات کا نہ آنا بتاتا ہے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ کیوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسولؐ پر جادو کا اثر ایک مہینے تک رہے، اور اُس کا گھر والوں کو پتہ ہی نہ چلے۔ (واہ بھئی واہ) ★ (مؤلف) ★

اصل اعتراض مگر رسولِ اکرمؐ پر جادو کا اتنا اثر ہو جانا کہ بقول امام رازی و امام بخاری کہ "رسولؐ کو یہ بھی یاد نہیں رہتا تھا کہ آج رات کس بیوی کے گھر رہے تھے، یا یہ شک ہوتا تھا کہ اس چیز کو دیکھا تھا یا نہیں"۔ یہ بات ناقابلِ قبول اور ناقابلِ فہم ہے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جادو کا اثر ذہن پر بھی ہوا تھا (معاذ اللہ) آپؐ اگر اتنی واضح سی باتیں بھول سکتے تھے، تو آیات اور احکامات کا بھولنا واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کا بتنگڑ بنایا گیا ہے

★ اصل بات بنی اُمیہ، بنی عباس کے خلفاء کی خواہش تھی کہ رسولِ اکرمؐ کو معمولی سا آدمی ثابت کیا جائے جو قلمکار درباروں سے وظیفے پاتے تھے اُنھوں نے پورا پورا حقِ نمک خواری ادا کر دیا۔

مجبوراً اکابر علماءِ سنت نے اسی بات کو بلا تامل بعد میں ثابت فرمایا ہے کہ جادو کا صرف ہلکا سا اثر ضرور ہوا تھا جو فقط جسم پر ہوا تھا، ذہن اور فکر پر کوئی اثر نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے آپؐ کی نبوت و رسالت کا کام قطعاً متاثر نہیں ہوا۔ البتہ امت کو جادو اور وسوسوں کے اثرات سے بچانے کی روحانی تعلیم حاصل ہو گئی۔ (تفہیم مولانا مودودی)

www.drhasanrizvi.com

اٰیاتھا: ۵ : سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ : رکوعھا : ۱

صبح کے رب کی پناہ مانگنے سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ ① کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا اور پناہ مانگتا ہوں صبح کے پالنے والے مالک کی۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ ② ہر اُس چیز کے شر سے جس کو اُس (چیز کے استعمال) نے پیدا کیا ہے

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ ③ اور رات کے اندھیرے کے شر سے جب کہ وہ چھا جاتا ہے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ ④ اور گانٹھوں پر بہت پھونکنے والوں (یا) پھونکنے والیوں کے شر سے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ ⑤ اور حسد رکھنے والے کے شر سے (بھی خدا کی پناہ مانگتا ہوں) جب وہ حسد کرے (یعنی حاسد یہ کوشش کرے کہ خدا کی دی ہوئی فضیلت مجھ سے چھن جائے)

ع ۱ ۵ ۳۸

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱ : آپ کہہ دیجیے کہ "میں صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں :

صبح کا مالک یہاں اس لیے فرمایا کہ: جس طرح خداوندِ عالم رات کا اندھیرا ختم کر کے دن کی روشنی لا سکتا ہے، وہی اللہ خوف و وحشت، جادو ٹونکے، بیماری اور بلاؤں کو بھی دور کر کے پناہ مانگنے والوں کو امن و سکون، شفاء اور راحت عطا فرما سکتا ہے۔

★ (فتح القدیر) ★

★ پناہ لینا بھی حفاظت میں جانا یا اُس کی آڑ لینا، یا اُس سے لپٹ جانا، یا اُس کے سائے میں چلا جانا۔ پناہ اُس سے مانگی جاتی ہے جو بچا سکے۔ مثلاً حضرت مریم کے لیے فرمایا کہ جب اچانک اکیلے میں خدا کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ مرد کی شکل میں اُن کے سامنے آگیا تو مریم نے کہا: "اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ۝" یعنی: "اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے تو میں خدائے رحمٰن سے پناہ مانگتی ہوں۔" (سورۃ مریم آیت ۱۸ پارہ ۱۶)

★ حضورؐ یوں بھی پناہ مانگتے تھے کہ: "خدایا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اُس علم سے جو فائدہ نہ دے اُس دل سے جس تیرا خوف نہ ہو، اُس نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو، اُس دعا سے جو قبول نہ ہو۔ ★ (ابوداؤد) ★

آیت ۲ : ہر اُس چیز کے شر سے (خدا کی پناہ چاہتا ہوں) جو اُس (شر) نے پیدا کیا) :

یہ عام بات ہے۔ اِس میں سے ہر مرض، جادو، دشمنی، حسد، شیطانِ رجیم، ہر چیز کے شر سے پناہ مانگی جا رہی جس سے انسان کو کسی قسم کا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ★ (تفسیر کبیر) ★

یہاں شر پیدا کرنے کی نسبت اللہ کی طرف نہیں دی گئی، مخلوق کو پیدا کرنے کی نسبت اللہ کی طرف دی گئی، مگر شر پیدا کرنے کی نسبت مخلوق کی طرف دی گئی۔ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳: اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے، جب اُس کا اندھیرا پھیل جائے۔

رات کے اندھیرے ہی میں چور، ڈاکو، دشمن، درندے، جرائم پیشہ لوگ اپنے نقصان دہ کام انجام دینے کے لیے نکلتے ہیں، اِس لیے رات کی تاریکی کے شر سے بچنے کی دعا کرنے کی تعلیم دی ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

* جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو شیاطین ہر طرف پھیل جاتے ہیں۔ اُس وقت بچوں کو اپنے گھروں کے اندر سمیٹ لیا کرو، اور اپنے جانوروں کو باندھ کر رکھا کرو جب تک تاریکی ختم نہ ہو جائے۔

* (الحدیث) *

آیت ۴: "اور گرہیں لگا لگا کر پھونکنے والیوں کے شر سے بھی" پناہ طلب کرتا ہوں۔"

نفّاثات: مؤنث کا صیغہ ہے جو النفوس (موصوف محذوف) کی صفت ہے یعنی گرہوں پر پھونکنے والوں "نفسوں" (سانسوں) کی بُرائی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اِس سے مراد جادو کا کالا سفلی عمل کرنے والے مرد اور عورت دونوں ہیں۔ گویا جادوگر کی شرارت سے پناہ مانگی گئی ہے۔

* (مفردات امام راغب) *

آیت ۵: حسد کرنے والے کی بُرائی سے، جب وہ حسد کرے۔ پناہ طلب کرتا ہوں۔

حسد یہ ہے کہ حاسد کسی محسود کے لیے یہ آرزو کرے کہ اُس سے نعمتیں چھن جائیں۔ اِس قسم کے بُرے ارادوں سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ حسد ایک بہت ہی خراب بیماری ہے جو آدمی کو گھُن کی طرح کھا جاتی ہے اور اُس کی نیکیوں کو بھی کھا جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر) * حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "حاسد کے لیے دو آگیں ہیں ایک (۱) حسد کی آگ ہے جس میں وہ جلتا رہتا ہے اور دوسری (۲) جہنم کی آگ، جس میں وہ جلتا ہی رہے گا۔"

"حسد کی کمی بدن کی صحت و تندرستی کا سبب ہے۔" "دوست کا حسد کرنا دوستی و محبت کی خامی ہے۔"

* (نہج البلاغہ - انکلمات قصار) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ النَّاس "مَدَنِیَّۃ"

تمام انسانوں کے پالنے والے مالک کی پناہ مانگنے سے شروع ہونے والی سورۃ

فضائل و خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اکٹھے اُترے"۔
★ (تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:
"جو شخص نمازِ وتر میں معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور سورۃ الاخلاص پڑھے تو اُس سے کہا جاتا ہے: "اے بندۂ خدا! تجھے خوشخبری ہو کہ تیری نمازِ وتر کو قبول کر لیا گیا"۔
★ (تفسیر نور الثقلین۔ تفسیر مجمع البیان) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص اپنے گھر میں ہر رات اس سورۃ کو پڑھے گا، وہ قومِ جن اور بُرے وسوسوں سے نجات پائے گا۔ ★ اور جو شخص اس ★ سورۃ کو لکھ کر چھوٹے بچے کے گلے میں لٹکائے گا، وہ بچہ جنات کی اذیت سے محفوظ رہے گا"۔
★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص سوتے وقت اس سورۃ کو پڑھے گا، وہ ہر درد و آفت کی تکلیف سے محفوظ رہے گا، اور باعثِ شفا رہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★

★ نیز آپ نے فرمایا: "جو شخص اس سورۃ کو کسی درد پر پڑھے گا خدا کی اجازت سے، وہ درد سے آرام پائے گا۔ ★ (تفسیر انوار النجف) ★ نیز معوذتین کو نظرِ بد کے تعویذ کے طور پر پڑھا اور لکھا اور باندھا جاتا ہے (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّة

اٰیَاتُهَا ۶ — رُكُوْعُهَا ۱

تمام انسانوں کے پالنے والے مالک کی پناہ مانگنے سے شروع ہونے والی سورۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ (۱) کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں تمام انسانوں کے پالنے والے مالک سے،

مَلِكِ النَّاسِ ۙ (۲) جو تمام انسانوں کا بادشاہ ہے،

اِلٰهِ النَّاسِ ۙ (۳) جو سب آدمیوں کا خدا (معبود) ہے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ (۴) اُس وسوسہ ڈالنے والے (شیطان کے) شر سے جو بار بار پلٹ پلٹ کر آتا ہے،

الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ (۵) جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے (برے گندے اور دشمنی کے خیالات) ڈالتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ خواہ وہ جنّوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

خدا سے پناہ مانگنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بس زبان سے کہدیا اعوذ برب النّاس بلکہ فکر و نظر، عقیدہ و عمل، جان، مال، عزت اولاد سب کو اللہ کی پناہ میں عملاً دینا، پناہ میں دینا ہے۔ اب جب ہر چیز خدا کی پناہ میں دیدی تو اب شیطانی خیالات و اعمال، افکار، تبلیغات، راگ رنگ یا گناہ کی محفلوں سے خود کو دور رکھے۔ رحمانی افکار و اعمال کی تبلیغ کرے۔ شیطانی خیالات کو دماغ سے جھٹک دے۔

* (تفسیر نمونہ) *

خدا سے ہم پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ ہر لمحہ انسان سیدھے راستے سے بھٹک سکتا ہے اس لیے خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ہر وقت خدا سے پناہ مانگتے رہو کہ وہ ہمیں اپنی پناہ میں لے تاکہ ہم شیطانی وسوسے سے محفوظ رہیں۔

حضور اکرم ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے محفوظ تھے، پھر بھی یہ آیات روزانہ بار بار پڑھتے تھے اس لیے ہم کو شیطانی خیالات سے بچنے کے لیے ان آیات کو سمجھ کر پڑھنا چاہیئے اور خود کو اللہ کی پناہ میں دیدینا چاہیئے۔ پھر مومن تنہا نہیں رہتا خدا اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ خدا فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ"

یعنی: یقیناً جن لوگوں نے (دل و جان سے) کہا اللہ ہمارا پالنے والا مالک ہے، اُن پر فرشتے اترتے ہیں۔" * (سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت ۳۰ پارہ ۲۴) *

www.drhasanrizvi.com

★ "وسواس الخناس": یعنی وسوسے ڈالنے والا، جو بار بار پلٹ پلٹ کر آتا اور پے در پے بُرے خیالات دلوں میں ڈالتا ہے۔ خود وسوسہ کے لفظ کے اندر تکرار کے معنی ہیں جیسے زلزلہ کے معنی بار بار پلٹنا ہوتا ہے

★ "خنّاس" خنوس سے ہے۔ یعنی چھپنا اور چپکے سے پیچھے ہٹ جانا "خنّاس" مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی بار بار پیچھے ہٹ جانے والا۔ بار بار دل میں بُرے خیالات چپکے سے ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور پھر تماشا دیکھتا ہے کہ اثر ہوا یا نہیں؟ نہیں ہوا تو پھر چھپ کر آتا اور گندے خیالات دل میں ڈالتا ہے۔

ہم خدا سے مدد مانگتے ہیں کہ اُس کے شر سے ہمیں بچائے رکھنا، اپنی پناہ میں لے لینا۔

★ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "شیطان ایک بُزدل چور کی مانند ہے جس کے دونوں پاؤں ایک ساتھ نہیں ہوتے بلکہ ایک پاؤں آگے ہوتا ہے اور دوسرا پاؤں بھاگنے کے لیے پیچھے ہوتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر تم شیطان کی طرف سے ہوشیار رہو گے تو اُس کی بات کو سمجھ کر رد کر دو گے تو وہ بھاگ جائے گا۔

خاص طور پر اگر تم نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم کہہ دیا تو وہ بھاگ نکلے گا۔

★ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "کتنی ہی ایسی عقلیں ہیں جو خواہشات کی قیدی ہیں۔"

★ جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا گیا کہ: "کیا آپؐ کے ساتھ ساتھ بھی کوئی شیطان بہکانے کے لیے ہر وقت موجود رہتا ہے"؟ فرمایا: "ہاں: اِنَّ شَیْطَانِیْ اَسْلَمَ عَلٰی یَدَیَّ" یعنی: میں نے اپنے شیطان کو اپنا قیدی بنا لیا ہے، وہ میرے ہاتھ پر سر خم کر چکا ہے۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ظالم کی موت (سزا ملنا) زندگی کی بہترین خوشیوں میں سے ایک ہے۔"

www.drhasanrizvi.com

شیاطین انسانوں میں بھی ہوتے ہیں جو حق کے خلاف سینوں میں بُرے خیالات ڈالتے ہیں وہ حق کو باطل سے ملا کر مشکوک بنا دیتے ہیں۔ یہ شیاطین پوشیدہ ہوتے ہیں۔

دوسری طرف انسانی شکلوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی نظر آتے ہیں اور اُن کے پروگرام بھی۔ اُن کو شیاطینِ جن اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ یہ ظالموں، جابروں، مفسدوں، دھوکے بازوں کے کارندے ہوتے ہیں۔ یہ بھی خنّاس ہیں۔ مگر انسانی شکل میں اِن دونوں قسم کے شیاطین کے شر سے خدا سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ اِنہی شیطانوں کے ڈالے ہوئے بُرے خیالات اور سمجھائے ہوئے پروگرام ہدایت کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، اور انسان کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہیں۔

شیاطین ہمارے نفسِ اَمّارہ کو بھڑکاتے ہیں اور نفس ہمیں بُرائی کی طرف کھینچتا ہے۔

★ (فصل الخطاب) ★

بقول غالبؔ:

ایماں مجھے روکے ہے، تو کھینچے ہے مجھے کفر ∴ کعبہ مرے آگے ہے، کلیسا مرے پیچھے

بڑے موذی کو مارا نفسِ اَمّارہ کو گر مارا ∴ نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا، تو کیا مارا

★ ایک دفعہ جناب رسولِ خدا اعتکاف فرما رہے تھے۔ آپؐ کی زوجہ صفیہؓ آپؐ کے لیے کھانا لے کر آئیں۔ رات کا وقت تھا، آپؐ اُنھیں گھر چھوڑنے کے لیے گئے۔ راستے میں دو صحابی ملے، جو وہاں سے گذر رہے تھے۔ آپؐ نے اُنھیں بُلایا اور فرمایا: "یہ میری زوجہ صفیہ ہیں" صحابہ نے عرض کی: "یارسول اللہؐ! کیا ہمیں آپؐ کی طرف سے بھی بدگمانی ہو سکتی ہے"؟ آپؐ نے

www.drhasanrizvi.com

فرمایا: "یہ تو خیر ٹھیک ہے۔ لیکن شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے اس لئے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دلوں میں وسوسے (بُرے خیالات) اور شبہ نہ ڈالے" (صحیح بخاری) *

آج کل کے شیطانی ٹولہ کا قصہ : میرے ایک معتبر دوست نے دوبئی میں مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ:

"مجھ سے میرے ایک ۲۵ سالہ جوان نے کہا کہ: "میں نے پچاس حج کیے ہیں۔" مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ۲۵ سال کی عمر میں پچاس حج کیسے کر لیے"؟ اُس نے بتایا کہ اس طرح کیے ہیں کہ "میں نے ۲۵ شیعہ اپنے ہاتھ سے قتل کیے ہیں اور ایک شیعہ کو قتل کرنے پر دو قبول حجوں کا ثواب ملتا ہے۔" میں نے پوچھا: "یہ فتویٰ کونسی کتاب میں لکھا ہے؟" اُس نے کہا کہ: "ہمارے شہر کے بڑے مفتی صاحب نے افغانستان میں جمعہ کے دن منبر پر خطبے میں فرمایا تھا۔" میں نے اُس سے کہا: "چلو دوبئی کے علماء سے چل کر پوچھتے ہیں کہ کس کتاب میں لکھا ہے تاکہ میں بھی پچاس حج کا ثواب حاصل کروں۔" غرض ہم دونوں کئی بڑے بڑے علماء کے پاس گئے۔ اُن سے پوچھا تو کسی کے پاس کوئی جواب یا حوالہ نہ تھا۔ بس یہ فرماتے تھے کہ ہم نے بھی اپنے اساتذہ سے یہ سنا ضرور ہے مگر کسی کتاب کا حوالہ نہ دے سکے۔ وہ ہمارا ساتھی قاتلِ شیعہ بار بار کتاب کتاب؟ کونسی کتاب؟ کونسی کتاب میں لکھا ہے، کہتا رہا، مگر وہ علماء کسی کتاب کا حوالہ نہ دے سکے۔ جب ہم خوب تحقیق کر چکے، تب ہمارے اُس ساتھی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ کہنے لگا: میں تو تباہ ہو گیا، مفتی شہر کی بات پر یقین بیٹھا، اور میں نے ۲۵ شیعہ قتل کر ڈالے، اب میں دنیا سے بھی گیا اور آخرت سے بھی گیا۔"

علامہ اقبال نے فرمایا:

"دینِ مرداں فکر و تدبیر و جہاد :: دینِ مُلّاں فی سبیل اللہ فساد" (اقبال)

* یہی وہ شیاطین خناس ہیں جو انسانی شکلوں میں لوگوں کے دلوں میں تباہ کن نظریات پیدا کرتے ہیں۔

بحمداللہ: آج ۲۶ دسمبر ۲۰۰۲ء / ۲۱ شوال ۱۴۲۳ھ شبِ پنجشنبہ اس پارے کی کتابت مکمل ہوئی۔ کاتب: جعفر زیدی: ۳۶ بی لانڈھی